پکارو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم
تصنیف
امام علامہ محمد بن موسیٰ المزالی المراکشی
ترجمہ
علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
صُفّہ فاؤنڈیشن

پکارو یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم
تصنیف
امام علامہ محمد بن موسیٰ المزالی المراکشی رحمہ اللہ تعالیٰ
ترجمہ
علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
صفہ فاؤنڈیشن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ



نام کتاب عربی ........ مصباح الظلام في المستغيثين بخير الانام عليه الصلاة والسلام في اليقظة والمنام

اُردو ترجمہ ........ پکارو یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)

تصنیف ........ امام علامہ، فقیہ محدث، ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان مزالی مراکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ

# فہرست

باب ۸

## باب ۱۰



## باب ۱۱

# انتساب

## مادرِ علمی

جامعہ امدادیہ مظہریہ، بندیال شریف، ضلع خوشاب

کے نام

- جس کی بنیاد ۱۹۰۸ء میں فقیہ العصر استاذ الاساتذہ مولانا علامہ یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی۔
- جہاں مَلِکُ التدریس استاذ العصر مولانا علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی اکتسابِ فیض کرتے رہے، پھر عرصہ تک تشنگانِ علم و علوم و معارف سے سیراب کرتے رہے۔
- جو فقیہ جلیل، پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبد الحق بندیالوی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔
- جو فاضل محقق، نامور خطیب پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق حفظہ اللہ تعالیٰ کی نظامت میں شاہراہِ کامیابی پر گامزن ہے۔

اللہ تعالیٰ اسلامی علوم و فنون کے اس مرکز اور گلشنِ سنیت کو مزید ترقی عطا فرمائے اور ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

یکے از ابناء جامعہ: **محمد عبد الحکیم شرف قادری**

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت امام علامہ، فقیہ محدث، ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان

مزالی مراکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خوبصورت کتاب

مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام

علیہ الصلاۃ والسلام فی الیقظۃ والمنام

کے اُردو ترجمہ **پُکارو یارسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

کی سعادت عالم اسلام کی نامور علمی وروحانی شخصیت

محسن اہل سُنت، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ

کے حصے میں آئی افادۂ عام کے لیے یہ اہم کتاب صفہ فاؤنڈیشن برطانیہ کے مخلص معاونین

کے تعاون سے چھاپ کر مفت تقسیم کی جارہی ہے اللہ رب العزت قبلہ شرف صاحب کو

صحت کاملہ اور صفہ فاؤنڈیشن کے جملہ معاونین کو دین ودنیا کی برکتیں اور نبی کریم ﷺ

کی شفاعت نصیب فرمائے آمین!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلّم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

یہ دنیا ابتلا اور آزمائش کا گھر ہے، حدیث شریف میں ہے: ''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ'' دنیا مومن کے لئے جیل خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے، آپ کو بہت سے لوگ ٹھاٹھ باٹھ اور شان و شوکت والے ملیں گے، لیکن جب ذرا قریب ہو کر ٹٹولیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہ کن مصیبتوں اور المیوں کا شکار ہیں۔

ہم جیسا عام آدمی بڑا کم ظرف ہوتا ہے اگر کسی مصیبت میں پھنس جائے تو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اور اگر اسے عیش و طرب کے لمحات میسر آجائیں تو وہ رب کائنات کو بھول کر اپنی خواہشات میں محو ہو جاتا ہے، حالانکہ ہر آدمی کو اس حقیقت کا یقین ہونا چاہیے کہ مصیبتوں کو دور کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور مسرت کے لمحات عطا فرمانے والا اور انہیں تا دیر برقرار رکھنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے، یعنی انسان کو ہر حال میں اس حقیقت کا ادارک رہنا چاہیے کہ میں رب کریم کا محتاج ہوں اور ایک لمحے کے لئے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے دو طریقے ہیں:

1. اعمال صالحہ یا اللہ تعالیٰ کی کسی محبوب شخصیت کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی جائے، اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، قرآن کریم کا بیان ہے ''وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا'' (البقرۃ ۲/ ۸۹) اہل کتاب اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے کافروں کے خلاف فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل پر کوئی انکار نہیں فرمایا، اگر یہ توسل ناجائز ہوتا تو انہیں وسیلے کے ذریعے دعا مانگنے پر ضرور سرزنش کی جاتی۔
2. بغیر وسیلے کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور مقصد کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی جائے۔

امام علامہ محدث ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ مراکشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی کتابیں دیکھیں جن میں دوسری قسم کی دعاؤں کا تذکرہ تھا۔ مثلاً:

١۔ امام ابوبکر بن ابی الدنیا کی تصنیف اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ
٢۔ امام ابوبکر بن ابی الدنیا ۔ کی تصنیف مُجَابِی الدَّعْوَةِ
٣۔ امام ابوالقاسم تنوخی کی تصنیف اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ
٤۔ قرطبہ کے محدث اور قاضی امام ابوالولید یونس بن عبداللہ کی تصنیف اَلْمُسْتَصْرِخِیْنَ بِاللّٰہِ عِنْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ
٥۔ امام ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال کی تصنیف اَلْمُسْتَغِیْثِیْنَ بِاللّٰہِ

لیکن انہیں تلاش کے باوجود ایسی کوئی کتاب نہ ملی جس میں مصائب وبلیات کی چکی میں پسنے والے ان لوگوں کا تذکرہ ہو جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی ہو اور آپ کا وسیلہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کر کے گوہرِ مراد حاصل کیا ہو۔

تب انہوں نے یہ کتاب لکھی جس کا نام ہے:

مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِی الْمُسْتَغِیْثِیْنَ بِخَیْرِ الْاَنَامِ
عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِی الْیَقْظَةِ وَالْمَنَامِ

تمام کائنات سے افضل ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیداری اور خواب میں مدد مانگنے والوں کے بیان میں اندھیرے دور کرنے والا چراغ۔

آج سے تقریباً ساڑھے سات سو سال پہلے لکھی جانے والی اس کتاب میں حضرتِ مصنف نے قرآنِ پاک اور احادیث طیبہ سے استمداد اور توسل کا جواز ثابت کیا ہے، اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی اسانید کے ساتھ احادیث روایت کرتے ہیں، اس کے بعد واقعاتی حوالوں سے اپنے موضوع کو ثابت کرتے ہیں، جن حضرات کے ساتھ وہ واقعات پیش آئے یا تو حضرت مصنف نے خود ان سے سنے ہیں یا پھر اپنی سند کے ساتھ

ان حضرات سے واقعات کی روایت کرتے ہیں۔

مشاہدہ بھی یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور جو چیز مشاہداتی طور پر ثابت ہو جائے اسے آسانی سے جھٹلایا نہیں جا سکتا، حضرت مصنف نے بیسیوں ایسے واقعات بیان کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنے والے محروم نہیں رہے، مدد مانگنے والوں نے جنگلوں، صحراؤں اور دریاؤں میں مدد مانگی —— بھوک اور پیاس میں مبتلا لوگوں نے مدد مانگی —— ظالم دشمن کی قید میں قیدیوں نے مدد مانگی —— بیماروں نے آپ کی طرف رجوع کیا —— آلام و مصائب میں گرفتار لوگوں نے آپ کی پناہ مانگی —— اور آپ کی عنایات سے بہرہ ور ہوئے۔ میدانِ محشر میں پوری انسانیت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر طالب امداد ہو گی بعض گناہگار مسلمان آگ میں جلتے ہوئے آپ کو پکاریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آتشکدۂ جہنم سے نجات پائیں گے۔

غمگسارِ بے کساں، دستگیر عاصیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہونے والوں اور آپ سے مدد کے طلب گاروں میں صحابۂ کرام ہیں، ائمۂ محدثین ہیں، مفسرین ہیں اور عوام الناس ہیں، آپ کی حیاتِ مبارکہ میں سوالی آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے، اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد آپ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے رہے ہیں اور حاضر ہوتے رہیں گے، میدانِ محشر میں تمام لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں حاضری کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر طالب امداد ہوں گے اور آپ اُن کی درخواست کے جواب میں فرمائیں گے: ''اَنَــا لَهَــا'' ہم شفاعت کبریٰ کے لئے ہیں، مصباح الظلام کا مطالعہ کرنے کے بعد بے ساختہ یہ مصرع ذہن میں آتا ہے:

ایک دینے والا ہے اور سارا جگ سوالی ہے

اور امام احمد رضا بریلوی کے اس شعر کا مطلب بھی کسی قدر سمجھ میں آتا ہے:

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

امام علامہ شرف الدین بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس وہ عظیم بارگاہ ہے جہاں امتی تو کیا انبیا۔ کرام علیہم السلام بھی سوالی ہیں، وہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی خلف اکبر امام احمد رضا بریلوی (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے اس شعر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ؎

رسول اللہ تم سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا

تیرے دریا کا ایک قطرہ، تیری بارش کا اِک چھینٹا

خود راقم الحروف (محمد عبدالحکیم شرف قادری) کو دو دفعہ سفر میں یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد مانگی (یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے محبوبین کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی) اسی وقت پریشانی کی دوری کا سامان ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

آج سے ساڑھے سات سو سال پہلے کسی کی یہ سوچ دکھائی نہیں دیتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں مدد مانگی جا رہی ہے؟ آپ سے مدد مانگنا تو شرک ہے، نہ یہ تصور دکھائی دیتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد اللہ تعالیٰ کی امداد سے الگ ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمتِ مجسّم ہیں، "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" لہٰذا جو شخص رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مدد مانگتا ہے، اسے "اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" (ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کے مخالف سمجھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حضرت مصنف نے محمد بن علی خزرجی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ''جوجز'' میں تھا، ایک دن سمندر میں داخل ہوگیا، ایک موج نے مجھے اس طرح تھپیڑ مارا کہ میں ڈوبنے لگا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد طلب کرتے ہوئے پکارا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ایک لکڑی میری دسترس میں پہنچادی، میں نے اسے پکڑلیا اور پانی کے اوپر نمودار ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ڈوبنے سے بچالیا (۱) دیکھا آپ نے مدد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگی، نجات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی، اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امدادِ الٰہی کے مظہر ہی تو ہیں۔

یوں تو ہر واقعہ ایمان افروز ہے، لیکن ایک واقعہ بڑا پر لطف ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مصنف کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے شیخ زاھد ابوالعباس احمد بن محمد اللواتی نے بیان کیا کہ ہمارے شہر فاس میں ایک عورت تھی جب اسے کوئی مشکل پیش آتی یا کوئی خوفناک صورت سامنے آجاتی تو وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ کر آنکھیں بند کرلیتی اور پکارتی:

**یَامُحَمَّدُ** (صلی اللّٰہ تعالٰی علیك وسلم)

جب وہ فوت ہوگئی تو اس کے ایک قریبی رشتے دار نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے منکر ونکیر فرشتوں کو دیکھا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں وہ میرے پاس آئے تھے، جب میں نے انہیں دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لئے اور پکارا **یَامُحَمَّدُ** (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اور جب ہاتھ ہٹائے تو وہ دونوں غائب ہو چکے تھے (۲)

حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کے آخر میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ

---

(۱) محمد بن موسیٰ مزالی مراکشی، امام: مصباح الظلام عربی ص ۱۲۲

(۲) ایضاً ص: ۱۱۵

علیہ وسلم کی حدیث شریف کے پڑھنے پڑھانے والوں کے فضائل، درود شریف کے فیوض و برکات اور توسل کے آداب پر بڑی ایمان افروز گفتگو کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

## تقریب ترجمہ

ریاض، سعودی عرب سے ایک فاضل نے امام محمد بن موسیٰ مزالی مراکشی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب ''مصباح الظلام'' اور امام سخاوی کی بابرکت کتاب ''القول البدیع'' کا نیا اور محققہ نسخہ اس فرمائش کے ساتھ بھجوایا کہ راقم اِن کا ترجمہ کر دے، راقم ایک عرصہ سے علیل اور صاحب فراش ہے تاہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا ترجمہ شروع کر دیا، یوں بھی یہ کتاب تقریباً ساڑھے سات صدیوں کے بعد پہلی مرتبہ چھپی تھی اور عرصہ سے اس کا انتظار تھا، نیز موقع کو غنیمت جانا اور اس کتاب کا ترجمہ کرنے میں یہ تصور بھی شامل رہا کہ نبی اکرم حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفائے امراض اور حل مشکلات کی دعا کرنے کا یہ اچھا انداز ہے۔

بحسنِ اہتمامت کارِ جامی
طفیلِ دیگراں یابد تمامی

کیا عجب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کے صدقے اللہ تعالیٰ مجھے، میرے اہل و عیال اور میرے متعلقین بلکہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام امت پر رحم فرمائے، یا اللہ! اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و مرسلین، ملائکہ مکرمین اور صالحین کے طفیل امت مسلمہ پر رحم فرما، آج امت مسلمہ اپنے ہی خون میں نہائی ہوئی ہے، صرف عراق میں سوا لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کیے جا چکے ہیں، غیر مسلم تو کیا مسلمان حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی اور دشمن ہے کہ دہشت گردی کا بازار گرم کیے ہوئے ہے اور کوئی اسے ٹوکنے والا نہیں اے رب کائنات! ہمارے گناہ معاف فرما، امت مسلمہ کو اتحاد اور غیرت ایمانی عطا فرما اور مسلمانوں میں کوئی محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی جیسا سپہ سالار پیدا فرما۔

یہ کتاب دارالمدینۃ المنورۃ سے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کی گئی ہے، فاضل جلیل حسین محمد علی شکری نے تین قلمی نسخے سامنے رکھ کر پیش نظر مطبوعہ نسخہ تیار کیا ہے اور اس پر بڑی دیدہ وری سے حواشی لکھے ہیں اور حق یہ ہے کہ حاشیہ نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ حضرت مصنف کی بیان کردہ ایک ایک روایت اور ایک ایک واقعہ کے نئے نئے حوالے دئے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مصنف اور محشی کو امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

راقم ابھی ترجمہ کر ہی رہا تھا کہ عزیزم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ تعالیٰ ۲۷، جولائی ۲۰۰۴ء کو جامعہ ازہر شریف مصر سے پی۔ایچ۔ڈی کر کے بخیریت لاہور پہنچ گئے والحمدللّٰہ علی ذلک ان کے تحقیقی مقالے کا عنوان تھا:

العلامة فضل الحق الخير آبادى

حياته وشعره

دراسة تحليلية نقدية

آتے ہوئے ''مصباح الظلام'' کا ایک نسخہ بھی لیتے آئے جو حال ہی میں قاھرہ سے چھپا ہے۔ یہ نسخہ بھی قلمی نسخے کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کے فرائض جامعہ ازہر شریف کے ڈاکٹر عبدالعظیم فتحی خلیل اور جامعہ ازہر شریف کے معلم محمد عبدالرحمن شاغول نے انجام دئے ہیں، تاہم اس میں بعض جگہیں خالی رہ گئی ہیں، دارالمدینۃ المنورۃ کا نسخہ اس کے مقابلے میں زیادہ قابل اعتماد ہے۔

۱۳؍جمادی الاولیٰ مطابق ۲؍جولائی ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک ترجمہ شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے حبیب اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے ۱۳؍رمضان المبارک مطابق ۲۸؍اکتوبر ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء کو مکمل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس معمولی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

۶؍شوال ۱۴۲۵ھ

۲۰؍نومبر ۲۰۰۴ء

**محمد عبدالحکیم شرف قادری**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## خدایا ایں کرم بار دگر کن

حضرت شاہ محمد ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ ''جامع الشواہد'' میں تحریر فرماتے ہیں:

ماہِ ربیع الاوّل شریف کی ایک پر کیف اور نورانی رات میں امام العاشقین حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے ایک رُوح پرور اور ایمان افروز خواب دیکھا کہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب حبیب کبریا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں ذکر واذکار اور حمد ونعت کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت جامی علیہ الرحمہ بھی چند نعتیہ اشعار پیش کرتے ہیں، جنہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم منظور فرماتے ہیں۔

جب آنکھ کھلی تو جامی پر وجد وسرور کی کیفیت طاری تھی، عالم جذب میں فرمانے لگے

''وہ نورانی رُخ زیبا جو چاند سے زیادہ حسین اور روشن ہے، جب جبین مقدس سے آپ نے اپنے موہائے مبارک کو ہٹایا تو سراجِ منیر کی تجلیاں نمودار ہونے لگیں''۔

اس کے بعد جب جامی کا اپنے وطن آنا ہوا تو بے تابی کے عالم میں پکارنے لگے:

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

ببر ایں جانِ مشتاقم در آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن

توئی سلطان عالم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش

خدایا ایں کرم بار دگر کن

بیان کرتے ہیں کہ ایک ہفتہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ انہیں آپ ﷺ نے پھر زیارت سے مشرف فرمادیا۔

حضرت مولانا نجیب اشرف صاحب رضوی رقمطراز ہیں:

''شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو سرکار دوعالم، نبی مکرم ﷺ سے بے حد عشق تھا، اگر کوئی شخص نعتیہ اشعار پڑھتا تو بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے، آخر فرقت کا غم لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

کبھی باب رحمت کے پاس بیٹھے روتے رہتے۔

کبھی مواجہہ شریف کے پاس آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے۔

کبھی گنبد خضراء پر نگاہیں جماتے۔

کبھی ریاض جناں میں بیٹھے التجائیں کرتے:

کرم یامحمد کرم یامحمد!
کہ در پر تمہارے غریب آ گیا ہے

ہر صبح وشام اسی بے قراری کے ساتھ گزرتی، ایک دن باب مجیدی کے قریب بیٹھے بیٹھے یوں استغاثہ پیش کرنے لگے:

کر کے نثار آپ پر گھربار یارسول
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یارسول
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار یارسول
ذات آپ کی تو رحمت وشفقت ہے سربسر

میں گرچہ ہوں تمہارا خطاوار یارسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اوراس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسول

یہ استغاثہ لکھااور دن بھر روتے رہے، اسی شب آپ کو زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ بے انتہا مسرور ہوئے اور دوسرے دن حاضر ہو کر عرض کیا:

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

حوالہ

مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، سچے عاشق رسول تھے، تہجد کے وقت اپنا نعتیہ کلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرتے اور صبح تک روتے رہتے، ہجر و فراق کی کیفیت حد سے گزر گئی تو مدینہ شریف حاضر دربار ہوئے، گنبد خضراء کے انوار و تجلیات کے فانوس سے محبت کی روشنی دل و نگاہ کو منور کر رہی تھی، طالب دید کے نیاز عشق کا مجسمہ بنے ہوئے تھے، ایسی ساعت سعید کی کیفیات کو سمیٹتے ہوئے عرض گزار ہوئے فاران کے بتکدے کو دارالسلام بنانے والے مجھے بھی شرف زیارت عطا کیجئے، رات بھر بیقرار رہے۔ صبح مواجہہ شریف میں رات کی کمائی یوں پیش کرنے لگے:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تری بات رضا
تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

رات پھر دربار گوہر بار میں حاضری دی اور زیارت کی درخواست گزاری۔ اسی شب جمالِ جہاں آراء کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، جب آپ کا قافلہ مدینہ

طیبہ سے الوداع ہونے لگا تو بے اختیار پکار اُٹھے:

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات کو کون نہیں جانتا، جن کے تلامذہ نے دین اسلام کی اس نہج پر آبیاری فرمائی کہ قیامت تک امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء انہی کی بیان کردہ راہ پر کامیابی سے چلتی رہے گی۔ آپ انہیں نفوس قدسیہ میں شامل ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا اور انعام یافتگان کے نقش قدم پر چلنے سے ہی صراطِ مستقیم کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اسی لئے شب و روز نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ دعا اسی کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتے رہتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ، الٰہی صراطِ مستقیم پر استقامت مرحمت فرما اور اپنے ان مخصوص بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عنایت فرما جنہیں تو نے انعام و اکرام کی دولت ابدی سے سرفراز فرمایا ہے۔

سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہیں انعام پانے والوں میں سے ہیں جب آپ عشق و محبت کی دولت بیکراں لئے مدینہ طیبہ بارگاہِ سیدالمرسلین میں حاضری دیتے تو یوں سلام عرض گزار ہوتے:۔

الصلوۃ والسلام علیک یاسید المرسلین

نہ جانے کس عشق و محبت اور کتنے خلوص سے اپنی بے قراری کو شامل کیے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کررہے تھے کہ محسن کائنات، اپنے محب صادق اور مشتاق دید کو جواباً نواز تے ہیں

وعلیک السلام یا امام المسلمین

پھر تو بارگاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضری کے تار بندھ گئے، ستر سالہ زندگی میں پچپن مرتبہ حج وزیارت سے شادکام ہوئے اور بقولِ جامی ہر بار استغاثہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دست سوال دراز کرتے۔

خدایا این کرم باردگر کن

فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ۔ حدیث شریف پڑھاتے پڑھاتے نبی کریم ﷺ کی محبت میں کچھ اس طرح محو ہو جاتے کہ جیسے یہاں نہیں بلکہ گنبد خضراء کے سائے میں قیام کیے دست بستہ بارگاہِ حبیب کبریا ﷺ میں صلوٰۃ وسلام پیش کر رہے ہیں اور جب محویت کے نشہ سے سرشار ہوتے تو یوں پکار اٹھتے۔

نہ مرنا یاد آتا ہے نہ جینا یاد آتا ہے
محمد یاد آتے ہیں مدینہ یاد آتا ہے

ہم مشکوٰۃ شریف کا درس لے رہے تھے کہ آپ پر عشق ومحبت کی کیفیت طاری ہوئی اور پکارنے لگے۔

نہ مرنا یاد آتا ہے نہ جینا یاد آتا ہے
محمد یاد آتے ہیں مدینہ یاد آتا ہے

راقم السطور نے اس وقت کو قبولیت کا سماں قرار دیا اور اپنے جماعتی مولانا حافظ نذیر احمد نوری خطیب اعظم گوجرانوالہ سے کہا یہ قبولیت کی گھڑیاں ہیں، وقت کے عظیم محدث اور عدیم المثال عاشق رسول ﷺ کی آنکھیں محبت کے آنسو بکھیر رہی ہیں، آیئے مل کر دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں بیک وقت حج وزیارت کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔ چنانچہ ہم نے چپکے سے دعا مانگی، سکون واطمینان کا جھونکا سا محسوس ہوا اور دل نے گواہی دی،

ہماری یہ دعا یقیناً باریابی سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ بس پھر کیا تھا ہمیں اس دعا کا ثمرہ نصیب ہو گیا اور پھر وہ مبارک وقت آیا کہ ہم نے بیک وقت حج و زیارت کی سعادت عظمیٰ حاصل کی۔ ہاں یہ تو محب صادق فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضور پُر نور ﷺ سے والہانہ محبت کے آنسوؤں کی خیرات ہے جو ہمیں عطا ہوئی۔ خود ان کی کیفیت کیا تھی مسجد نبوی میں بخاری شریف کا درس دیا جا رہا ہے، ہم پندرہ سولہ جماعتی گنبد خضراء کے عکس جمیل کو اپنی آنکھوں میں سمائے بخاری شریف سے یہ حدیث شریف پڑھ رہے ہیں۔ مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اس طرف روضہ کا نور اور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

جب یہ حدیث شریف روضہ مقدسہ کے سامنے پڑھ رہے تھے تو ہم نے اپنی قسمت اور اپنے نصیب کو آسمانوں سے بھی بلند تر پایا، عجیب کیفیت طاری تھی، سرور کا ایک ریلہ تھا، سرشاری کے نشے سے وجد کناں تھے اور فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرما رہے تھے: حضرت جامی کے کلمات کو غنیمت جانتے ہوئے زبان پر لائیے قبولیت پائیں گے۔

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

چنانچہ ہماری آرزوئیں قبول ہوئیں، بار بار جانا نصیب ہوا اور پھر مجھے یوں عرض کرنا پڑا۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابش
ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

# شرف ملت

حضرت مولانا علامہ الحاج محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، آپ نے ہر شعبۂ علم سے پورا پورا انصاف کیا، حصول علم کے بعد عمل کے نور سے علوم وفنون اسلامیہ کی درس وتدریس، تعلیم وتعلم، تحریر وتقریر سے اتنی دلجمعی، لگن، محبت، اور عشق سے خدمات سرانجام دیں کہ اپنے آپ کو ان میں فنا کرلیا ہے، علالت کے باوجو کامل سرشاری سے خدمتِ لوح وقلم میں پیہم مصروف ہیں۔

حضرت علامہ شرف قادری، مدرسین، محدثین، مبلغین، محققین، مصنفین، مترجمین اور مفکرین کے استاذ ہیں، آپ کا ہر کام: کارنامہ، تصنیف: شاہکار، ہر ترجمہ: انوار وتجلیات علوم کا خلاصہ ہے، آپ کی تصانیف وتالیفات میں خاص بات یہ ہے کہ حضرت قاضی عیاض، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت علامہ یوسف نبہانی اور حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے عشق رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، ان عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا نے مسلمانان عالم کے دل میں جس نہج سے سچے عقائد ونظریات کو مستحکم کرنے میں کردار ادا کیا ہے حضرت علامہ شرف صاحب، قادری مدظلہ نے انہیں سے استفادہ کرتے ہوئے مزید خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔

شرف ملت مدظلہ کا انداز تحریر، دلپذیر، ایمان افروز اور روح پرور ہونے کیساتھ ساتھ دلائل وبراھین سے مرصّع ہے، مخالفین کے غلط نظریات وعقائد کے جواب میں تحمل، بردباری اور حلیمی آپ کے قلم کا خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف پر کسی کو نکتہ چینی کی جرأت نہیں ہوئی، بلکہ وہ بھی حقائق کی بنا پر رطب اللسان ہیں، آپ کے قلم کی پختہ تاثیر کا یہ عالم ہے کہ کتنے ہی ناپختہ، پختہ ہوئے اور بیشتر اپنی غلط روش سے روگردانی کرتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہوگئے۔

حضرت علامہ شرف قادری مدظلہ نے بکثرت عربی، فارسی کتب کے ترجمے فرمائے، زیب نظر کتاب " **پکارو یارسول اللہ** " صلی اللہ علیک وسلم، حضرت امام علامہ فقیہ محدث ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ مزالی مراکشی علیہ الرحمۃ کی عربی تصنیف لطیف "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام فی الیقظۃ والمنام" کا نہایت حسین اور ایمان افروز ترجمہ ہے جو اس سلسلہ میں ایک امتیازی وانفرادی حیثیت کا حامل ہے، ترجمہ کیا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حضرت نے ایک اور تازہ تصنیف کا اضافہ فرمادیا ہے، ایسی کتاب کا ظہور وقت کی ضرورت اور پکار تھی، جو آپ کے مبارک قلم سے بڑی حد تک پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

راقم السطور آپ کے احوال وآثار مبارکہ پر تفصیلاً گفتگو کرسکتا ہے مگر اس مقام پر اس لئے صرف نظر کر رہا ہوں کہ آپ کے مبارک قلم سے جب ''اشعۃ اللمعات'' کا ترجمہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تو اس پر بطور ''نشان منزل'' ''اشعۃ اللمعات'' کے عظیم مترجم کے عنوان سے تعارف پیش کر چکا ہوں نیز جب ترجمہ مکمل ہوا تو ''تکمیل آرزو'' کے تحت حضرت کی ذات ستودہ صفات پر چند کلمات لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، بعدہٗ آپ پر دو کتابیں ''محسن اہلسنت'' اور ''تذکار شرف'' کے نام سے آپ کی سوانح حیات پر بڑی جامعیت سے شائع ہوچکی ہیں، یہ دونوں کتابیں محترم محمد عبدالستار طاہر نے ترتیب دی ہیں یوں بھی آپ کی بلند مرتبت شخصیت کا تعارف کراؤں تو کیسے کراؤں، بس ایک دعا پر اکتفا کرتا ہوں:

الٰہی اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے آپ کو صحت کاملہ عاجلہ سے بہرہ مند فرما، اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں استغاثہ ہے کہ سرکار! جیسے آپ نے اپنے ہزار ہا بیمار غلاموں کو شفا سے نوازا یوں ہی اپنی بے پایاں رحمت فرماتے ہوئے اپنے دین

متین کے اس سچے خادم، ہمارے مخدوم ومحترم مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کو شفاء اور تندرستی کی خیرات عطا فرمایئے، آپ کی نظر رحمت وکرم کے ہم ہر لمحہ محتاج ہیں، ہماری فریاد سنئے!

یارسول اللہ انظر حالنا — یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق — خذیدی سهل لنا اشکالنا

۱۴ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ / ۲۵ر مارچ ۲۰۰۵ء
جمعۃ المبارک

**محمد منشا تابش قصوری**
مریدکے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمُ

## تقدیم محشی

تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے اور اتم واکمل درود سلام سید الوجود (تمام ممکنات کے سردار) ہمارے آقا ومحبوب، ہمارے شفیع اور حبیب ومحبوب، اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں ہمارے وسیلہ، ہمارے مالک رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام پر۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

یہ عظیم وجلیل کتاب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہر محب اور نیاز مند کے لئے مفید ہے، آپ کے محبین کے ایمان کو مضبوط اور محبت کو مستحکم اور دوسرے لوگوں کے غیظ وغضب کو دوآتشہ کردے گی، جو ان عطاؤں کے قائل نہیں ہیں جو اللہ خالق و واحد اور عبودیت و وحدانیت میں منفرد ہستی نے اس نبی عظیم وکریم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں، نبی اکرم ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے جس کسی کو کوئی عطیہ ملے گا تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کا آپ پر احسان اور مزید کرم ہے، اور اس میں ہماری بصیرتوں کے لئے واضح اشارہ ہے اُن نوازشوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس نبی عظیم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان سرکار دو عالم ﷺ کا وہ مقام ومرتبہ بیان نہیں کرسکتا جو اللہ تعالیٰ نے اس نبی عظیم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔

جن لوگوں کی بصیرتیں اندھی ہو چکی ہیں انہیں اس کتاب میں ایسی باتیں نظر آئیں گی جنہیں وہ ماننے اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے، حالانکہ یہ باتیں نہ تو از قبیلۂ خرافات ہیں اور نہ ہی ناممکن ہیں، ہاں جو لوگ محض انسانی قدرت کو سامنے رکھتے ہیں اور اپنی عقل اور فکر کو اللہ تعالیٰ کی لامحدود اور وسیع قدرت کی طرف متوجہ نہیں کرتے وہ ضرور ان باتوں کو ناممکن قرار دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ایسے کام کر جاتی ہے جو انسانی

عقل کے تصور میں ناممکن ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اُن خوش عقیدہ لوگوں پر رد کرتے ہیں اوران پر ظلم کرتے ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے ایک (عادی) محال شے کا کرنا اُس ہستی کے ہاتھوں پر ممکن بنا دیا ہے، جس کی عزت وکرامت اور فضیلت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فعل اس کے ہاتھ پر ظاہر کیا ہے۔

الحمد للہ! ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے اور ہمیں وثوق ہے کہ اس کتاب میں نبی کریم ﷺ سے استغاثہ اورتوسل کرنے والوں اور آپ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے جو واقعات اورحوادث بیان کے گئے ہیں وہ صحیح ہیں اور الحمد للہ! ہمیں ان کی سچائی میں شک نہیں ہے، اسی طرح ان کے واقع ہونے کے امکان میں بھی اس شخص کے لئے شک نہیں ہے جس کی نیت خالص ہواور وہ خوش عقیدگی کا حامل ہو۔ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت اور قدرت سے ان واقعات کو نبی کریم ﷺ کے طفیل وجود عطا فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا اظہار ہے:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

اور اے حبیب! آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم اور حبیب لبیب ﷺ کو جو فضلِ عظیم عطا فرمایا ہے ہم اسے محدود نہیں کر سکتے۔ اُسے ماننے یا نہ ماننے کے سلسلے میں منکر کے ساتھ گفتگو طویل ہو جائے گی اور ایسی گفتگو اور بحث اُس شخص کو فائدہ بھی نہیں دے گی جس کے دل کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے زائل کر دیا ہو اور اس نے اپنا مطمح نظر انکار، مشرک قرار دینا اور گالی دینا قرار دیا ہے، ہم اس کے ساتھ درج ذیل مختصر سی گفتگو کرتے ہیں۔

اس کتاب میں وہ احادیث اور آثار مندرج ہیں جو سنت مطہرہ کی کتب اور دفاتر میں مروی ہیں، نیز اس میں ان عظیم ائمہ کو پیش آنے والے واقعات بیان کئے گئے ہیں جن کے اقوال اور جن کی تصانیف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اسی طرح ہم اِن خبروں، آثار اور واقعات کو دوسرے ائمہ کی کتابوں میں بھی نقل کئے ہوئے دیکھتے ہیں، یہ واقعات ان کی

تصانیف کے صفحات میں بکھرے ہوئے ہیں، ہم آئندہ سطور میں ان ائمہ کا ذکر بطور حصر نہیں بلکہ بطور مثال کر رہے ہیں، اب جو شخص کسی چیز کو رد کرنا چاہتا ہے تو وہ ان ائمہ پر رد کرے اور ان پر طعن کرے، جیسے کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کا وطیرہ ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان منطبق ہوگا:

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا

اور تو ہی ظالموں کی تباہی میں اضافہ فرما۔

جن ائمہ نے اس کتاب سے نقل کیا ہے، ان میں سے بعض حضرات یہ ہیں:

۱۔امام حافظ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی نے اپنی کتاب ''القول البدیع'' میں

۲۔امام حافظ احمد بن محمد قسطلانی نے اپنی دو کتابوں ''مواہب لدنیہ'' اور ''مسالک الحنفاء'' میں

۳۔امام حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی دو کتابوں ''تنویر الحلک'' اور ''الادج بالفرج'' میں

۴۔امام محمد بن یوسف صالحی نے اپنی عظیم کتاب ''سبل الہدیٰ والرشاد'' میں

۵۔امام علامہ نورالدین علی سمہودی نے اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں

۶۔امام فقیہ ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب ''تحفۃ الزُّوار'' میں

۷۔علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے اپنی دو کتابوں ''حجۃ اللہ علی العالمین'' اور ''شواھد الحق'' میں، آخرالذکر کتاب اس کتاب کی تلخیص ہے۔

۸۔علامہ شیخ داؤد بن سلیمان خالدی نے اپنی کتاب ''نحت حدید الباطل'' میں

۹۔امام حافظ برہان الدین ابراہیم بن محمد الناجی نے اپنی کتاب ''عجالۃ الاملاء'' میں اس کتاب کا ذکر کیا اور اشارہ کیا کہ مصنف حافظ منذری کے شاگرد ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے، دوسری کتابوں میں اس کے ذکر کو تلاش کرنے میں وقت صرف ہوگا اور ان کا حوالہ دینے کے لئے کئی صفحات

صرف کرنے پڑیں گے۔ لیکن مشہور مقولہ ہے کہ عاقل کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اس جگہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض حضرات نے غلطی سے اس کتاب کی نسبت اس کے مصنف کے غیر کی طرف کر دی ہے، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ۱۷۰۶/۲ میں اس کی نسبت امام ابوالربیع کلاعی کی طرف کر دی ہے۔ غالباً انہیں اس لئے اشتباہ واقع ہو گیا کہ امام کلاعی کی تصنیف کا نام ''مصباح الظلم'' ہے۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی کتاب ''ابجد العلوم'' ۱۰۵/۳ میں خطا کی ہے اور اس کتاب کی نسبت امام عبداللہ بن اسعد یافعی کی طرف کر دی ہے۔

اسی طرح نسخہ ''ب'' کی نسبت میں خطا واقع ہو گئی ہے اس نسخے میں کتاب کی نسبت امام ''ابواللیث سمرقندی'' کی طرف کر دی گئی ہے۔

ہم نے جن حضرات کا ذکر کیا ہے انہوں نے اس کتاب سے اقتباس بھی لیا ہے اور اس کی نسبت حضرت مصنف ہی کی طرف کی ہے۔

امام ھبۃ اللہ البارزی نے یہ کتاب اجمال اور تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''توثیق عری الایمان'' میں نقل کی ہے اور اس کی نسبت مصنف ہی کی طرف کی ہے، لیکن انہوں نے بعض الفاظ کم کر دیئے ہیں اور بعض کا اضافہ کر دیا ہے، جب مجھے بعض عبارات اور الفاظ میں اشکال واقع ہوا تو میں نے امام بارزی کی کتاب کی طرف رجوع کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ ہمیں نفع عطا فرمائے جسے ہم جانتے ہیں اور جس پر ہم عمل کرتے ہیں اور ہمیں حبیبِ معظم اور نبی مکرم ﷺ کی ملاقات اور زیارت کے شوق اور محبت میں ترقی عطا فرمائے۔ آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے افضل ترین صحابہ کرام پر درود اور کامل ترین سلام ہو۔

ہماری آخری بات یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں

رحمت و مغفرت کے امیدواروں نے یہ تحریر لکھی۔

# تعارف مصنف

جلیل القدر امام و مقتدا شیخ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان بن ابی عمران بن محمد المزالی الھنتانی التلمسانی

۶۰۶ھ یا ۶۰۷ھ میں تلمسان میں پیدا ہوئے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ پڑھی، پھر عربی پڑھنے میں مصروف ہوئے، یہاں تک کہا گیا کہ انہوں نے "کتاب سیبویہ" یاد کر لی تھی، پھر جوانی کے عالم میں سکندریہ آئے اور ابو عبداللہ محمد بن عماد حرانی، ابو القاسم عبدالرحمٰن صفراوی اور ابو الفضل جعفر ہمذانی سے حدیث شریف سنی، مصر میں ابو الحسن بن بوتی، ابو القاسم ابن الطفیل، ابن المقیر، ابو عمرو عثمان بن دحیہ، منذری، رشید عطار اور عز بن عبدالسلام سے حدیث شریف سنی، تصوف کا جبہ امام مقتدا علی بن ابی القاسم بن قفل سے پہنا۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیہ مالکی تھے، عابد و زاہد تھے، عبادت و ریاضت میں راسخ القدم تھے، جامعات، مسجدیں اور خانقاہیں بنانے کا بہت شوق اور جذبہ رکھتے تھے، مصر میں تیس سے زیادہ مقامات پر عمارتیں بنائیں، تصوف میں اچھی کتابیں تحریر کیں، حدیث بیان کی اور ایک جماعت نے ان سے حدیث سنی۔

پیش نظر کتاب کے علاوہ ان کی دوسری تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ إعلام الاجناد و العباد اهل الاجتهاد بفضل الرباط و الجهاد

۲۔ النور الواضح إلى محبة المنكر الصارخ في وجوه الصائح

---

(۱) تعارف کے مآخذ: (کسی قدر تصرف کے ساتھ) "العبر" للذہبی: ۳/۳۵۴ "مرآۃ الجنان" للیافعی ۴/۲۰۰ "المقفی الکبیر" للمقریزی: ۷/۲۲۱ "النجوم الزاہرۃ" لابن تغری بردی: ۷/۳۶۳ "الوافی" للصفدی: ۵/۸۹ "شذرات الذہب" لابن العماد: ۷/۶۷۰ "ہدیۃ العارفین" للبغدادی: ۲/۱۳۴

۳۔ وظائف فی المنطق

۴۔ عدۃ المجاھدین عند قتال الکفرۃ الجاحدین

حضرت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۹ ررمضان المبارک ۶۸۳ھ میں دارفانی سے رحلت فرما گئے اور اپنے شیخ ابوالحسن علی بن قفل کے قریب ''القرافۃ الکبری'' میں مدفون ہوئے، مخلوق خدا کے جم غفیر نے انہیں رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں وسیع جنتوں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

---

نوٹ:۔ حضرت مصنف نے کتاب کی ابتدا میں اپنا واقعہ بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۶۳۹ھ میں حج وزیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

شرف قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

[شیخ، امام، محقق، مقتداء، عارف اور محدث شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان المزالی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے نفع عطا فرمائے اور انہیں اپنی رحمت ورضا سے ڈھانپ لے۔]

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، جو اس سے دعا مانگے اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو اس کا ارادہ کرے اور اس کا امیدوار ہو اسے توفیق دیتا ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے عظیم نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنہیں اس نے پاکیزہ ترین اور مقدس ترین نسل سے پیدا فرمایا ہے، قیامت کے میدانوں میں امت کے گناہگاروں، نافرمانوں اور خطاکاروں کے حق میں آپ ﷺ شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر بہت بہت سلام ہو۔

امابعد!

ماضی میں اکابر علماء کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے واقعات جمع کیے جنہوں نے مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور اپنی حاجتوں کے سلسلے میں اس کی پناہ لی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول کیں، حاجتیں پوری کیں اور ان کی مشکلات اور مصیبتوں کو دور فرمایا۔

اس سلسلے میں امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا "الفرج بعد الشدۃ" (مصیبت کے بعد خوشحالی) اور ایک کتاب کا نام رکھا "مجابی الدعوۃ" (وہ لوگ جن کی دعائیں قبول ہوئیں) امام تنوخی جن کی کنیت ابوالقاسم ہے انہوں نے بھی اس سلسلے میں ایک کتاب لکھی انہوں نے بھی اس کا نام "الفرج بعد الشدۃ" رکھا۔

علماء کی ایک جماعت نے ان ہی کے انداز میں کتابیں تصنیف کیں، مثلاً ''قرطبہ کے محدّث اور وہاں کے قاضی''۔ امام ابوالولید یونس بن عبداللہ بن مغیث نے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا'' المستصرخین باللہ عند نزول البلاء ''(مصیبت کے نازل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرنے والے) اور ان ہی کے شہر کے رہنے والے امام ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال نے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا'' المستغیثین باللہ ''(۱)(اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرنے والے) اور یہ باب بہت وسیع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ بندوں کے لئے بند نہیں ہے اور اس کی عطا نہ تو محدود ہے اور نہ ہی منقطع ہے۔

اسی سلسلے میں ایک شاعر نے کہا ہے:

| | |
|---|---|
| مَنْ قَرَعَ ذٰلِکَ الْبَابَ فَاَوٰی | إِلَيْهِ وَعَنْهُ فَمَا آبَ |
| قُلْ لِلَّذِيْنَ تَحَصَّنُوْا عَنْ رَاغِبٍ | بِمَنَازِلَ مِنْ دُوْنِهَا الْحُجَّابُ |
| إِنْ حَالَ عَنْ لُقْيَاكُمْ بَوَّابُكُمْ | فَاللّٰهُ لَيْسَ لِبَابِهِ بَوَّابٌ |

○ جس نے اس دروازے کو کھٹکھٹایا اور اس کی پناہ لی، وہ اس دروازے سے کبھی نہیں لوٹا۔

○ ان لوگوں کو کہو جو سائلوں سے بچنے کے لئے محلات میں بند ہو کر بیٹھے ہیں اور ان کے دروازوں پر دربان بٹھائے ہوئے ہیں۔

○ اگر تمہارے دربان تمہاری ملاقات کے درمیان حائل ہو گئے ہیں تو سن لو کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے کا کوئی دربان نہیں ہے۔

پس میں نے ارادہ کیا کہ میں ان لوگوں کے واقعات جمع کروں جنہوں نے

---

(۱) میں ابوالولید کی کتاب ''المستصرخین باللّٰہ'' سے واقف نہیں ہوں باقی سب کتابیں چھپی ہوئی ہیں اور دستیاب ہیں۔

مصیبت وشدت کے وقت نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کی اور آپ کی پناہ لی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا، کیونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے افضل واعلیٰ ہیں اور میرے علم کے مطابق کسی نے اس قسم کے واقعات جمع نہیں کئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کیا اور یہ کتاب مرتب کردی۔

میں نے ان واقعات کا تذکرہ کیا جو میرے سامنے آئے اور ان سے پہلے میں نے وہ واقعات بیان کئے جن کا میں نے مشاہدہ کیا، یہ واقعات سنے سنائے نہیں بلکہ میرے چشم دید ہیں۔

جب ہم ۶۳۹ھ میں حج کر کے ساتھ واپس ہوئے تو ایک جماعت کیساتھ ''قلعہ صدر'' سے آگے بڑھے، ہمارے ساتھ سواروں کے رہنما کے علاوہ ایک راہنما (گائیڈ) بھی تھا، راستے میں راہنما پانی کی تلاش میں ہم سے آگے نکل گیا اور ہم پیچھے رہ گئے، میں دن کے آخری حصے میں راہنما کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، ہر طرف اندھیرا چھا گیا، اب تو راستے کے نشانات بھی دکھائی نہیں دیتے تھے میں تیز تیز چلنے لگا، جس سے میں تھک گیا اور پیاس بھی مجھ پر غالب آگئی، مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا کہ میں کس طرف کو چلوں، مجھے یوں محسوس ہوا کہ موت قریب آگئی ہے۔

مجھے ایک ہیولی سا نظر آیا، میں نے سمجھا کہ یہ ہمارے راہنما کے ساتھ جانے والوں میں سے کوئی ساتھی ہے، میں اس کے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ میں درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہوگیا، تب مجھ پر یہ راز منکشف ہوا کہ میں راستے سے بھٹک گیا ہوں، پیاس کی شدت میں بھی اضافہ ہوگیا، اب تو مجھے موت سامنے دکھائی دینے لگی اور میں زندگی سے مایوس ہوگیا۔

میں نے نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کرتے ہوئے بے تابانہ عرض کیا ''یا محمد''

---

(۱) پنجابی کے محاورے کے مطابق جگ بیتی سے پہلے ''ہڈ بیتی'' بیان کی گئی ہے۔

میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا تجھے ہدایت مل رہی ہے، اچانک میں نے ایک شخص کو دیکھا، اس کا چہرہ تو اچھی طرح دکھائی نہیں دیا البتہ اتنا ضرور محسوس ہوا کہ اس کے کپڑے سفید ہیں، اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، اس کے ہاتھ پکڑتے ہی تھکاوٹ اور پیاس جاتی رہی، اس کا ہاتھ اس وقت تک میرے ہاتھ میں رہا جب تک کہ میں نے راہنما کے ساتھیوں کی آوازوں کا شور نہ سن لیا، راہنما لوگوں کو بلا رہا تھا، اس نے ساتھیوں کی راہنمائی کیلئے آگ جلا رکھی تھی، اس شخص نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ (۱)

اِن شاء اللہ تعالیٰ میں اس کتاب میں ان لوگوں کے واقعات بیان کروں گا جنہوں نے صحراؤں اور بیابانوں، جنگلوں اور سمندروں میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کی اور جنہوں نے بھوک اور پیاس کی شکایت کی اور ان لوگوں کے واقعات بیان کروں گا جنہوں نے دشمنوں اور ظالموں کی قید میں آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریاد کی۔

آپ ﷺ خاک نشین اور نادار عورتوں اور یتیموں کے ملجاو ماویٰ ہیں، بارش نہ ہو اور مطلع صاف ہو تو وہ آپ کے در اقدس کے چکر لگاتے ہیں، اونٹ، ہرنی اور حمرہ (سرخ پرندہ) آپ کے پاس شکایت کرتے ہیں اور آپ سے امداد کے طالب ہوتے ہیں، مسجد نبوی کا ستون آپ کے فراق میں اس طرح روتا ہے کہ اس کی (دس مہینے کی حاملہ اونٹنی کی آواز جیسی) آواز سے مسجد گونج اٹھتی ہے۔

غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پناہ لیتے ہیں (جب انہوں نے عرض کیا کہ حضور دشمن تو سر پر آپہنچا ہے اگر وہ جھک کر دیکھ لے تو ہم اسے نظر آجائیں گے، اسی طرح جب سراقہ ابن مالک قریب پہنچ گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ دشمن بالکل قریب آگیا ہے۔

---

(۱) یہ واقعہ "توثیق عری الایمان" کے دو نسخوں میں بعض الفاظ کی زیادتی کے ساتھ موجود ہے، یہ زائد الفاظ اصل کتاب کے قلمی نسخوں میں نہیں ہیں۔

بیماروں نے تکلیفوں اور ناقابل برداشت مصیبتوں میں آپ کی خدمت میں شکایت کی، میدان محشر میں آپ کی امت آپ کی پناہ لے گی اور آپ کے بعض امتی آگ میں پڑے ہوئے آپ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے۔

میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے:

مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِي الْمُسْتَغِيْثِيْنَ بِخَيْرِ الْاَنَامِ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ

بیداری اور نیند میں حضور افضل الخلق ﷺ کی بارگاہ میں

فریاد کرنے والوں کے بیان میں اندھیروں کا چراغ

اور میں نے اسے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں سفارشی بنایا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس دن کے لئے وسیلہ بنایا ہے جب اس کی بارگاہ میں حاضری ہوگی، جب نبی اکرم ﷺ تمام اقوام کی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے، آپ ہی کی ذات ہے کہ وعدے کے دن میں مومنوں کو جس کی بشارت دی گئی ہے، یوم مشہود (جس دن سب لوگ حاضر ہوں گے) میں مقام محمود آپ کے لئے ہی خاص ہوگا، فیصلے کی طرف بلانے سے پہلے آپ ہی تمام مخلوق کی شفاعتِ عظمیٰ فرمائیں گے اور گرفت کا آغاز ہونے کے بعد جب ہر شخص اپنے بارے میں ہی جھگڑا کرے گا آپ ہی سب کو رہائی دلائیں گے، جب ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا بیٹھے گی تو سید عالم ﷺ جن کے تمام اگلے اور پچھلے امور کی مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔(۱)

آپ فرمائیں گے:

اَنَا لَهَا

ہم شفاعتِ کبریٰ کے لئے ہیں۔

(۱) جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہی نہیں، ورنہ آئندہ امور کی معافی کا کیا مطلب جو ابھی واقع ہی نہیں ہوئے؟

تَلُوْذُبِهِ الْاَبْصَارُ فِی الْحَشْرِ وَحْدَہٗ　　وَیُعْرَفُ قَدْرُالشَّمْسِ بَیْنَ الْاَھِلَّۃِ

میدانِ محشر میں سب کی نگاہیں آپ ہی کی پناہ لیں گی (۱)

اور سورج کا مرتبہ ابتدائی راتوں کے چاندوں میں ہی پہچانا جاتا ہے

جس دن مرد اپنے بھائی، اپنے ماں باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا ان میں سے ہر ایک کا ایسا حال ہوگا جو دوسروں سے بے پروا کر دے گا، اُس دن سورج مخلوق کے اتنا قریب آجائے گا جتنا آنکھ کا سرمچو ہو یا مسافت کے میل کے برابر، جیسے حدیث صحیح میں ثابت ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، پسینہ بعض کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور بعض کے منہ میں لگام بن جائے گا۔(۲)

کَبَائِرُنَا تُمْحٰی بِجَاہِ مُحَمَّدٍ　　اِذَاطَاشَتِ الْأَلْبَابُ فی الموقِفِ الضَّنْکِ

جب تنگ ترین ماحول میں عقلیں جواب دے جائیں گی تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہمارے کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔

اس دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کے جمع کیے جائیں گے واقعات اتنے ہولناک ہوں گے کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا، دودھ پلانے والی ہر عورت اپنے دودھ پینے والے بچے سے غافل ہو جائے گی اور فرض کر چھوڑ کر نفل میں مصروف ہو جائے گی، (یعنی مدہوشی کا یہ عالم ہوگا کہ کچھ پتا نہیں چلے گا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟)

کو

---

(۱) امام احمد رضا بریلوی عرض کرتے ہیں:

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو　　اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

(۲) یہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے، دیکھیے مسند امام احمد ۶/۳۳۸

لِـذٰلِکَ لَاذَ الْـعَـامِـلُـوْنَ بِجَاهِـهٖ　　　وَقَدْ طَاشَتِ الْاَلْبَابُ وَازْدَحَمَ الْجَفَلُ

اسی لئے عمل کرنے والے آپ کے مرتبے کی پناہ لیں گے

جب کہ عقلیں ناکارہ ہوچکی ہوں گی اور خوف زدہ خلقِ خدا کا ہجوم ہوگا

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کہہ رہے ہوں گے "نفسی نفسی" سب آہستہ آہستہ آواز میں گفتگو کررہے ہوں گے، نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ محشر کے میدانوں میں حُلّہ زیب تن کیے ہوئے اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہاتھ میں لئے ہوئے محوِ خرام ناز ہوں گے۔

لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ الْحَشْرِ خَافِقٌ　　　وَهَلْ تَحْتَهٗ اِلَّا النَّبِيُّوْنَ وَالرُّسُلُ

رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا میدان محشر میں لہرا رہا ہوگا

اور اسکے نیچے کون ہوں گے؟ انبیاء اور رسولان گرامی (اور مسلمان)

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی سنت کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے، قیامت کے دن آپ کے گروہ میں اٹھائے، ہمیں آپ کے طریقے سے منحرف نہ ہونے دے اور ہمیں اس جماعت میں شامل فرمائے جو پہلے پہل آپ کی شفاعت کے مستحق ہوگی۔

فَهُوَ شَفِيْعٌ وَلَا شَفِيْعَ غَيْرُهٗ　　　فِيْ مَوْقِفٍ يَتَاَخَّرُ الشُّفَعَاءُ

پس آپ ہی شفیع ہوں گے، آپ کے سوا کوئی شفیع نہیں ہوگا

اس میدان میں جب شفاعت کرنے والے پیچھے ہٹ جائیں گے۔

جب امیر المؤمنین ابوجعفر نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں مناظرہ کیا تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں کہا کہ: امیر المؤمنین! آپ اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا:

لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم کی آوازوں پر بلند نہ کرو

اور ایک قوم کی مدح کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ (۱)

بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔

اور کچھ لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ (۲)

بے شک وہ لوگ جو آپ کو پکارتے ہیں۔

اور یاد رکھئے کہ نبی کریم ﷺ کی عزت رحلت کے بعد ایسی ہی ضروری ہے جیسی آپ کی حیات ظاہرہ میں تھی۔ ابوجعفر نے اس بات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور کہنے لگے: ابوعبداللہ! میں دعا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف؟ امام مالک نے فرمایا: آپ اپنا چہرہ اس ذات اقدس سے کیوں پھیرتے ہیں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے اور آپ کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں؟

---

(۱) یہ پوری آیت اس طرح ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (الممتحنة:۴۹/۳)

بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں رسول اللہ کے پاس پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے منتخب کر لیا ہے، ان کے لئے بخشش ہے اور بہت بڑا ثواب۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (الممتحنة:۴۹/۴)

بے شک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے بلاتے ہیں ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں۔

ہیں؟ بلکہ آپ حضور ﷺ کی طرف رخ کریں، اور حضور سے شفاعت کی درخواست کریں، اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کی شفاعت آپ کے حق میں قبول فرمائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

اور اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں (۱)

حافظ ابو سعد سمعانی سے جو روایت ہمیں پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس پر گرا دیا اور روضۂ مقدسہ کی مبارک مٹی اپنے سر پر ڈال لی اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تو ہم نے آپ کا

---

(۱) اس واقعہ کو قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ ''الشفاء'' ۲/۴۱ میں اور علامہ قسطلانی نے ''مواہب لدنیہ'' میں، ابوالیمن ابن عساکر نے ''اتحاف الزائر'' ص ۱۵۳ میں، عز بن جماعہ نے ''ہدایۃ السالک'' ۳/۱۳۸ میں ذکر کیا۔

امام زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں اس واقعہ کا انکار کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا: یہ عجیب سینہ زوری ہے، کیونکہ اس واقعے کی روایت ابوالحسن علی بن فہر نے اپنی کتاب ''فضائل مالک'' میں سند حسن سے کی ہے، قاضی عیاض (مالکی) نے اسے ''الشفا'' میں اپنی سند کے ساتھ متعدد ثقہ مشائخ سے روایت کیا ہے، تو یہ جھوٹ کہاں سے ہو گیا؟ حالانکہ اس کی سند میں کوئی وضاع یا کذاب نہیں ہے۔ (انتہی)

امام عزالدین ابن جماعہ ''ہدایۃ السالک'' ۳/۱۳۸ میں فرماتے ہیں، اسی طرح اس واقعے کو دو حافظوں نے روایت کیا، (۱) ابن بشکوال اور (۲) قاضی عیاض نے ''الشفا'' میں رحمہما اللہ تعالیٰ اُس شخص کی بات قابل توجہ نہیں جس نے خواہش نفس کی بنا پر کہہ دیا کہ یہ موضوع ہے، اس کی خواہش نفس نے اسے ہلاک کر دیا، (انتہی)

امام علامہ خفاجی ''الشفا'' کی شرح (۳/۳۹۸) میں فرماتے ہیں امام قاضی عیاض کی بھلائی اللہ کے لئے ہے انہوں نے اس واقعے کو سند صحیح سے بیان کیا ہے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے یہ واقعہ اپنے متعدد اساتذہ سے سنا ہے (انتہی)

ارشاد سنا، اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے وہ کچھ محفوظ کیا جو ہم نے آپ سے محفوظ کیا اور آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا اس میں یہ ارشاد بھی تھا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

اور وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری مغفرت کی دعا فرمائیں۔

روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا ہے۔(۱)

---

(۱) مصنف کے علاوہ دیگر اکابر علماء نے ایسے ہی الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے، امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں (۳/۴۹۵) (۴۱۸۷) امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں (۲/۳۰۶) امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں (۵/۲۶۵) امام نسفی نے اپنی تفسیر میں (۱/۲۳۴) امام ابن قدامہ نے ''المغنی'' میں ۳/۵۵۷) امام عز بن جماعہ نے ''هداية السالك'' میں (۳/۱۳۸۳) امام ابن جوزی نے ''مثير الغرام الساكن'' میں (۲/۳۰۱) امام صالحی نے ''سبل الهدى والرشاد'' میں (۱۲/۳۸۰) امام سمہودی نے ''وفاء الوفاء'' میں (۴/۱۳۶۱) امام ابوالیمن ابن عساکر نے ''اتحاف الزائر'' میں (ص ۶۹-۶۸) امام ابن نجار نے ''الدرة الثمينه'' میں (ص ۲۲۴)

ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مکی نے انہیں خبر دی ابوالقاسم خلف بن عبدالملک نے، انہیں خبر دی ابومحمد نے، انہیں خبر دی حاتم بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوعمر مُقری نے انہیں خبر دی ابومحمد بن قاسم نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن محمد بصری نے، انہیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن فضل اَھوازی نے، انہیں خبر دی ابوشبل محمد بن نعمان بن شبل باھلی نے، انہوں نے فرمایا:

میں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ کو تیز دوڑاتے ہوئے آیا، اسے بٹھا کر اس کا گھٹنہ باندھا، پھر روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر بڑے اچھے انداز میں سلام عرض کیا اور بڑی حسین دعا مانگی۔

پھر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ساتھ مختص فرمایا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اولین اور آخرین کا علم جمع کر دیا، اور اپنی کتاب میں فرمایا اور اس کا ارشاد یقیناً برحق ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ
وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

ترجمہ ابھی گزر چکا ہے۔

میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اور آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت طلب کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوا ہوں، یہی وہ حاضری ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پھر روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر درج ذیل اشعار پڑھے۔

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔۔۔ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ　　　　فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

- اے وہ بہترین ہستی جن کا جسد اقدس اس میدان میں دفن کیا گیا تو اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔
- جب پل صراط پر قدم لڑکھڑا جائیں گے تو آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔
- میری جان فدا ہو اس روضۂ اقدس پر جس میں آپ تشریف فرما ہیں، اس میں سراپائے پاکدامنی ہیں اور اس میں پیکرِ جود و کرم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گیا، میں کسی شک اور شبہہ کے بغیر کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ مغفرت حاصل کر کے گیا ہے، اور اس سے زیادہ بلیغ کوئی درخواست نہیں سنی گئی۔

محمد بن عبداللہ عُتبی نے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے آخر میں بیان کیا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی، تو مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا: عتبی! اس اعرابی کو جا کر ملو اور اسے خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے۔(۱)

ہمیں بتایا گیا کہ حافظ ابو سعید سمعانی نے فرمایا: میں نے ایک ثقہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ امیر المؤمنین مقتدی باللہ کے وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کی دنیا سے رحلت کا وقت قریب ہوا تو انہیں اُٹھا کر نبی کریم ﷺ کی مسجد میں لے جایا گیا، وہ روضۂ اقدس کے پاس ٹھہرے اور روتے ہوئے کہنے لگے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

حضور! صلی اللہ علیک وسلم میں اپنے گناہوں اور جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے

---

(۱) اس واقعے کو امام ابن بشکول نے ''القربة الی رب العالمین بالصلاة علی سید المرسلین ﷺ''

(ورق ۱/۱۲) میں [illegible] ابن الجوزی [illegible] (۳۵۴/۴) میں روایت کیا ہے۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، مجھے آپ کی شفاعت کی امید ہے، پھر کچھ دیر رونے کے بعد چلا گیا اور اسی دن فوت ہو گیا۔

سلف صالحین میں سے بعض حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: مجھے میرے گناہوں نے اس پستی تک پہنچا دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور جنت کی دعا مانگتے ہوئے شرماتا ہوں اور مجھ ایسے شخص کو نبی کریم ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرتے ہوئے بھی شرمانا چاہئیے۔ جس نے عمر بھر آپ کی نافرمانی کی، لیکن مجھے اس لطف وکرم کی امید ہے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں شرمانے والے کے لئے تیار کیا ہوا ہے اور جو کچھ آخرت میں تیار کیا گیا ہے۔

ہمیں خبر دی امام ابوالفضل جعفر بن علی ھمدانی نے، انہیں خبر دی حافظ ابوطاہر سلفی نے، انہیں دو بزرگوں نے مدینۃ السلام میں خبر دی (۱) ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد (۲) ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن یوسف، دونوں حضرات کو ابواسحاق ابراہیم بن عمر بن احمد بَرمکی نے خبر دی، انہیں خبر دی ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان بن بَطّہ عُکْبَری نے، انہوں نے یہ روایت پڑھ کر سنائی ابوالقاسم علی بن یعقوب بن ابراہیم بن شاکر بن ابی العَقَب کو اُن کے گھر میں جو دمشق میں تھا، انہیں خبر دی ابوزُرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن صفوان نصری دمشقی نے، انہیں خبر دی ابوبکر آجُری نے۔

ابوبکر آجری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابوالطیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں جعفر صائغ نے مدینۃ المنصور (بغداد شریف) کی جامع مسجد کے ایک ستون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں اس ستون کے پاس ایک فاسق و فاجر شخص رہتا تھا، ایک دن اس نے مجلس میں آکر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلام کیا، امام احمد نے اسے صحیح طرح سے جواب نہیں دیا اور ناخوشی کا اظہار کیا۔

اس شخص نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ مجھ سے ناخوش کیوں ہیں؟ آپ کو میرے

بارے میں جو کچھ معلوم ہے ایک خواب دیکھنے کے بعد میں اس سے توبہ کر چکا ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: تم نے کیا خواب دیکھا ہے؟ کہنے لگا: مجھے خواب میں جانِ جہاں، سرورِ کون ومکاں ﷺ کی اس طرح زیارت ہوئی، کہ آپ زمین کے ایک بلند حصے پر تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص اٹھ کر شفیع روزِ محشر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور! میرے لئے دعا فرمائیں آپ ہر ایک کے لئے دعا فرماتے ہیں، یہاں تک کہ میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا، میں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، لیکن اپنے برے اعمال کی بنا پر شرما گیا اور مجھے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

پیکرِ رحمت ﷺ نے فرمایا: اے فلاں تو اٹھ کر ہمارے پاس کیوں نہیں آتا اور ہم سے دعا کی درخواست کیوں نہیں کرتا؟ تاکہ ہم تیرے لئے بھی دعا کریں۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے کرتوت بہت بُرے ہیں جن کی بنا پر میں شرمندہ ہوں اور میرا سر بارِ ندامت سے جھکا ہوا ہے، یہ شرمساری مجھے کھڑا ہونے سے روک رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر شرم تجھے کھڑا ہونے سے روک رہی ہے تو ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اٹھ کر ہم سے درخواست کرو، ہم تمہارے لئے دعا کریں گے (سبحان اللہ! کیا لطف وکرم ہے؟) کیونکہ تم ہمارے کسی صحابی کو گالی نہیں دیتے۔

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا، آپ نے میرے لئے بھی دعا فرمائی، میں بیدار ہوا تو مجھے اپنے تمام برے مشاغل سے نفرت ہو چکی تھی۔

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اس حکایت کو یاد کر لو اور اسے بیان کیا کرو، کیونکہ یہ فائدہ مند ہے۔ (۱)

---

(۱) اس واقعہ کو قاضی ابو یعلیٰ حنبلی نے "طبقات الحنابلہ" (۱/۱۱۸) میں بیان کیا ہے۔

# باب (۱)

## سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ سے توسّل جو خندہ روئی اور بشارتوں کے ساتھ مخصوص ہیں

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ سَلامی نے، انہیں خبر دی محمد بن ناصر سلامی نے روایت کرتے ہوئے ابوطاہر محمد بن احمد بن قید اس سے انہوں نے روایت کی ابوحسین بن بشران سے، انہیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو نے، انہیں خبر دی احمد بن اسحاق بن صالح نے، انہیں خبر دی محمد بن صالح نے، انہیں خبر دی محمد بن سنان عَوَقی نے، انہیں خبر دی، ابراہیم بن طہمان نے بُدیل بن میسرہ سے، انہوں نے عبداللہ بن شقیق سے، انہوں نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کا قصد کیا تو انہیں سات آسمان استوار کیا اور عرش کو پیدا کیا تو عرش کے پایوں پر لکھا "محمد رسول اللہ، خاتم الانبیاء" اور جنت کو پیدا فرمایا اس میں آدم وحوا علیہما السلام کو ٹھہرایا اور ہمارا نام اس وقت دروازوں، پتوں، قبّوں اور خیموں پر لکھا جب ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جب انہیں زندگی عطا کی تو انہوں نے عرش کی طرف نظر کی، انہیں ہمارا نام دکھائی دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ یہ تمہاری اولاد کے سربراہ ہیں، پھر جب شیطان نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو پھسلایا تو ان دونوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے نام کا وسیلہ پیش کیا۔ (۱)

---

(۱) اس حدیث کا ذکر امام ابوالفرج ابن جوزی نے "الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ (۱/۳۳) میں امام مقریزی نے امتاع الاسماع (۳/۱۸۷) میں اور امام صالحی نے "سبل الہدیٰ والرشاد (۱/۸۶) میں کیا اور فرمایا کہ ابن جوزی نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمن بن علی بن عثمان قُرشی نے، انہیں خبر دی مبارک ابن علی نے، انہیں خبر دی ابوالحسن ابن عبیداللہ بن محمد بن احمد بیہقی نے، انہیں خبر دی ان کے دادا ابوبکر احمد بن حسین نے انہیں خبر دی اور یہ حدیث لکھوائی حافظ ابوعبداللہ نے، انہیں بیان کی اور لکھوائی ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور عدل نے، انہیں بیان کی ابوالحسین محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے، انہیں مصر میں بیان کی ابوالحارث عبداللہ بن مسلم فہری نے، ابوالحسین نے فرمایا کہ یہ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کے خاندان سے تھے، انہیں خبر دی اسماعیل بن مسلمہ نے، انہیں خبر دی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے انہیں اُن کے والد نے خبر دی اور انہیں عبدالرحمٰن کے دادا نے خبر دی، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب آدم علیہ السلام نے لغزش کا ارتکاب کیا تو عرض کرنے لگے: اے میرے رب میں تجھ سے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم آپ نے محمد مصطفےٰ ﷺ کو کیسے پہچانا؟ جب کہ میں نے ابھی انہیں (صورت بشری میں) پیدا بھی نہیں کیا۔ کہنے لگے: اے میرے رب! اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونکی تو میں نے سر اوپر اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے ایک پائے پر لکھا ہوا ہے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر اُسی ہستی کا نام لکھا ہے جو تجھے سب مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم! تم نے سچ کہا، بے شک وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے مجھ سے ان کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہیں بخش دیا اور اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا ہی نہ کرتا۔

یہ حدیث اسی طرح امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' (۱) میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم روایت کی ہے اور فرمایا کہ اسے روایت کرنے میں عبدالرحمٰن منفرد ہیں۔

امام طبرانی نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ تمہاری امت میں سے آخری نبی ہیں۔ (۲)

امام سمرقندی اور مکی وغیرھما نے بیان کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دعا کی:

اے اللہ حضرت محمد مصطفیٰ کے طفیل میری لغزش بخش دے۔

اور ایک روایت میں ہے: میری توبہ قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ نے محمد مصطفیٰ کو کہاں سے پہچانا؟

عرض کیا: میں نے جنت کی ہر جگہ لکھا ہوا دیکھا:

''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''

اور ایک روایت میں ہے کہ:

''محمد مصطفیٰ میرے عبد مکرم اور رسول معظّم ہیں''

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ تیری مخلوق میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی مغفرت فرمادی۔

حافظ ابوالفضل یحصبی (صاحب شفاء حضرت قاضی عیاض) فرماتے ہیں کہ جن علماء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ'' کی تاویل کی ہے ان کی

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' ۴۸۹/۵

(۲) معجم اوسط امام طبرانی (۲۵۹/۷) (۶۴۹۸) اسی طرح معجم صغیر (۸۲/۲) میں، حاکم نے مستدرک (۶۷۲/۲) (۴۲۲۸) میں اس حدیث کو روایت کیا۔ مزید تخریج اور اس کے شواہد کے لئے دیکھئے ''رفع المنارۃ'' از شیخ محمد سعید ممدوح ص ۱۹۵ اور اس کے بعد۔

تاویل یہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا آپس میں اختلاف ہو گیا، بعض نے کہا کہ ہمارے والد ماجد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا اور بعض نے کہا کہ تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام باہر تشریف لائے اور فرمایا: تم کس مسئلے میں اختلاف کر رہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مسئلہ ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: بیٹو! اللہ تعالیٰ نے جب مجھ میں روح پھونکی اور سب سے پہلے میری آنکھیں کھلیں، تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پھر جب مجھ سے لغزش سرزد ہوئی تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول فرما، تو اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمالی۔ پس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق میں سب سے زیادہ معزز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں (۱)

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے نبی ﷺ سے مدد طلب کرنے کو متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے نظم کیا ہے۔ اسی سلسلے میں ابوالحسن علی بن ہارون بن علی نے مجھے اپنے قصیدے کے درج ذیل اشعار سنائے۔

(۱) مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعَرْشِ كُوِّنَ نُوْرُهُ      وَالنَّاسُ فِيْ خَلْقِ التُّرَابِ سَوَاءُ

● ——— رب عرش کے نور سے بلاواسطہ آپ کا نور پیدا کیا گیا اور تمام لوگ مٹی کی پیدائش میں برابر ہیں۔

---

(۱) اس حدیث کا ذکر امام ابوالفرج ابن جوزی نے "الوفاء باحوال المصطفی ﷺ" (۱/۳۳) میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے کیا گیا ہے، اسی طرح اس کا ذکر امام مقریزی نے "امتاع الاسماع" (۱۸۹/۳) میں ابن ابی الدنیا سے نقل کرتے ہوئے کیا ہے۔

(۲) خَرَّتْ لَهٗ شُرُفَاتُ كِسْرٰی هَيْبَةً وَ لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ اضْمَحَلَّ بِنَاءٗ

● ——شاہ ایران (نوشیروان) کے محل کے کنگرے آپ کی ہیبت سے گر گئے اور آپ کی ولادت باسعادت کے دن عمارت کمزور ہو گئی۔

(۳) وَ بِهٖ تَوَسَّلَ آدَمُ فِيْ ذَنْبِهٖ وَ تَشَفَّعَتْ بِمَقَامِهٖ حَوَّاءُ

● ——آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے سلسلے میں آپ کا وسیلہ پیش کیا اور حضرت حوّا نے آپ کے مقام کو سفارشی بنایا۔

(۴) وَبِهٖ تَوَسَّلَ نُوْحُ فِيْ طُوْفَانِهٖ فَأُجِيْبَ حِيْنَ طَغٰى عَلَيْهِ الْمَاءُ

● ——حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے دور کے طوفان میں آپ کا وسیلہ پکڑا اور جب پانی نے سرکشی دکھائی تو توسل قبول کیا گیا۔

(۵) وَبِهٖ دَعَا اِدْرِيْسُ فَارْتَفَعَتْ لَهٗ عِنْدَ الْاِجَابَةِ رُتْبَةٌ عَلْيَاءُ

● ——اور حضرت ادریس علیہ السلام نے آپ کے وسیلے سے دعا مانگی، وہ مقبول ہوئی تو آپ کا بلند مرتبہ مزید بلند ہو گیا۔

(۶) وَبِهِ اسْتُجِيْبَ دُعَاءُ اَيُّوْبٍ وَقَدْ اَوْدٰى بِهٖ عِنْدَ الْمُصَابِ بَلَاءُ

● ——اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی جب کہ آزمائش نے مصیبت کے وقت انہیں موت کے کنارے پہنچا دیا تھا۔

(۷) وَبِهٖ نَجَا مِنْ بَطْنِ حُوْتٍ يُوْنُسٌ لَمَّا دَعَا وَتَجَلَّتِ الظَّلْمَاءُ

● ——اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی جب انہوں نے دعا کی اور اندھیرا اچھٹ گیا۔

(۸) وَارْتَدَّ يَعْقُوْبُ بَصِيْرًا اِذْ دَعَا بِالْمُصْطَفٰى فَعَلَيْهِ عَادَ ضِيَاءُ

● ——اور جب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی تو حضرت یعقوب علیہ السلام دوبارہ بینا ہو گئے اور روشنی لوٹ آئی۔

(۹) وَبِهٖ تَمَكَّنَ يُوْسُفٌ فِيْ مِصْرِهٖ مِنْ بَعْدِ مَا اَوْدَتْ بِهِ الضَّرَّاءُ

● ـــــ اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں اقتدار ملا جب کہ مصیبت انہیں موت کے قریب لے جا چکی تھی۔

(۱۰) وَمَحَا الْاِلٰهُ خَطَاءَ دَاوٗدٍ بِهٖ وَلَهٗ اسْتُجِيْبَ تَضَرُّعٌ وَّدُعَاءُ

● ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش آپ کی بدولت مٹادی اور ان کی دعا اور گریہ زاری مقبول ہوئی۔

(۱۱) وَبِهٖ سُلَيْمَانُ اسْتَجَارَ فَعَادَ عَنْ كَثْبٍ اِلَيْهِ الْمُلْكُ كَيْفَ يَشَاءُ

● ـــــ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے آپ ہی کا وسیلہ پکڑا تو ان کی حکومت زوال کے بعد ان کی منشا کے مطابق لوٹ آئی۔

(۱۲) وَبِهِ الْخَلِيْلُ نَجَا مِنَ النَّارِ الَّتِيْ أَذْكىٰ ضِرَامَ لَهِيْبِهَا الْاَعْدَاءُ

● ـــــ اور آپ ہی کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آگ سے نجات پائی جس کے شعلے دشمنوں نے بھڑکائے تھے۔

(۱۳) وَبِهِ الذَّبِيْحُ فُدِيْ بِذِبْحٍ جَاءَهٗ فَلَهٗ كَمَا شَهِدَ الْكِتَابُ فِدَاءُ

● ـــــ اور آپ ہی کی بدولت حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا عظیم ذبیحہ فدیہ دیا گیا، قرآن پاک کی گواہی کے مطابق ان کے لئے فدیہ تھا۔

(۱۴) وَبِمُحَمَّدٍ فَازَ الْكَلِيْمُ بِطُوْرِهٖ لَـمَّـا أَتَـاهُ مِنَ الْاِلٰـهِ نِدَاءُ

● ـــــ اور جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ کے صدقے ہی طور پر کامیاب ہوئے۔

(۱۵) وَبِبَعْثِهٖ التَّوْرَاةُ يَشْهَدُ لَفْظُهَا بِـالْـمُـصْـطَفىٰ وَبِهٖ عَلَيْهِ ثَنَاءُ

● ـــــ اور تورات کے الفاظ آپ کی بعثت کی گواہی دیتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کرتے ہیں۔

(۱۶) وَكَذَاكَ يَحْيٰى عَادَ مَعْصُوْمًا بِهٖ　　وَلَهٗ عَنِ الذَّنْبِ الدَّنِيِّ إِبَاءُ

● ——اسی طرح آپ کی برکت سے حضرت یحیٰی علیہ السلام معصوم قرار پائے، حالانکہ وہ پہلے ہی گھٹیا گناہ سے انکاری تھے۔ (یعنی بَری تھے)

(۱۷) وَبِهِ اسْتِجَارَتْ مَرْيَمٌ فِيْ حَمْلِهَا　　فَأَجَارَ عَنْ كَثَبٍ وَزَالَ عَنَاءُ

● ——حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حمل کے دوران آپ ہی کی پناہ لی تو آپ نے قریب سے انہیں پناہ دی اور مشقت زائل ہوگئی۔

(۱۸) وَبِسِرِّهٖ عِيْسٰى تَوَسَّلَ فَأُنْتِنِيْ　　مِنْ شَأْنِهٖ بَيْنَ الْوَرٰى الْإِحْيَاءُ

● ——اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے سِرّ سے توسل کیا تو مخلوق میں ان کی شان زندگی کا عطا کرنا ہوگیا۔

امام زکی الدین عبدالعظیم بن ابی الاصبع نے اس سلسلے میں بڑا شاندار قصیدہ کہا ہے، جس کی مثال پیش کرنے سے اُس وقت کے شعراء عاجز آگئے تھے۔ اس قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَنَجاأَبَاهُ آدم من خَطيئةٍ له　　أصبحت عن جَنَةِ الخُلدتُبعِدُ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو اُن کی اُس خطا سے نجات عطا فرمائی جو انہیں جنت سے دور کرنے کا باعث ہوئی۔

(۲) ونَجانُوحٌ في السَّفِين بِنُورهِ　　غداةَ الْتَقَى الْمَاء آن وَالموجُ يُزْبِدُ

اور آپ کے نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں اُس صبح نجات پائی، جب (زمین اور آسمان کے) دونوں پانی جمع ہوگئے اور موجیں جھاگ اڑا رہی تھیں۔

(۳) وَقدسألَ اللّٰهَ العَظِيْمَ خَلِيلُهُ　　به إِذاَعَدُوْا جَاحِماً يَتَوقَدُ

اور آپ ہی کے طفیل حضرت خلیل علیہ السلام نے اللہ عظیم سے دعا مانگی جب دشمنوں نے بھڑکتے ہوئے شعلوں والی چتا تیار کی۔

(۴) فَصارت عليه النّارُ بَرداًبِيُمنِهِ　　وَنمرو ذمع ماقدرَأىٰ مُتَمرِدُ

آپ کی برکت سے آگ ان کیلئے ٹھنڈی ہوگئی اور نمرود سب کچھ دیکھ کر بھی سرکش ہی رہا۔

اور ہماری درخواست پر شیخ صالح بن حسین شافعی نے ہمیں اپنے قصیدے کے درج ذیل اشعار سنائے۔

(۵) وكان لدىٰ الفِردَوس في زَمن الرِضا　　وَأبوابُ شَملِ الأُنس مُحكمة السُّدَا

حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے زمانے میں فردوس میں تھے

اور عنایت کے شامل حال ہونے کے دروازے مکمل طور پر کھلے ہوئے تھے۔

(٦) يُشاهد فيِ عَدنٍ ضياءً مُشَعْشَعاً　　يَزيدُ على الأنوارفي الضَّوءِ وَالْهُدى

آپ جنت عدن میں ضیاء پاشی کرتی ہوئی روشنی دیکھتے تھے جو چمک اور ہدایت

میں دوسرے انوار سے بڑھ کر تھی۔

(۷) فقال إلٰهي: ماالضِياءُ الذي أرىٰ　　جُنود السَماتَعشُوا إليه تَرَدُّدا

عرض کیا: اے میرے اللہ! یہ روشنی کیا ہے؟ جو میں دیکھ رہا ہوں، اور آسمان کے

لشکر اس کی طرف آ جا رہے ہیں۔

(۸) فقال: نَبيٌ " خَيرمن وَطِئَ الثَّرىٰ　　وَأفضلُ مَن في الخَيْرِ رَاحَ وَاغْتَدا

ارشاد فرمایا: یہ وہ نبی ہیں جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل ہیں اور خیر

میں صبح و شام کرنے والوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔

(۹) تَخَيَّرتهُ من قَبلِ خَلقِكَ سَيِّداً　　وَألبَستهُ قَبلَ النَّبيّين سُؤدَدا

میں نے تمہاری پیدائش سے پہلے انہیں منتخب کیا ہے اور تمام انبیاء سے پہلے انہیں

تاج سیادت پہنایا ہے۔

(۱۰) وَاَعددتهُ يوم القيامة شَافِعاً　　مُطَاعًاإذاالغَيرُ حَادَ وَحَيَّدا

میں نے انہیں قیامت کے دن مقبول شفاعت والا بنایا ہے جب کہ دوسرے پہلو

تہی کر جائیں گے۔

(۱۱) فَيشفَعُ في إنقاذ كُلِّ مُوَحِّدٍ　　ويُدخِلُهُ جَناتِ عَدنٍ مُخَلَّداً

پس میرے حبیب ہر موحد کی رہائی کے لئے شفاعت کریں گے اور اسے جنات عدن میں داخل کریں گے۔

(۱۲) وإنَّ لـه أسماءَ سَمَّيتهُ بها　　وَلكنَّني أحببتُ مِنهامُحمداً

میں نے ان کے بہت سے نام رکھے ہیں، لیکن مجھے سب سے زیادہ محبوب نام "محمد" ہے۔

(۱۳) فقال: إلهِي امْنُنْ عَليَّ بتَوبةٍ　　تَكونُ على غسل الخَطيئةِ مُسعداً

انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے ایسی توبہ کی توفیق عطا فرما جو میری لغزش کو دھونے میں کامیاب ہو۔

(۱۴) بِحُرمةِ هذاالاسم وَالزُّلفةِ التي　　خَصَصتَ بهادون الخَلِيقَةِ أَحمدا

اس نام کی حرمت سے اور اس قرب کے وسیلے سے جو تو نے صرف اپنے حبیب احمد مجتبیٰ ﷺ کو عطا کیا ہے، اور باقی مخلوقات کو نہیں دیا۔

(۱۵) أَقِلْني عِثَارِي ياإلهِي فإنَّ لي　　عَدُواً لَعِيناً جَارفي القَصْدِوَاعتدىٰ

اے اللہ! میری لغزش معاف فرما، کیونکہ میرا دشمن ایسا ملعون ہے جس نے راہ راست میں ظلم کیا ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے۔

(۱۶) فَتاب عليهِ رَبُّهُ وحَماهُ من　　جِنايةِ ماأخطابهِ أو تَعمّدا

پس ان کے رب نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں ان کے ارادی یا غیر ارادی فعل کی جزا سے بچالیا۔

اور میں (حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ان حضرات کے حسین راستے پر چلتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے ہیں، اگر چہ لنگڑا بیل تیز رفتار گھوڑے کو نہیں پہنچ سکتا۔

(۱) شَفِيعٌ لذي العَرش النبيُّ مُحمدٌ　　لقدفَازمن كَان الشَّفِيعُ له غَدا

نبی اکرم محمد مصطفےٰ ﷺ رب عرش کی بارگاہ میں سفارش کرنے والے ہیں، وہ

شخص کامیاب ہے جس کے شفیع آپ ہوں۔

(۲) کـمـا شَفَّـعَ اللّٰـه النبي لآدم     به في جِنان الخُلدلمابه غَدا

جیسے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کا شفیع بنادیا، جب کہ وہ

(اگلے شعر کا ترجمہ ملا کر پڑھیں)

(۳) یُنادي: إلٰهي إنني بِکَ لائِذٌ     بِجَاہ رَسُول الخَلْقِ خِلاًّ وسیّدا

پکارتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تمام مخلوق کے رسول کے طفیل جو

تیرے خلیل اور مخلوق کے سردار ہیں۔

(۴) فـاقبـل إلٰهي تَوبتي بالذي به     خَتَمتَ بارسالِ النَّبیینَ أحمدا

اے اللہ میری توبہ قبول فرما محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جن کے

ذریعے تو نے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ ختم فرمادیا۔

(۵) فَتـاب عـلیـه رَبـهُ إذ لَجابـه     کَماجاء في التنزیل حَقاً له هَدَیٰ

جب حضرت آدم علیہ السلام نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی تو جس طرح

قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کی تھی۔

اور ہم نے جو بیان کیا ہے اس کا گواہ یہ امر ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے

جب نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تورات اور انجیل میں پایا تو اپنی امت کو آپ کی بشارت دی، جس طرح

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید قرآن پاک میں خبر دی ہے، جس کے پاس باطل نہ سامنے سے

آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے، یہ حکمت والے محمود کی نازل کی ہوئی کتاب ہے، تو یہ دونوں رسول

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کرتے تھے، اسی طرح ہر نبی قیامت میں آپ کا محتاج ہوگا۔

جَمیعُ الوَرَیٰ في الحَشرِ تحت لوائهِ     وأعناقهم طُرًّا إلیه تَعرُجُ

قیامت کے دن تمام لوگ آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور ان کی گردنیں

آپ کی طرف ہی اُٹھ رہی ہوں گی۔

---

# باب (۲)

## [قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کی شفاعت عامہ]

ہمیں دو بزرگوں نے خبر دی (۱) ابوالفضل احمد بن ابوعبداللہ ابن ابوالمعالی سعدی اور (۲) ابوالبقا صالح بن شجاع مدلجی، ان دونوں کو خبر دی ابوالمفاخر سعید ماموںی نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن طاہر نے، انہیں خبر دی عبدالغافر بن اسماعیل نے، انہیں خبر دی ابواحمد محمد بن عیسیٰ نے، انہیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نے، انہیں خبر دی مسلم بن حجاج نے، انہیں خبر دی ابوکامل فضیل بن حسین جحدری اور محمد بن عبید الغبری نے، الفاظ ابوکامل کے ہیں، ان دونوں کو خبر دی ابوعوانہ نے حضرت قتادہ سے اور انہوں نے روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا: فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ ۔سب لوگ اس بنا پر پریشان ہوں گے۔ ابن عبید کی روایت میں ہے: فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ ۔اس کے لئے انہیں الہام کیا جائے گا،

تو وہ کہیں گے کتنا اچھا ہوتا اگر ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش تلاش کرتے، تو وہ ہمیں اس جگہ سے چھٹکارا عطا فرماتا۔ راوی کہتے ہیں کہ سب لوگ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی جانب کی روح آپ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کریں تاکہ ہمیں اس جگہ سے رہائی عطا فرمائے (موقف میں کھڑے کھڑے تھک گئے ہیں) وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے، وہ اپنی سرزد ہونے والی لغزش کا ذکر کریں گے اور اس کے سبب اپنے رب سے شرمائیں گے، ہاں تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔

راوی کہتے ہیں سب لوگ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے، وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوگئی تھی اور اس کے سبب اپنے رب سے شرمائیں گے، ہاں تم حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا، سب لوگ حضرت ابراہیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ بھی کہیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے وہ اُس لغزش کا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی اور اُس کے سبب اپنے رب سے حیا کریں گے، ہاں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور جنہیں تورات عطا فرمائی۔

راوی کہتے ہیں کہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور اس کے سبب اپنے رب سے شرمائیں گے، ہاں تم حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے یہ میرا مقام نہیں ہے تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ، وہ ایسے عبد عظیم اور مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ماضی و مستقبل کے تمام امور کی مغفرت فرمادی ہے (ان کی کوئی لغزش نہیں، کوئی خطا نہیں جس کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرضِ معروض کرنے میں حجاب محسوس فرمائیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پس سب لوگ ہماری خدمت میں حاضر ہوں گے ہم اپنے رب کی بارگاہ سے اجازت طلب کریں گے، ہمیں اجازت دی جائے گی، جب میں رب کریم کی زیارت کروں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں رہنے دے گا، پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگئے آپ کا مدعا دیا جائے گا، آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت

قبول کی جائے گی۔

پھر میں اپنا سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا، اللہ تعالیٰ میرے لئے ایک حد مقرر فرمادے گا، میں حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا مجھے سجدے میں رہنے دے گا، پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، مانگئے آپ کی مراد عطا کی جائے گی، شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، میں اپنا سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا اللہ تعالیٰ میرے لئے حد مقرر فرمادے گا، میں اُتنے لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔

راوی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عرض کروں گا اے میرے رب! وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن پاک نے قید کیا ہے یعنی ان کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہے۔

ابن عبید نے اپنی روایت میں کہا کہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہے، اسی طرح امام مسلم نے یہ حدیث اپنی صحیح میں روایت کی۔(۱)

---

(۱) ۱/۱۸۰ (کتاب الایمان) "باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها" حدیث نمبر (۳۲۲) اسی طرح اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ۴/۲۰۲ (کتاب الرقاق) "باب صفة الجنة والنار" حدیث نمبر (۶۵۶۵)

اس حدیث کی متعدد روایات ہیں، یہ اِن صحابۂ کرام سے مروی ہے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، عقبہ ابن عامر، ابو سعید خدری، سلمان فارسی، ابن عمر، حذیفہ، اُبی بن کعب، جابر بن عبداللہ، اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام صالحی نے تمام روایات "سبل الهدی والرشاد" میں جمع کردی ہیں۔ ۱۲/۴۵۹۔ انہوں نے فرمایا: ہر حدیث میں وہ فوائد ہیں جو دوسری میں نہیں ہیں اس لئے میں نے بعض کو بعض میں داخل کردیا ہے اور بعض کو بعض کے ساتھ جمع کردیا ہے۔

# باب (۳)

**آگ میں جانے والے موحدین کا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ اور کافروں کا یہ کہنا کہ ہمیں کیا ہے کہ ہمیں وہ لوگ دکھائی نہیں دیتے جنہیں ہم شریر اور بُرے شمار کرتے تھے۔**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور انہیں اُن کی امت کا پیغام بھی پہنچاؤ۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو پکاریں گے: اے محمد! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں، بلند و برتر ہستی نے آپ کو سلام بھیجا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا نبی اکرم ﷺ جواب دیں گے، پھر فرمائیں گے: اے جبرائیل! آپ پر بھی اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں، جبرائیل امین عرض کریں گے آپ کے امتی بھی آپ کی خدمت میں ہدیۂ تسلیمات پیش کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ فرمائیں گے: ہمارے امتی ہمارے ساتھ جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہو رہے؟ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین کی آنکھوں کے پیمانے چھلک جائیں گے اور ان کا رنگ تبدیل ہو جائے گا، میرے محبوب ﷺ فرمائیں گے: جبرائیل کیا ہم جنت میں نہیں ہیں؟ وہ فرمائیں گے: بے شک جنت میں ہیں، آپ فرمائیں گے تو کیا جنت میں بھی غم ہے؟

جبریل امین کہیں گے: جنت میں غم نہیں ہے، لیکن آپ کے کچھ امتی آتشِ جہنم کے دو پاٹوں کے درمیان پھنسے ہوئے ہیں، آگ نے انہیں کھالیا ہے اور ان کے جسموں کو جلا دیا ہے، وہ آپ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلامِ نیاز پیش کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ انہیں مخاطب کر کے فرمائیں گے کہ اے جبرائیل! تم نے ہمیں

ہماری امت کے بارے میں صدمے سے دوچار کر دیا ہے، تم نے ہمارے دل کی رگوں کو کاٹ دیا ہے، ہم سے یہ صورت حال برداشت نہیں ہوتی۔ بلال جنت کی ایک اونٹنی تیار کرو اور ہمارے پاس براق لاؤ اور ہلکی سی آواز کے ساتھ لوگوں کو بلاؤ۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ، تمام انبیاء کرام اور تمام جنتی لوگ سوار ہو کر اس مقام کی طرف آئیں گے جہاں حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے، جب حضرت میکائیل علیہ السلام انہیں دیکھیں گے تو کہیں گے اے محمد کریم! صلی اللہ علیک وسلم کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ فرمائیں گے میں رب کریم کی بارگاہ میں حاضری دینا چاہتا ہوں، حضرت میکائیل کہیں گے یہ وہ مقام ہے جس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا، نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے اور عرض کریں گے اے میرے رب! یہ میکائیل، میرے اور تیرے درمیان حائل ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی اے میکائیل! محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو گزرنے دو، یہاں تک کہ سب اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوں گے، جب وہ دیکھیں گے تو پوچھیں گے اے محمد کریم! ﷺ کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ فرمائیں گے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں جانا چاہتا ہوں، حضرت اسرافیل کہیں گے اس مقام سے آگے کوئی بھی نہیں جا سکتا جو آگے بڑھے گا اللہ تعالیٰ کے نور سے جل جائے گا، نبی اکرم ﷺ پکاریں گے اے میرے رب! یہ اسرافیل میرے اور تیرے درمیان حائل ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی کہ صرف ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو گزرنے دو۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: (عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) کا تو یہ وہ مقام ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ عرش کی طرف آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اے حبیب! اپنا

سر اٹھاؤ یہ رکوع اور سجود کا دن نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ پکاریں گے اے میرے رب! میری امت پر رحم فرما میری امت پر رحم فرما، جس کے بارے میں میری تکلیف اور مشقت بہت طویل ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! وہ خطا کار، گناہگار اور نافرمان ہیں، آپ عرض کریں گے کہ میری درخواست کہاں گئی اور تیرا وعدہ کہاں ہے جو تو نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تو مجھے میری امت کے بارے میں اتنا کچھ دے گا کہ میں راضی ہو جاؤں گا، بلکہ راضی ہونے سے بھی زیادہ دوں گا؟۔

ابن عباس فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی بھیجے گا کہ اے حبیب! آج تمہاری امت کے بارے میں اتنا کچھ دیا جائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے بلکہ رضا سے بھی زیادہ دیں گے، اے جبرائیل میرے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ جاؤ تا کہ یہ انہیں دیکھ لیں۔

جبرائیل امین علیہ السلام آپ کو لے کر داروغۂ جہنم مالک کے پاس جائیں گے، وہ عرض کریں گے اے محمد! آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حالانکہ آگ آپ کی جگہ نہیں ہے، آپ فرمائیں گے، اے مالک! تمہارے پاس جو ہماری امانت تھی اس کا کیا حال ہے؟ مالک زنجیر کو ایک طرف کھینچیں گے اور ایک پاٹ کو اٹھا دیں گے، جب نبی اکرم ﷺ ان پر جلوہ فرمائیں گے تو ان کی آگ بجھ جائے گی اور نبی اکرم ﷺ کے احترام کے طور پر انہیں نہیں جلائے گی، بوڑھا آدمی جوان کو کہے گا، دیکھو آگ مجھے نہیں جلا رہی، ایک عورت دوسری عورت سے کہے گی کہ مجھے بھی نہیں جلا رہی۔

وہ لوگ اپنے سر اوپر اٹھائیں گے اور کہیں گے شاید جبریل امین علیہ السلام ہماری رہائی کا پیغام لے کر آئے ہیں، انہیں نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور نظر آئے گا، تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ یہ جبرائیل امین کا چہرہ نہیں ہے، یہ چہرہ تو جبریل امین کے چہرے

سے بھی زیادہ حسین ہے، سب بیک زبان ہو کر پکاریں گے اور کہیں گے آپ کون ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے؟ آگ بجھ گئی اور اس نے ہمیں نہیں جلایا۔ نبی اکرم ﷺ فرمائیں گے: میں تمہارا نبی ہوں مجھے میری امت بہت عزیز ہے، سب لوگ بیک زبان ہو کر آپ کو پکاریں گے اور کہیں گے:

## یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم)

پھر دوزخ کے کنارے پر ہی سجدہ ریز ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کی مراد دی جائے گی، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، آپ درخواست کریں گے، اے میرے رب! میری امت پر رحم فرما، جس کے بارے میں میری محنت و مشقت بہت طویل ہوگئی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی اے محمد! آج آپ ان لوگوں کو آگ سے نکالیں جن کے دل میں دینار کے دانے برابر بھی ایمان ہے، اے حبیب کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ عرض کریں گے: ہاں میرے مولا میں راضی ہوں اور میں ہمیشہ راضی رہا ہوں، پھر ندا ہوگی اے حبیب! آج آپ آگ میں سے ان لوگوں کو ضرور نکالیں گے جن کے دل میں دانق (درہم کے چھٹے حصے) کے برابر ایمان ہے، اے حبیب کیا آپ راضی ہیں؟ آپ عرض کریں گے ہاں میرے رب میں ہمیشہ راضی رہا ہوں، پھر ندا آئے گی اے حبیب: آج آپ آگ سے ضرور اس شخص کو نکالیں گے جس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دن ہر شخص کو آگ سے نکالا جائے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ'' کی گواہی دی ہوگی، اس وقت آگ میں صرف وہ شخص رہ جائے گا جس نے کسی نبی کو شہید کیا ہوگا، یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا، پھر ایک بادل دوزخیوں پر اور ایک بادل جنتیوں پر سایہ فگن ہوگا، اہل جنت پر تو زیورات اور

خلّوں کی بارش کرے گا اور اہل نار پر کھولتا ہوا گرم پانی اور دوزخیوں کے زخموں کی پیپ برسائے گا، جہنم ایک دفعہ پھر چولہے پر چڑھی ہوئی ہنڈیا کی طرح کھولے گا تو نچلے طبقے والے اوپر آ جائیں گے۔

ابن عباس فرماتے ہیں اس وقت مشرکین مُوحدین کو تلاش کریں گے اور انہیں دیکھ نہیں پائیں گے، تو کہیں گے: ہمیں کیا ہے کہ ہمیں وہ لوگ دکھائی نہیں دیتے جنہیں ہم شریر شمار کیا کرتے تھے، کیا ہم نے یونہی ان کا تمسخر اڑایا تھا یا ہماری نگاہیں ان سے پھسل گئی ہیں؟۔

انہیں پکارا جائے گا کہ اُن لوگوں کے بارے میں اُن کے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے شفاعت کی ہے اس لئے وہ اپنے عقیدۂ توحید کی بنا پر رہائی پا گئے ہیں، اُس وقت کافر آرزو کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ اس جگہ ابن عباس کی روایت ختم ہوگئی۔

اس وقت دوزخ سے نجات پانے والوں کو جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا اور وہ زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے۔

جَرَائِمِنَا تُمْحیٰ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ　　اِذَا شَفَعَ الْمَحْبُوْبُ جَازَ الْمُبَهْرَجُ

ہمارے گناہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل معاف کر دیے گئے اور جب محبوب کریم سفارش کریں تو کھوٹا سکہ بھی چل جاتا ہے۔

کلبی سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو میری طرف وہ باتیں منسوب کرتا ہے جن کا تجھے علم نہیں اور ان مسائل میں گفتگو کرتا ہے جن کو تو نہیں جانتا پھر حکم دیا گیا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت میں تشریف فرما ہیں۔ تو میں پکار اٹھا: یا رسول اللہ! آپ کی امت کے ایک فرد کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے، آپ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں میری شفاعت

کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تیری سفارش کیسے کریں؟ جبکہ تو ہماری طرف وہ باتیں منسوب کرتا ہے جو تیرے علم میں نہیں ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں اس کے باوجود قرآن پاک کی تفسیر کرتا ہوں۔

آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اس سے سوال کریں انہوں نے مجھے فرمایا: الایام المعدودات'' سے کون سے دن مراد ہیں؟ میں نے عرض کیا: ایام تشریق پھر فرمایا: "الایام المعلومات" کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ذوالحجہ کے دس دن پس نبی کریم ﷺ نے میری شفاعت فرمائی۔ (۱)

○○○○
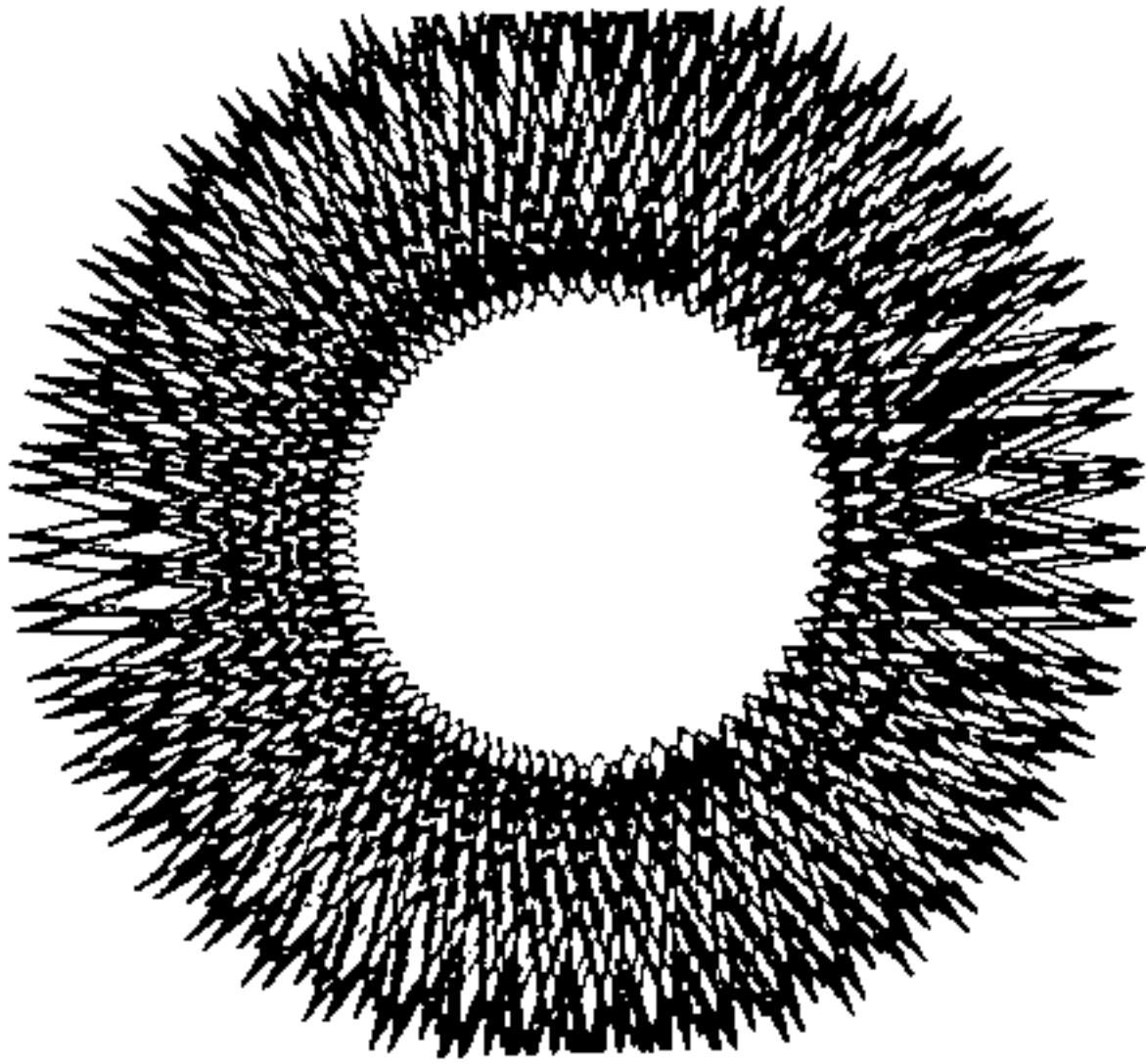
(۱) میرے پاس جو مصادر و مراجع ہیں ان میں ان دونوں روایتوں میں سے کوئی بھی نہیں ملی۔

## باب (۴)

ان لوگوں کا بیان جنہوں نے قحط اور بارش کی صورت میں آپ سے مدد طلب کی اور آپ نے ان کے لئے بارش کی دعا مانگی، تاکہ آپ کی امت آپ کے نقش قدم پر چلے جیسے کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالفضل احمد بن محمد تمیمی نے، انہیں خبر دی ابوالمقاخر ماموئی نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ فراوی نے، انہیں خبر دی عبدالغافر بن اسماعیل نے، انہیں خبر دی ابواحمد جلودی نے، انہیں خبر دی ابواسحاق بن سفیان نے، انہیں خبر دی مسلم بن الحجاج نے، انہیں خبر دی یحیی بن یحییٰ، یحییٰ بن ایوب، قتیبہ اور ابن حُجر نے، یحییٰ نے کہا کہ ہمیں خبر دی اور دوسروں نے کہا کہ ہمیں بیان کیا اسماعیل بن جعفر نے، روایت کرتے ہوئے شریک ابن ابی نَمِر سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد نبوی میں دارالقضاء[1] کی طرف کے دروازے سے داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے، راستے بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

(۱) یہ مکان حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کے قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں فروخت کیا گیا تھا، انہوں نے چھیاسی ہزار درہم بیت المال سے قرض لئے ہوئے تھے اور اپنے پاس نوٹ کئے ہوئے تھے، انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد یہ مکان بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا، یہ مکان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدا، پہلے اسے ''قضاء دین عمر'' کہا جاتا تھا، پھر دارالقضاء کہا جانے لگا۔ (بخاری شریف، ص ۱۳۸ حاشیہ ۷) ۱۲ اشرف قادری

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہمیں آسمان میں نہ مجتمع بادل دکھائی دیتا تھا اور نہ ہی متفرق۔ اور ہمارے اور "سَلَع" پہاڑی کے درمیان کوئی مکان یا کوئی حویلی بھی نہ تھی۔

فرماتے ہیں پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال جیسا بادل اٹھا، جب آسمان کے درمیان میں آیا تو بکھر گیا، پھر برسا، اللہ کی قسم! ہم نے پورا ہفتہ سورج نہیں دیکھا۔

فرماتے ہیں کہ آئندہ جمعہ اسی دروازے سے ایک شخص داخل ہوا اُس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے، اور راستے بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگیں کہ بارش روک دے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اے اللہ! ہمارے اوپر نہیں، ہمارے اردگرد بارش برسا، اے اللہ! بڑے اور چھوٹے پہاڑوں پر، وادیوں کے اندر اور درختوں کے جنگلات میں بارش برسا۔

فرماتے ہیں: بارش رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے، تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے شریک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا شخص تھا؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ——— یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی (۱)

اسی طرح ہمیں خبر دی ابو المعالی عبد الرحمٰن بن علی نے، انہیں خبر دی مبارک بن علی نے، انہیں خبر دی ابو الحسن عبید اللہ بن محمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا احمد بن حسین نے،

---

(۱) صحیح مسلم ۲/۶۱۲ (کتاب صلاۃ الاستسقاء) باب الدعاء فی الاستسقاء" حدیث نمبر (۸۹۷) اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا، ۱/۳۱۹ (کتاب الاستسقاء) "باب الاستسقاء فی المسجد الجامع" حدیث نمبر (۱۰۱۳) امام احمد نے "المسند" میں ۳/۵۴۱۔ حدیث نمبر (۱۱۶۰۸) امام صالحی نے سبل الھدی والرشاد" ۸/۳۴۱۔ میں اس حدیث کے الفاظ ایک ہی جگہ ذکر کر دیے ہیں۔

انہیں خبردی ابوبکر بن حارث اصبہانی نے، انہیں خبردی ابومحمد ابن حیّان نے، انہیں خبردی عبداللہ بن مُصعب نے، انہیں خبردی عبدالجبار نے، انہیں خبردی مروان بن معاویہ نے، انہیں خبردی محمد بن ابی ذئب مدینی نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن محمد ابن عمر بن حاطب جمحی سے، وہ ابووجزہ یزید بن عُبید سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنوفزارہ کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو دس سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا، ان میں خارجہ بن حصن بھی تھے اور ان میں سب سے کم عمر عُیَینہ ابن حصن کے بھتیجے حر بن قیس تھے، یہ حضرات انصار میں سے رَملہ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرے، وہ قحط زدہ تھے اور چھوٹے قد والے کمزور اونٹوں پر سوار تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسلام کا اقرار کرتے ہوئے حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے شہروں کے بارے میں دریافت کیا۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے شہر اور علاقے قحط زدہ ہیں ہمارے اہل و عیال کے پہننے کے لئے کپڑے نہیں، ہمارے مویشی ہلاک ہوگئے ہیں، آپ اپنے رب سے دعا کریں، اور اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کریں اور آپ کا رب آپ کے پاس سفارش فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تیرے لئے ہلاکت ہو، اگر میں اپنے رب کے دربار میں سفارش کروں (تو درست ہے) اللہ تعالیٰ کس کے سامنے سفارش کرے گا؟ (۱)

لا الٰہ الا اللہ — لا الٰہ الا اللہ

وہی بلند و بالا اور عظیم ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں سے وسیع ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت کی وجہ سے چراچراتی ہے جس طرح نیا کجاوہ چرچراتا ہے۔

---

(۱) مطلب یہ تھا کہ سفارش کسی بڑی ہستی کے سامنے کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے بڑا کون ہے؟ جس کے سامنے وہ سفارش فرمائے۔ ۱۲ اشرف قادری

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری پراگندہ حالی، تمہاری اذیت اور تمہاری مراد کے جلد پورا ہونے پر۔ضحک فرماتا ہے (راضی ہوتا ہے)

اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمارا رب ضحک فرماتا ہے؟

فرمایا: ہاں۔ اعرابی کہنے لگا: یارسول اللہ! ہم ضحک فرمانے والے رب کی خیر سے محروم نہیں ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر ضحک فرمایا (ہنسے) رسول اللہ ﷺ اٹھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے، چند کلمات ارشاد فرمائے، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے، رسول اللہ ﷺ استسقاء (بارش کی دعا) کے علاوہ کسی دُعا میں (مبالغے کے ساتھ) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، آپ نے دونوں ہاتھ یہاں تک اُٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی۔

آپ کی دعا کے جو کلمات محفوظ کئے گئے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

اے اللہ! اپنے شہر اور اپنے چار پایوں کو پانی پلا، اپنی رحمت پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندگی عطا فرما، اے اللہ! ہمیں نفع دینے والی، رچتی پچتی، پیداوار بڑھانے والی ہمہ گیر، وسیع اور جلد بارش عطا فرما جو فائدہ مند ہو نقصان دِہ نہ ہو، اے اللہ! رحمت کی بارش عطا فرما، عذاب، مکانوں کو گرانے والی، غرق کرنے والی اور نام ونشان مٹا دینے والی بارش عطا نہ فرما۔ اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں مایوس لوگوں کے زمرے میں شامل نہ فرما اور ہمیں دشمنوں کے خلاف امداد عطا فرما۔

حضرت ابولبابہ ابن عبدالمنذر کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے:

یارسول اللہ! کھجوریں کھلیان (وہ میدان جہاں کھجوریں خشک کرنے کے لئے ڈالی جاتی ہیں) میں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی:

اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

حضرت ابولبابہ نے تین دفعہ عرض کیا: کھجوریں کھلیانوں میں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما یہاں تک کہ ابولبابہ ننگا کھڑا ہو کر کھلیان کے ٹپکنے والے پانی کو اپنے تہبند سے روکے۔

راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! آسمان میں نہ تو متفرق بادل تھے اور نہ مجتمع، مسجد نبوی شریف اور ''سَلَع'' پہاڑ کے درمیان کوئی عمارت تھی اور نہ ہی کوئی حویلی تھی، سلع پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال جیسا بادل اٹھا اور جب آسمان کے درمیان پہنچا تو بکھر گیا، صحابۂ کرام یہ منظر اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، پھر بادل برسنے لگا۔

اللہ کی قسم! صحابہ کرام نے پورے چھ دن سورج کی شکل نہیں دیکھی اور حضرت ابولبابہ رات کے وقت برہنہ ہو کر اپنے تہبند کے ساتھ کھلیان کے ٹپکنے والے پانی کو بند کرتے تھے اور اس سے کھجوریں نکالتے تھے۔(۱)

پھر جس شخص نے بارش کی دعا کی درخواست کی تھی اس نے عرض کیا یارسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے، راستے بند ہو گئے، رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہاتھوں کو خوب بلند کیا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی۔

پھر دعا کی: اے اللہ! ہمارے اوپر نہیں ہمارے اردگرد بارش برسا، اے اللہ! بڑے اور چھوٹے پہاڑوں پر، وادیوں کے پیٹوں میں اور جنگلات میں بارش برسا۔

بادل مدینہ منورہ سے اس طرح چھٹ گیا جیسے کوئی کپڑا کھینچ لیا جائے۔

---

(۱) سچ ہے ع

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

یہ حدیث شریف اسی طرح امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے۔(۱)

ہمیں بیان کیا اور لکھوایا ابوالفضل محمد بن ابومحمد فارسی نے، انہیں خبر دی عبدالسلام ابن ابوالفرج نے، انہیں خبر دی شھر دار بن شیرویہ نے، انہیں خبر دی احمد بن عمر بیّع نے انہیں خبر دی ابوغانم حُمید بن مامون نے، انہیں خبر دی احمد بن عبدالرحمٰن نے انہیں خبر دی ابوالفضل احمد بن محمد نسوی نے، انہیں خبر دی ابراہیم بن محمد بن عرفہ اَزدی نے، احمد نے یہ حدیث ابراہیم کو پڑھ کر سنائی، انہیں خبر دی احمد بن رُشد بن خُثَیم ہلالی نے انہوں نے روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس چراغ روشن کرنے کیلئے کوئی بچہ نہیں ہے اور نہ ہی بلبلانے والا کوئی اونٹ ہے، پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

أتیناکَ وَالعَذراءُ یَدمي لِبَانُھا ‏ ‏ ‏ ‏ وَقدشُغِلت أُمُّ الصَّبي عن الطِفلِ

ہم اس حال میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ جوان لڑکی کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے اور بچے کی ماں بچے سے غافل کردی گئی ہے (قحط سالی کا دور دورہ ہے)

وَألقٰی بِکَفَّیہِ الفَتٰی اسْتِکَانَۃً ‏ ‏ ‏ ‏ من الجُوعِ ھوناً لایمرُّ ولایُخلي

جوان آدمی نے بھوک کے ہاتھوں عاجز اور ذلیل ہوکر دونوں ہاتھ گرادئے ہیں نہ تو وہ کہیں جاتا ہے اور نہ ہی جگہ خالی کرتا ہے۔

---

(۱)'' دلائل النبوۃ'' ۱۴۴/۶۔ اس حدیث کو ابن سعد نے '' طبقات کبریٰ'' ۲۲۶/۱۔ میں امام ابن کثیر نے '' البدایہ والنہایۃ'' ۹۴/۶ میں روایت کیا، حضرت عقبہ نے فرمایا کہ یہ سند حسن ہے اس کو نہ امام احمد نے روایت کیا ہے اور نہ ہی اہل کتب نے۔ اسی طرح امام صالحی نے '' سبل الھدی والرشاد'' ۴۴۲/۹ میں اس کی سند کو حسن قرار دیا اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے بارش کے لئے دعا کرنے کے متعدد واقعات نقل کئے جن کی کل تعداد آٹھ ہے۔ اُس کا مطالعہ کیا جائے۔

وَلاشيء مما يَأكُلُ النَّاس عِندنا　　سِوىٰ الحَنْظل العَامي و العِلْهز الفَسْلِ

ہمارے پاس انسانوں کے کھانے کی کوئی چیز نہیں سوائے عام سے اندرائن اور سوائے عَلْهَز کے (وہ کھانا جو قحط کے دنوں میں خون اور اونٹ کی اون سے تیار کیا جاتا تھا)

وليس لنا إلاَّ إليک فِرَارُنا　　وأين فِرَارُ النَّاس إلاَّ إلي الرُسل

آپ کے پاس بھاگ کر آنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں اور لوگ بھاگ کر رسولوں کے پاس ہی جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں مصروف دعا ہوئے:

اے اللہ! ہمیں نفع مند، پیداوار بڑھانے والی، وسیع اور ہمہ گیر بارش عطا فرما جو نقصان دہ نہ ہو بلکہ فائدہ مند ہو، دیر کے بعد نہیں بلکہ جلد عطا فرما جس کے ذریعے تو تھنوں کو دودھ سے بھر دے، کھیتی کو اُگا دے اور مردہ زمین کو زندگی عطا فرما دے اور اے انسانو! اسی طرح تم (قیامت کے دن) زمین سے نکالے جاؤ گے۔

راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ابھی دستِ اقدس چہرۂ انور پر نہیں پھیرے تھے کہ آسمان نے چھاجوں پانی برسا دیا۔ اور عیال دار لوگ چیختے ہوئے آئے کہ ڈوب گئے، ڈوب گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ ہمارے اوپر نہیں بلکہ ہمارے اردگرد برسا، پس بادل مدینہ طیبہ سے چھٹ گیا اور تاج کی طرح مدینہ منورہ کا احاطہ کر لیا اور نبی اکرم ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

پھر فرمایا: اللہ کے لئے ہے ابو طالب کی بھلائی، اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، کون ہے جو ہمیں ان کا کلام سنائے؟

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! غالباً آپ کی مراد ان کا یہ کلام ہے:

وَأبیضَ یُستسقیٰ الغمامُ بِوجْهِهِ ثِمالَ الیتامیٰ عِصمةٌ للأرامل

گورے چٹے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے، یتیموں کے ملجا، بیواؤں کے ماوٰی۔

یَلُوذُ به الهُلّاکُ من آل هاشمِ فهم عنده في نِعمَةٍ وَفَواضِلِ

ہلاکت کے کنارے بیٹھنے والے بنو ہاشم کے افراد اُن کی پناہ لیتے ہیں وہ آپ کے پاس نعمتوں اوراحسانات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

کَذبتم وَبیتِ اللّٰه نُبزیٰ محمداً ولمانُقاتل حَولهُ وَنُناضِلِ

رب کعبہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد جنگ اور جاں بازی کے بغیر انہیں تمہارے حوالے کردیں گے۔

وَنُسلمهُ حتی نُصرَّع حَولهُ وَنَذهل عن أبنائناوَالحَلائِلِ

اور یہ بھی تمہاری بھول ہے کہ ہم انہیں تمہارے سپرد کردیں گے بلکہ ہم ان کے گرد اپنے خون کا آخری قطرہ بہادیں گے اوراپنے بیٹوں اوراپنی بیویوں کو بھول جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہم یہی کلام سننا چاہتے تھے، قبیلہ کنانہ کے ایک شخص نے کھڑے ہوکر درج ذیل اشعار نذر کیے۔

لکَ الحمدُ وَالحَمدُ مِمن شَکر سُقِینا بِوجهِ النَّبي المَطَر

اے اللہ! تیرے لئے حمد ہے اور حمد بھی شکر گزار بندے کی، ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش عطا کی گئی ہے۔

دَعا اللّٰه خَالقَهٗ دَعوةً وإلیه أشخصَ مِنه البَصرُ

آپ نے اپنے خالق ومالک سے دعا کی اوراسی کی طرف اپنی نگاہِ امید اٹھائی۔

فَلَمْ يَكُ إلاّ كَمَا سَاعة وَأسرع حتى رَأينا الدُّرَرْ

صرف ایک گھڑی گزری تھی، بلکہ اس سے بھی پہلے، ہم نے موتی (بارش کے قطرے) دیکھ لئے۔

رفاقُ العوالي جَمّ البُعاق أغاث به اللّٰه عَينا مُضرُ

آپ بلند اور مشفقانہ صفات والے، موسلا دھار برسنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے قبیلۂ مضر کی آنکھیں ٹھنڈی کردیں۔

وكان كما قاله عمه أبو طالب أبيض ذوغرر

جیسے آپ کے چچا ابو طالب نے کہا آپ واقعی ایسے ہی تھے گورے چٹے رنگ اور روشن پیشانی والے۔

فمن يَشكُرِ اللّٰه يَلق المَزيد ومَن يَكفُرِ اللّٰه يَلق الغِيَر

تو جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر کرے گا وہ مزید نعمتیں پائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرے گا اس کا حال برا ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شاعر نے اچھی بات کہی ہے تو تم نے بھی اچھی بات کہی ہے۔(۱)

ہمیں خبر دی ابوالمنصور مظفر بن عبدالملک فُہری نے، انہیں خبر دی محمد بن احمد الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر احمد بن علی نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم ھبۃ اللہ ابن الحسن نے، انہیں خبر دی محمد بن عمر بن محمد بن حُمید نے، انہیں خبر دی یزید بن حسن بزاز نے، انہیں خبر دی حسن بن صباح زعفرانی نے، انہیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن مثنّٰی انصاری۔

ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد صفار نے، انہیں خبر دی حسین

---

(۱) اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' ۶/۱۴۰ میں، ابن کثیر نے ''البدایۃ والنھایۃ'' ۶/۹۴ میں، امام صالحی نے ''سبل الھدی والرشاد'' ۹/۴۴۰ میں روایت کیا اور اس کی نسبت امام بیہقی اور ابن عساکر کی طرف کی۔

بن اسماعیل نے، انہیں خبر دی یعقوب بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی محمد بن عبداللہ انصاری نے اور ہمیں بیان کیا میرے والد نے ان کو خبر دی میرے چچا ثمامہ ابن عبداللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ کہ جب قحط واقع ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے تھے اور عرض کرتے تھے:

> اے اللہ! جب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تو ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو ہمیں بارش عطا فرما دیتا تھا، اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما۔
> راوی کہتے ہیں کہ انہیں بارش عطا کی جاتی تھی (۱)

حافظ ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن حسن تک وہی سابق سند ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن محمد بن خلف قطان اور محمد بن احمد صفار نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی حسین بن اسماعیل نے، انہیں خبر دی عبداللہ ابن ابی سعد نے، انہیں خبر دی احمد بن یحیٰی بن جابر نے، انہیں خبر دی عباس نے روایت کرتے ہوئے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے روایت کی عباس کے دادا سے، انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضرت عمر بن خطاب نے عام الرمادۃ (سن سترہ کے آخر اور سن اٹھارہ کی ابتدا میں شدید قحط کے سال) میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہوئے عرض کیا: بے شک یہ تیرے بندے اور تیری بندیوں کے بیٹے تجھ سے امید رکھتے ہوئے اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محترم ﷺ کے چچا کا وسیلہ

---

(۱) یہ حدیث امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں ۱/۳۱۸ (کتاب الاستسقاء) "باب سؤال الناس الامام الاستسقاء إذا قحطوا" حدیث نمبر (۱۰۱۰) نیز ۲/۳۴ (کتاب فضائل الصحابہ) باب ذکر العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نمبر (۳۷۱۰)

پیش کرتے ہوئے حاضر ہیں تو ہمیں نفع بخش بارش عطا فرما جو تمام بندوں کو شامل ہو اور شہروں کو زندہ کر دے، اے اللہ! ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں اور انکے سفید بالوں کی سفارش تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، چنانچہ انہیں بارش عطا کی گئی۔

اس سلسلے میں عباس بن عتبہ بن ابی الھب کہتے ہیں:

بِعمّي سَقیٰ اللہ الحِجَاز وَأھلهُ عَشِیَّةَ یستسقي بِشَیْبَتِهِ عُمر

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا کے وسیلے سے حجاز اور اہل حجاز کو سیراب کیا، جب عمر فاروق نے ان کے بالوں کی سفیدی کے وسیلے سے بارش کی دعا کی۔

تَوجّه بالعباس في الجَدبِ رَاغِباً إليه فَما أن رَام حتی أَتیٰ المَطر

حضرت عمر فاروق نے قحط سالی میں حضرت عباس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ بارش آ گئی۔

وَمِنّارسول اللہ فِیْناتُرَاثهُ فهل فَوق هذاللمُفَاخِرِمُفتَخَر

ہم میں سے رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہم میں آپ کی (علمی) وراثت ہے کیا کسی فخر کرنے والے کے لئے اس سے زیادہ اور بھی فخر کی کوئی چیز ہے؟

گزشتہ سند تین واسطوں سے حافظ ابوالقاسم تک پہنچتی تھی، ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے ابواحمد عبیداللہ بن احمد فرائضی کو کہتے ہوئے سنا وہ حمزہ بن قاسم بن عبدالعزیز ہاشمی کے بارے ہمیں بیان کرتے تھے، عُبیداللہ فرائضی کہتے تھے کہ میں نے یہ واقعہ خود حمزہ سے نہیں دیکھا، البتہ ان کا یہ واقعہ مشہور تھا اور اس دن بہت سے لوگ حاضر تھے جب حضرت حمزہ ہاشمی نے بغداد شریف میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کی دعا مانگی، انہوں نے اپنی سفید داڑھی اپنی مٹھی میں پکڑی، ان کی سفید داڑھی بڑی خوبصورت تھی اور دعا کی:

اے اللہ! میں اس مقدس شخص کی اولاد میں سے ہوں جس کے سفید بالوں

کے وسیلے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارش کی دعا کی تھی

تو انہیں بارش عطا کی گئی تھی۔ اے اللہ! ہمیں بھی بارش عطا فرما۔

یہ کلمات کہتے رہے اور یہ وسیلہ پیش کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرما دی۔

وہی سند حافظ ابوالقاسم تک، انہیں خبر دی علی بن محمد بن عمر نے، انہیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے، انہیں خبر دی محمد بن عزیر نے، انہیں خبر دی سلامہ نے، انہوں نے روایت کی عقیل سے، انہیں خبر دی زید بن اسلم اور ابواسحاق نے، ان دونوں نے ایک ایسے شخص سے روایت کی جس نے انہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے حدیث بیان کی اور بعض نے بعض کی نسبت زیادہ الفاظ روایت کیے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رمادہ کے سال حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں کے ساتھ مل کر بارش کی دعا کی، پھر انہوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑا اور دعا کی:

اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کے چہرے کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اسی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور اس میں فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس کو وہ مقام دیتے تھے جو اپنے والد ماجد کو دیتے تھے، ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے، ان کی قسم کو پورا کرتے تھے اور ان کی غیر حاضری میں انہیں فراموش نہیں کیا کرتے تھے، اے لوگو! حضرت عباس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ۔

ہمیں حضرت صالح سے روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی تو ان کی دعا سے فارغ

ہونے کے بعد حضرت عباس نے یوں دعا کی:

اے اللہ! آسمان سے جو بلا بھی نازل ہوتی ہے وہ گناہ کی وجہ سے ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی کے سبب دور ہوتی ہے، اور یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں، کیونکہ میرا قریبی رشتہ تیرے نبی ﷺ سے ہے، ہمارے لغزش آلودہ ہاتھ تیری بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہیں، ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ تیری بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں، تو محافظ ہے تو گم شدہ کو بے کار نہیں چھوڑ دیتا، تو شکستہ خاطر کو ضائع نہیں ہونے دیتا، اے اللہ! کم عمر بچے گڑگڑا رہے ہیں، بوڑھے گریہ وزاری کر رہے ہیں، حالات کی شکایتیں بلند ہو رہی ہیں، تو ہر مخفی اور چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے۔ اے اللہ اپنی مدد کے ساتھ ان کی دستگیری فرما، بے شک تیری رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ابھی دعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پہاڑوں جیسے بادلوں سے بھر گیا۔

ابو الجوزاء کہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت کی، تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرو اور آسمان کی طرف ایک روشن دان کھول دو، یہاں تک کہ روضۂ مقدسہ اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ ہو۔

چنانچہ حاضرین نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمادی، یہاں تک کہ سبز گھاس اُگ آئی اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے، چنانچہ اُس سال کا نام ہی "عام الفتق" رکھ دیا گیا۔(۱) (فتق کا معنی پھٹ جانا ہے)

---

(۱) سنن دارمی (باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ بعد موتہ) ص ۵۸ حدیث نمبر (۹۳)

میں نے دو بزرگوں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حمزہ جذامی اور ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ جزولی سے آیندہ روایت لفظ بلفظ تو نہیں البتہ بالمعنیٰ سنی، دنوں حضرات نے کہا کہ ہمیں شیخ عارف عتیق قدّس اللہ روحہٗ نے بیان کیا کہ ہم حجاج کی ایک جماعت میں تھے، لوگوں کو سخت پیاس لگ گئی، اُن کے پاس پانی بہت کم تھا، قافلے کی ایک جماعت نے شیخ ابوالنجا سالم بن علی کی طرف رجوع کیا۔ ابوالقاسم کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے الگ ہوکر تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بارش عطا فرمائی یہاں تک کہ سب قافلے والے سیراب ہو گئے۔

۶۵۳ھ میں ماہ ''مَســرِی'' (قبطیوں کے ایک مہینے کا نام) میں دریائے نیل کے پانی کا اضافہ موقوف ہو گیا، جس کی بنا پر لوگ تڑپ اٹھے، مہنگائی نے پہلے ہی ان کی کمر توڑ رکھی تھی۔

استاذ القراء، فقیہ ابوالعباس احمد بن علی بن رفعہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے ماہ جُمادی الآخرہ کی چوبیس تاریخ جمعہ کی رات جو ماہ ''مسرٰی'' کی چھ تاریخ کے موافق تھی اس حال میں گزاری کہ میں غم واندوہ میں مبتلا تھا، میں نے دو رکعت نماز ادا کی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ یہ آیت: سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ۔ آخر سورت تک پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ یہ آیت (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ) آخر سورت تک پڑھی اور نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کی اور سو گیا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ تمہارا استغاثہ سنا گیا ہے اور مصر کے دریائے نیل کے بارے میں تین دن بعد دنیا والوں کی پریشانی دور کر دی جائے

گی۔ مجھے بتایا گیا کہ ان خوابوں کا علم خطیب مصر ابو المجد الإخميمي کے پاس ہے، میں نے اس خواب کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ فقیہ ابوالعباس رِفْعَه (خود یہی سوال کرنے والے بزرگ) نے مجھے جمعہ کی صبح خواب میں یہی خبر دی، یہی جمعہ جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔

شیخ ابوالمجد خطیب مذکور فرماتے ہیں کہ تین دن کے بعد دریائے نیل کے پانی میں پندرہ انگلی کی مقدار اضافہ ہو گیا، پھر اس میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ اس سال انیس ہاتھ کا اضافہ ہوا اور یہ برکت تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں استغاثہ کی۔

○

# باب (۵)

ان فوجی دستوں اور جماعتوں کا تذکرہ جو بھوک میں مبتلا ہو گئے اورانہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا۔

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے، انہیں خبر دی مبارک بن علی نے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبیداللہ ابن محمد بن احمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابوبکر احمد بن الحسین نے خبر دی، انہیں خبر دی ابوجعفر کامل بن احمد بن محمد مُستملی نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسین بلخی نے جب وہ ہرات تشریف لے گئے، انہیں خبر دی محمد بن علی نجار نے صنعاء میں، انہیں خبر دی عبدالرزاق نے مُعَمّر سے، انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے اورانہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک کے سبب آپ سے مدد طلب کی، کیونکہ انہیں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں ملتی تھی، یہاں تک کہ اونٹوں کی اُون اور خون ملا کر کھا گئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ.

ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ پکڑ لیا تو انہوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی اختیار نہیں کی اور نہ ہی وہ گڑگڑائے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو ان کی مصیبت دور ہو گئی۔(۱)

ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن علی نے انہیں دو بزرگوں نے خبر دی (۱) ابوطاہر احمد بن محمد (۲) ابوالعلاء محمد بن جعفر بن عقیل بصری نے ساتھ ہی اجازت بھی دی، ان دونوں کو خبر دی ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین سراج اور ابومنصور محمد بن محمد بن علی خیاط نے ساتھ ہی اجازت بھی دی، ان دونوں کو خبر دی ابوالقاسم عبیداللہ بن عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین نے،

---

(۱) "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۴/۸۱ طویل روایت ہے "صحیح مسلم" میں ۱/۵۶ حدیث نمبر (۴۵)

انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن محمد بن صاعد نے خبر دی، انہیں محمد بن زنبور مکی نے خبر دی، انہیں عبدالعزیز بن ابی حازم نے سہیل یعنی ابن ابی صالح سے روایت کی۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں بنفس نفیس تشریف لے گئے، صحابۂ کرام بھوک میں مبتلا ہو گئے، زادِ راہ ختم ہو گیا۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر درپیش صورت حال کی شکایت کی اور درخواست کی کہ ہمیں کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دی جائے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، واپسی پر ان کی ملاقات حضرت عمر بن الخطاب سے ہو گئی، انہوں نے نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی تھی، فاروق اعظم نے فرمایا: آپ نے تمہیں اجازت دے دی؟ انہوں نے کہا: ہاں، فاروق اعظم نے فرمایا: میری آپ سے درخواست ہے اور میں آپ حضرات کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ چلیں۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر فاروق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! کیا آپ انہیں اجازت دیتے ہیں کہ یہ اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ کس چیز پر سوار ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر کیا کریں؟ ہمارے پاس انہیں دینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے، حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ حکم دیں جس کے پاس بچا کھچا زادِ راہ ہو لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دے، آپ اسے کسی چیز پر جمع کر لیں پھر اس میں برکت کی دعا کریں، پھر اسے صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرما دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا، صحابہ کرام کو حکم دیا کہ بچا ہوا زادِ راہ لے

آئیں، کوئی تھوڑا سا کھانا لے آیا اور کوئی زیادہ، سب کچھ کسی چیز میں ڈال کر، اس کے بارے میں دعا کی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، پھر اس کھانے کو صحابہ کرام میں تقسیم فرمادیا، ہر صحابی نے اپنا اپنا برتن بھرلیا، اس کے باوجود کچھ کھانا بچ گیا، تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ تعالیٰ کے عبدمکرم اور رسول گرامی ہیں، جو شخص قیامت کے دن یہ کلمہ لائے گا اس حال میں کہ اسے اس میں شک نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔(۱)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا کھلائے گا، پھر ہم سمندر کے کنارے پر پہنچے تو سمندر نے کسی قدر اپنا پانی سمیٹ لیا اور ایک جانور (مچھلی) کنارے پر پھینک دیا، ہم نے اس کے ایک پہلو پر آگ جلائی، اسے پکایا اور بھونا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ (الحدیث)(۲)

ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن علی نے انہیں خبر دی مبارک بن علی بغدادی نے، انہیں خبر دی عبیداللہ بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا احمد بن حسین نے خبر دی، انہیں خبر دی حافظ ابوعبداللہ نے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، انہیں خبر دی یونس بن بکیر نے، روایت کرتے ہوئے ابن اسحاق سے، انہیں خبر دی عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے قبیلۂ اسلم کے بعض افراد سے۔ کہ بنو سَہم کے بعض حضرات جو اسلام لا چکے تھے خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم مشقت میں واقع ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی

---

(۱)" دلائل النبوة" امام بیہقی ۱۲۱/۶۔

(۲) (کتاب الزھد) باب" حدیث جابر الطویل" ۲۳۰/۴ (۳۰۱۴)

کوئی چیز نہیں ہے، اتفاق کی بات کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی انہیں دینے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! تجھے اِن کا حال معلوم ہے، ان کے پاس کوئی خوراک نہیں ہے، ان کے لئے ایسا عظیم ترین علاقہ فتح فرمادے جو انہیں بے نیاز کر دے اور اِن کو زیادہ سے زیادہ خوراک اور چربی فراہم کر دے۔

وہ حضرات صبح کے وقت گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے قلعہ" صعب بن معاذ" فتح کر دیا، خیبر میں کوئی قلعہ ایسا نہیں تھا جس میں اس سے زیادہ خوراک اور چربی ہو۔(۱)

میں نے سید ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمٰن حسن قابسی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تین دن مدینہ منورہ میں رہا اور کچھ نہیں کھایا، اس کے بعد میں نبی اکرم ﷺ کے منبر شریف کے پاس حاضر ہوا، وہاں دو رکعتیں ادا کیں، پھر میں نے عرض کیا اے جد مکرم! میں بھوکا ہوں، آپ کی بارگاہ میں میری درخواست ہے کہ مجھے شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کھلائیں، پھر مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا، ابھی سویا ہوا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا، میں نے دیکھا کہ اس کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ ہے جس میں ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) گھی اور گوشت وغیرہ تھا۔

اس نے مجھے کہا کھاؤ، میں نے اس سے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرے چھوٹے بچے تین دن سے اس کھانے کی آرزو کر رہے تھے، آج میں نے کچھ کام کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ کھانا تیار ہوا ہے، پھر میں سو گیا تو خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا تمہارے ایک بھائی نے اس کھانے کی آرزو کی ہے؟ اسے بھی اس میں سے کھلاؤ۔

---

(۱) "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۲۲۳/۴

میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینۃ النبی ﷺ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محراب کے پیچھے تھا، سید مکثر قاسمی اسی محراب کے پیچھے سوئے ہوئے تھے وہ بیدار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، اس کے بعد مسکراتے ہوئے ہماری طرف تشریف لائے۔ روضۂ مقدسہ کے خادم شمس الدین صواب نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں فاقے میں مبتلا تھا، میں گھر سے نکلا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پاس آیا اور نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کی، میں نے عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں ، اس کے بعد میں سو گیا، مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا، میں نے وہ پی لیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور وہ یہ ہے، انہوں نے اپنے منہ سے دودھ نکال کر اپنے ہاتھ پر ڈالا جو ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے شیخ صالح عبدالقادر تنیسی نے دمیاط کی سرحد کے پاس بیان کیا کہ میں فقر کے طریقے پر چل رہا تھا، اسی حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت پیش کی، میں نے گندم کی روٹی، گوشت اور کھجور کی خواہش کا اظہار کیا، روضۂ مقدسہ کی زیارت کے بعد میں آگے بڑھ گیا، نماز پڑھی اور سو گیا۔

اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھے نیند سے بیدار کر رہا ہے، میں اٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا، وہ صورت و سیرت کے اعتبار سے حسین و جمیل جوان تھا، اس نے مجھے ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) کا پیالہ پیش کیا، اس پر بکری کا گوشت تھا، صیحانی وغیرہ کھجوروں کی کئی تہیں تھیں، بہت سی روٹیاں تھیں جن میں جو کی روٹیاں بھی تھیں، میں نے یہ سب کچھ کھایا تو اس شخص نے مجھے تھیلے میں گوشت، روٹی اور کھجوریں ڈال کر دیں، اس نے بتایا کہ میں چاشت کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا، مجھے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی

زیارت ہوئی آپ نے مجھے یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیا جو میں نے کیا ہے، آپ نے تمہاری طرف میری راہنمائی فرمائی اور روضۂ مبارکہ میں تمہاری جگہ بھی بتائی اور تمہارے بارے میں بتایا کہ تم نے ان چیزوں کی درخواست کی ہے۔

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بن سوار بوصیری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالسلام بن ابی القاسم الصقلی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا جس کا نام وہ بھول گئے تھے۔

اس شخص نے بیان کیا کہ میں مدینۃ النبی ﷺ میں تھا اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی، میں کمزور ہو گیا، میں حجرۂ مبارکہ پر حاضر ہوا (جس میں سرکار دو عالم ﷺ کی آرام گاہ ہے) اور عرض کیا: اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں، مجھے آپ کے پڑوس میں پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور میں کمزور ہو گیا ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسی شخص کو میرے لئے مقرر فرمائیں کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا یہاں سے نکلنے کا انتظام کر دے، پھر میں نے حجرۂ مقدسہ کے پاس چند دعائیں مانگیں اور منبر کے پاس بیٹھ گیا۔

اچانک ایک شخص حجرۂ مبارکہ کے پاس آیا اور کچھ دیر کھڑا ہو کر گفتگو کرتا رہا، وہ کہہ رہا تھا اے جد کریم! اے جد کریم! پھر وہ آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: اٹھو، میں اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا، وہ باب جبرائیل (علیہ السلام) سے نکلا اور جنت البقیع کی طرف روانہ ہو گیا، اس سے بھی گزر کر آگے بڑھ گیا، وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا، ایک لونڈی اور ایک غلام بھی موجود تھا، اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا کہ اٹھو اور اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو، غلام اٹھا اس نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی، لونڈی نے اٹھ کر آٹا گوندھا اور بھوبھل پر روٹی پکائی۔

اس شخص نے مجھے گفتگو میں مصروف رکھا، یہاں تک کہ لونڈی بھوبھل پہ پکی ہوئی روٹی لے آئی، اسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کردیا، لونڈی گھی کا برتن لے آئی، گھی روٹی پہ ڈالا، صیحانی کھجوریں بھی لے آئی، ان کو ملاکر عمدہ کھانا تیار کردیا، اس شخص نے کہا کھاؤ میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا، اس نے کہا اور کھاؤ، میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا، اس نے کہا اور کھاؤ پھر میں نے کچھ کھایا پھر اس نے کہا اور کھاؤ، میں نے کہا: جناب میں نے کئی مہینوں سے گندم کی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی، اب مزید نہیں کھاؤں گا۔

اس نے آدھا حصہ جو الگ تھا اور جو کچھ مجھ سے بچا تھا وہ سب ایک تھیلی میں ڈالا۔ دو صاع کھجوریں تھیلی میں ڈالیں اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا نام فلاں ہے، راوی کو اس شخص کے نام میں شک ہے۔

اس شخص نے مجھے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ میرے جد امجد کی بارگاہ میں شکایت نہ کرنا، کیونکہ آپ کو یہ بات گراں گزرتی ہے، اس وقت کے بعد جب بھی آپ بھوک محسوس کریں گے آپ کا رزق آپ کے پاس پہنچ جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھیج دے جو تمہارے یہاں سے روانہ ہونے کا ذریعہ بن جائے۔

اور غلام کو کہا کہ اس شخص کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کے پاس چھوڑ آؤ، میں اس غلام کے ساتھ بقیع شریف کی طرف چل دیا، میں نے اسے کہا: تم واپس جاؤ اب میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا: جناب! اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، میں آپ کو حجرۂ مبارکہ تک پہنچائے بغیر واپس نہیں جاسکتا، ورنہ نبی اکرم ﷺ میرے آقا کو اس کی اطلاع دے دیں گے۔

وہ غلام مجھے حجرۂ شریف تک پہنچا کر واپس چلا گیا، میں وہ کھانا جو اس شخص نے دیا تھا چار دن تک کھاتا رہا، پھر مجھے بھوک محسوس ہوئی تو وہی غلام میرے لئے کھانا لے آیا، اسی

طرح وقت گزرتا رہا، جب مجھے بھوک محسوس ہوتی وہ غلام کھانا دے جاتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو میرے لئے سبب بنادیا، میں ان کے ساتھ ینبع کی طرف روانہ ہوگیا، اور یہ سب کچھ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے تھا۔

اسی قسم کے دو واقعات اس امت کے سلف صالحین اور علماء کی ایک جماعت کو بھی پیش آچکے ہیں، ان میں ائمہ محدثین بھی موجود تھے، صوفیہ بھی تھے اور محققین، عارفین باللہ تعالیٰ بھی تھے۔

امام القراء امام ابوبکر بن المقری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں امام طبرانی اور ابوالشیخ رسول اللہ ﷺ کے حرم میں حاضر تھے، ہماری یہ حالت تھی کہ بھوک کا شکار تھے اور افطاری کے وقت بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا، عشاء کے وقت میں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! بھوک نے بہت ستا رکھا ہے اور واپس آ گیا۔

مجھے ابوالقاسم طبرانی نے کہا کہ بیٹھ جاؤ، اب یا تو رزق مل جائے گا یا پھر موت آ جائے گی۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے، طبرانی بیٹھے ہوئے تھے اور کسی چیز کا مطالعہ کررہے تھے، اتنے میں دروازے پر ایک علوی نے (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے) آکر دستک دی، ہم نے دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ دو غلام تھے، ہر ایک کے پاس ایک تھیلا تھا جس میں بہت کچھ بھرا ہوا تھا، ہم نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور ہمارا گمان تھا کہ جو کچھ باقی بچے گا غلام ساتھ لے جائے گا، لیکن وہ سب کچھ ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے کہا: کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی؟ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے حکم دیا میں کوئی چیز تمہیں پہنچاؤں۔(۱)

---

(۱) اس واقعہ کا تذکرہ امام ذہبی نے "سیر أعلام النبلاء" ۴۰۰/۱۶ اور تاج الدین سبکی نے "طبقات الشافعية الكبرى" میں ۲۵۱/۴ کیا ہے۔

ابن الجلاء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوا کہ فاقے کا شکار تھا، میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں آپ کا مہمان ہوں۔

اس کے بعد مجھے اونگھ آ گئی، مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، ابھی آدھی روٹی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، دیکھا کہ باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔(۱)

ابوالخیر الاقطع فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے شہر میں داخل ہوا تو فاقے میں مبتلا تھا، پانچ دن وہاں رہا اس دوران کوئی چیز نہیں کھائی پھر میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور یوں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں اس کے بعد میں ایک طرف ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گیا۔ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت ابوبکر صدیق آپ کے دائیں جانب، حضرت عمر فاروق بائیں جانب اور حضرت علی بن ابی طالب آپ کے سامنے تھے، انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: اٹھو نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، آدھی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، دیکھا کہ باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔(۲)

ابن ابی زرعہ صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ ابوعبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ مکۂ معظمہ کا سفر کیا، ہمارے ساتھ عبدالرحمن ابن خفیف بھی تھے، ہمیں شدید فاقہ لاحق ہو گیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے شہر میں داخل ہوئے اور

---

(۱) اس واقعے کا تذکرہ امام ابن جوزی نے ''الوفا باحوال المصطفیٰ'' میں کیا ہے ۲/ ۲۰۸

(۲) اس واقعے کا تذکرہ امام ابوعبدالرحمن سلمی نے ''طبقات الصوفیہ'' میں کیا ص ۳۷۰

رات خالی پیٹ ہی گزاری، میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا، میں بار بار اپنے والد کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ میرے والد روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آج رات آپ کا مہمان ہوں، اور مراقبہ میں سر جھکا کر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی وہ رو دیتے اور کبھی ہنس دیتے، ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے دیدار سے نوازا اور مجھے کچھ درہم عنایت فرمائے ہیں، انہوں نے ہاتھ کھولا تو وہ درہم موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہم لوٹ کر شیراز آگئے اور ان میں سے خرچ کرتے رہے۔(۱)

احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں تین ماہ بادیہ پیمائی کرتا رہا، میرے جسم کی کھال پھٹ گئی، اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا، نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا، پھر سو گیا، خواب میں مجھے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے جمال جاں افروز سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا: احمد! آگئے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں اور حضور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے دونوں ہاتھ کھولو، میں نے دونوں ہاتھ گدایانہ انداز میں آپ کے سامنے پھیلا دئے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دئے، میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے، میں اٹھا اور اپنے لئے روٹی خریدی اور فالودہ خریدا اور کھا کر اسی وقت جنگل کا رخ کیا۔

---

(۲) منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

امام احمد رضا بریلوی

میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے شہر میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء بھی تھے، ہم سب فاقے کی لپیٹ میں آ گئے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، ہمارے لئے کسی بھی چیز کے تین سیر کافی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد مجھے ایک شخص ملا اس نے مجھے تین سیر عمدہ کھجوریں دے دیں۔ (۱)

---

(۱) واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

☆ امام احمد رضا

# باب (۶)

ان حضرات کا تذکرہ جنہوں نے سخت پیاس کے وقت رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی، تبوک اور حدیبیہ میں مجاہدین نے گڑگڑا کر آپ کی پناہ لی

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابۂ کرام کی سواریاں تھک کر چور ہوگئیں، صحابۂ کرام پیدل چلتے ہوئے انہیں چلا رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان سواریوں کو پھونک ماری تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑنے لگیں، یہاں تک کہ وہ اپنی نکیلیں چھڑانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت فَضالہ ابن عُبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے، صحابۂ کرام نے شکایت کی کہ ہماری سواریاں بری طرح تھک گئی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام پیدل چل رہے ہیں اور سواریوں کو ہانک رہے ہیں، آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام ایک تنگ جگہ سے گزر رہے ہیں، آپ اس جگہ تشریف فرما ہوئے اور اُن کی سواریوں کو پھونک ماری اور دعا کی:

اے اللہ! اپنے راستے میں مجاہدین کو ان پر سوار فرما۔

کیونکہ تو طاقت ور اور ضعیف پر، تر اور خشک پر جنگل اور سمندر میں سوار کرتا ہے۔

وہ اونٹنیاں اس تیزی سے چلتی رہیں کہ اپنی نکیلیں ہم سے چھڑا رہی تھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے انہیں خبر دی مبارک بن علی نے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبیداللہ ابن محمد بن احمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے خبر دی، انہیں استاذ القراء ابوالحسن علی بن محمد بن علی نے خبر دی، انہیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی قاضی یوسف بن یعقوب نے، انہیں خبر دی

سلیمان بن حرب نے، انہیں خبر دی شعبہ نے بروایت عُمرو بن مُرّہ اور حُصین، انہوں نے روایت کی سالم بن ابو الجعد سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انہوں نے فرمایا: کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہمیں سخت پیاس لاحق ہوگئی، ہم نے بڑی لاچاری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی۔

آپ نے اپنے سامنے رکھے ہوئے برتن کے پانی میں ہاتھ رکھ دیا، پھر کیا تھا؟ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے یوں پھوٹنے لگا جیسے چشمے ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "خُذُوْا بِسْمِ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ کا نام لے کر لے لو، ہم نے پیا، وہ ہم سب کے لئے کافی ہوگیا، اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمارے لئے کافی ہوجاتا۔

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ایک ہزار پانچ سو افراد تھے۔

یہ حدیث امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی (۱)

امام بخاری نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے، اس میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ ہیں (عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ) لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوگئے۔ (۲)

ابن شاہین نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے، اس میں مذکور الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

ہمیں حدیبیہ میں پیاس لاحق ہوئی تو ہم نے بے قرار ہوکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ (الحدیث)

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے، انہیں دو بزرگوں نے خبر دی (۱) ابو

---

(۱) دلائل النبوۃ، ۶/۱۱

(۲) "صحیح البخاری" (کتاب المغازی) باب غزوۃ الحدیبیہ' حدیث نمبر (۴۱۵۲)

طاہر احمد بن محمد اور (۲) ابو العلاء محمد بن جعفر بن عقیل، ان دونوں کو اجازت دی ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین اور ابو منصور محمد بن احمد بن علی نے، ان دونوں کو خبر دی ابو القاسم عبید اللہ بن عمر ابن احمد بن عثمان بن شاہین نے، انہیں خبر دی ان کے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے حسین بن علی خلیل فارسی نے ایک کتاب دی جس میں یہ روایت تھی عبد اللہ ابن عمر کوفی سے، انہیں خبر دی حسین بن سلیمان قُرشی نے عبد الملک بن عُمیر سے، انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا: کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے چار پائے اور اونٹ پیاسے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا کچھ پانی موجود ہے؟ ایک شخص مشکیزے میں تھوڑا سا پانی لے آیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بڑا چوڑا پیالہ لاؤ، اس میں پانی ڈالا گیا، نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس پانی میں رکھ دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابل رہے تھے۔

ہم نے اپنے اونٹوں اور چار پایوں کو پانی پلایا اور اپنے مشکیزوں میں بھی بھر لیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے پانی کافی ہو گیا؟ عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے نبی! کافی ہو گیا۔

آپ نے اپنا دست اقدس اٹھا لیا اس کے ساتھ ہی پانی کی آمد بھی ختم ہو گئی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ طویل حدیث بیان کی ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو قتادہ کو فرمایا: اپنے لوٹے کو سنبھال کر رکھنا (اس کا ایک عظیم واقعہ ہو گا) حضرت ابو قتادہ نے بیان کیا کہ صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ تک اس وقت پہنچے جب سورج خوب بلند ہو گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی، صحابۂ کرام عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تمہاری ہلاکت نہیں ہے، ہمارا پیالہ تھوٹو، آپ نے لوٹا منگوایا، رسول اللہ ﷺ پانی ڈال رہے تھے اور ابوقتادہ صحابۂ کرام کو پانی پلا رہے تھے جلد ہی صحابہ کرام نے لوٹے میں پانی دیکھ لیا (کہ تھوڑا سا ہے) تو وہ یک دم اُمڈ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرو تم سب سیراب ہو جاؤ گے چنانچہ صحابۂ کرام پُرسکون ہو گئے، رسول اللہ ﷺ پانی ڈال رہے تھے اور (حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ) میں انہیں پلا رہا تھا، یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں بچا، رسول اللہ ﷺ نے پیالے میں پانی ڈالا اور مجھے فرمایا: پیو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پہلے آپ پئیں پھر میں پیوں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا خود سب سے بعد میں پیتا ہے، فرماتے ہیں: میں نے پیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا۔(۱)

حضرت ابوقتادہ نے فرمایا: فاتی الناس الماءَ جامّین رِوَاءً ــــ الحدیث

لوگ آرام سے آئے اور سیراب ہوئے۔

اسی طرح حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، جب صحابۂ کرام کو سخت پیاس لاحق ہوئی تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی آپ نے حضرت علی مرتضیٰ اور ایک دوسرے صحابی کو بلایا اور انہیں بتایا کہ تمہیں فلاں جگہ ایک عورت ملے گی، جس کے پاس ایک اونٹ ہے اور اونٹ پر دو مشکیزے ہیں۔

---

(۱) ''صحیح مسلم'' (کتاب المساجد) '' باب قضاء الصلاة الفائتة '' ۱/۲۴۷ حدیث نمبر (۳۱۱)۔

نوٹ امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے ہیں (۱) آپ نے لوٹے کے بارے میں فرمایا کہ اس کا عظیم واقعہ ہوگا (سیکون لہا نبأ) (۲) تھوڑے پانی کا زیادہ ہونا (۳) یہ فرمانا کہ تم سب سیراب ہو جاؤ گے (۴) نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ابوبکر و عمر نے یہ کہا (حالانکہ یہ گفتگو آپ کے سامنے نہیں ہوئی تھی) (۵) نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم دوسرے دن ظہر اور رات کو چلو گے اور پانی پر پہنچ جاؤ گے اور اسی طرح صحابہ کرام میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا۔ ۱۲ اشرف قادری

چنانچہ ان حضرات کو وہ عورت مل گئی، اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اس کے دونوں مشکیزوں کا پانی ایک برتن میں ڈالا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اس پر پڑھا، پھر پانی مشکیزوں میں لوٹا دیا، پھر ان کے نیچے کی جانب منہ کھول دیئے گئے اور صحابۂ کرام کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے مشکیزے بھر لئے یہاں تک کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جسے بھر نہ لیا ہو۔

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوا کہ وہ مشکیزے پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے تھے، پھر آپ نے حکم دیا: صحابۂ کرام نے بچا ہوا زادِ راہ جمع کیا اور اس عورت کا کپڑا بھر دیا اور فرمایا: جاؤ ہم نے تمہارے پانی سے کچھ نہیں لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی قسم! ہم نے تمہارے پانی میں کچھ کمی نہیں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلا دیا ہے۔ یہ طویل حدیث کا خلاصہ ہے۔ (۱)

ہمیں امام حافظ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی نے تحریر کرواتے ہوئے یہ حدیث بیان کی اور بتایا کہ میں نے حافظ ابو نزار ربیعہ ابن حسین یمانی کے سامنے پڑھی، وہ روایت کرتے ہیں حافظ ابو محمد مبارک بن علی سلامی سے، انہیں خبر دی سدید ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد بیہقی نے، انہیں خبر دی ان کے دادا امام ابوبکر حافظ احمد بن حسین نے، انہیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں، انہیں خبر دی ابو محمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، انہیں خبر دی ابن خزیمہ نے، انہیں خبر دی یونس بن عبدالاعلیٰ نے، انہیں خبر دی ابن وہب نے، انہیں خبر دی عمرو بن حارث نے، انہوں نے روایت کی سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے عقبہ ابن ابی عقبہ سے، انہوں نے نافع بن جبیر سے، انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' کی ''کتاب التیمم'' کے باب (الصعید الطیب) میں روایت کیا، حدیث نمبر ۳۴۴۔ اور امام مسلم نے (کتاب المساجد) کے باب ''قضاء الصلاۃ الفائتۃ'' میں روایت کیا، حدیث نمبر (۳۱۲)

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کیا گیا کہ ''ساعة العسرة'' کے بارے میں کچھ بتائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف نکلے پھر ایک جگہ اترے، وہاں ہمیں شدید پیاس لاحق ہوئی، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہماری سواریاں ختم ہو جائیں گی، حالت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے کو تلاش کرنے جاتا تھا تو پلٹ کر نہیں آتا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی سواری ہی ختم ہو جائے، اسی طرح ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تھا تو اس کی لید کو نچوڑ کر پی لیتا تھا اور جو پانی بچتا تھا اسے اپنے جگر پر مل لیتا تھا، (تاکہ ٹھنڈک حاصل ہو)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں خیر کا عادی بنا دیا ہے، آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو محبوب رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے، ابھی واپس نہیں کئے تھے، کہ بادل گھر آیا، سایہ فگن ہوا اور برسنے لگا، صحابۂ کرام نے اپنے تمام برتن بھر لئے، پھر ہم نے دیکھا تو بادل لشکر سے متجاوز نہیں تھا؟ (صرف لشکر کے اوپر تھا)

حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں اسی طرح روایت کیا ہے(۱) ان کے شیخ ابن بشران ثقہ ہیں، دعلج ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ محدثین کے امام ہیں، یونس سے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں استدلال کیا ہے، ابن وہب، عمرو بن الحارث، سعید بن ابی ھلال اور نافع بن جُبیر ان سب حضرات سے امام بخاری اور مسلم نے استدلال کیا ہے، البتہ عُتبہ میں گفتگو ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق غار میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، انہیں سخت پیاس لگی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

صورتِ حال عرض کی، تو آپ نے فرمایا: جاؤ غار کے سامنے کے حصے سے پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں غار کے اگلے حصے میں گیا تو میں نے شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پیا۔

پھر میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا پانی پی لیا؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! پی لیا، فرمایا کیا تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں پر مقرر ایک فرشتے کو حکم دیا تھا کہ جنت الفردوس کی نہر سے غار کے اگلے حصے میں ایک نکاشن دے دو تاکہ ابوبکر پانی پی لیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور! کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا یہ مقام ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بلکہ اس سے بھی افضل، آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے ہمیں حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے تم سے دشمنی رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اگرچہ اس نے بظاہر ستر نبیوں ایسا عمل کیا ہو۔

حضرت سیدنا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سخت پیاس لگی تو وہ رونے لگے، نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک انہیں عطا فرمائی، جسے انہوں نے چوسا تو پُرسکون ہو گئے۔(۱)

حضرت عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ ابو طالب نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ذوالمجاز میں تھا، مجھے سخت پیاس لگی، تو میں نے شکایت کی اور کہا: بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہوئی ہے، میں نے انہیں یہ بات کہہ تو دی تھی، لیکن میں سمجھتا تھا کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، ہاں پریشان ہوں گے، انہوں نے اپنا پہلو بدلا پھر نیچے اترے

---

(۱) یہ حدیث امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۳/۵۰ میں روایت کی نمبر (۲۶۵۶) امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں فرمایا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں ۹/۱۸۱

اور کہنے لگے: چچا! تمہیں پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں، انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو وہاں سے پانی پھوٹ پڑا، فرمانے لگے: چچا! پیو۔(۱)

میں نے یاسین بن ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فقرا کی ایک جماعت کے ساتھ شام سے نکلا جب ہم "شِعْبُ النعم" پہنچے تو ہمیں شدید پیاس لاحق ہو گئی، ہمارے اور مدینہ منورہ کے درمیان کئی مرحلوں کا فاصلہ تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگی، نماز پڑھی اور سو گیا۔

خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ہم تمہیں اور تمہاری جماعت کو خوش آمدید کہتے ہیں، آپ نے مجھے سینے سے لگایا اور مجھے بوسہ دیا، میں نے آپ کے دست اقدس اور پائے انور کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ساتھیوں پر پیاس کا خوف ہے، فرمایا: تم خوف نہ کرو اور غم نہ پالو، ہم تمہارے لئے پانی فراہم کریں گے اور تمہارے لئے دعوت کا انتظام کریں گے۔

میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے آستین چڑھائے ہوئے ہیں، ہمارے پاس برتنوں میں جو تھوڑا پانی تھا وہ ہم نے تقسیم کر دیا اسی رات ہمارے پاس سیلاب آ گیا، (اور پانی کی کوئی کمی نہ رہ گئی)

جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ کے ایک خادم نے ہمارا استقبال کیا اور مجھے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرو، میں تمہارے ساتھ کچھ دیر مل بیٹھنا چاہتا ہوں، تاکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے جو حکم دیا ہے اسے پورا کر دوں۔

میں نے حبیب خدا، سرور انبیاء ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا، پھر اس خادم کے پاس حاضر ہوا، اس نے اپنے غلام کو کہا کہ دستر خوان لاؤ، وہ دستر خوان لایا جس پر ہر قسم کی نعمتیں تھیں، اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ حکم تھا نبی اکرم ﷺ کا اور مجھے کہا کہ "یہ یاسین اور اُن کے ساتھیوں کی دعوت ہے۔"

---

(۱) یہ روایت خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں اپنی سند کے ساتھ بیان کی ۲/۳۱۲

ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن عبدالملک العدل نے، انہیں خبر دی حافظ احمد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوبکر احمد بن علی نے، انہیں خبر دی حافظ ابوالقاسم نے، انہیں خبر دی محمد بن حسین فارسی نے، انہیں خبر دی محمد بن ابراہیم بن حُبَیش نے، انہیں خبر دی عباس بن محمد نے، انہیں خبر دی فضل بن زیاد نے، انہیں خبر دی محمد بن محمد نے، انہوں نے روایت کی ذوالاحوص سے، انہوں نے کہا:

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے والا ایک شخص کثرت سے عطر استعمال کیا کرتا تھا، لیکن کولتار جیسے سیاہ تیل کی بدبو اس پر غالب رہتی تھی۔

ایک آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم بکثرت عطر استعمال کرتے ہو پھر بھی کولتار جیسے تیل کی بو بدستور تم پر غالب رہتی ہے، اس نے پوچھا کہ تم نے یہ دونوں بوئیں محسوس کی ہیں؟ حاضرین نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: میں تمہیں بیان کرتا ہوں، میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا سامان لوٹا تھا، میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ میدان محشر میں جمع کیے گئے ہیں اور پیاس کی حالت میں رو کے ہوئے ہیں، ایک شخص حوض پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں، میں نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی پانی پلائیں، آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی پلاؤ، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان لوٹا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حسین کا مال لوٹنے والے کو لے جا کر کالا تیل پلاؤ۔

اس شخص نے بتایا کہ میں نے صبح کی تو کالے تیل کی بو مجھ پر غالب تھی، میں قیمتی سے قیمتی اور مہنگے عطر استعمال کرتا ہوں، لیکن کالے تیل کی بو مجھ پر غالب رہتی ہے۔(۱)

(۱) اللہ تعالیٰ اہل بیت کرام کی بے ادبی اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے محفوظ رکھے۔ آمین، ۱۲ اشرف قادری

جب حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دس محرم عاشوراء کے دن ۶۱ ہجری میں شہید کیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر شریف چون سال سے آدھا سال اور آدھا ماہ زائد تھی، پھر قیدیوں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو ہوا سو ہوا (یعنی وہ بیان نہیں کیا جا سکتا)

جب ان قیدیوں کا گزر شہیدوں پر ہوا تو حضرت امام حسین کی بہن حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے عرض کیا:

یا محمداہ! یا محمداہ! یہ حسین کھلے میدان میں خون میں لت پت اور کٹے ہوئے اعضا والے پڑے ہوئے ہیں۔ یا محمداہ!

۴۰۳ھ میں کوفہ میں چیچک پھیل گئی جس سے ڈیڑھ ہزار افراد اندھے ہو گئے اور یہ سب ان لوگوں کی اولاد میں سے تھے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے موقع پر حاضر تھے، یہ سنے جانے والے عجیب ترین واقعات میں سے ایک واقعہ ہے۔

میں نے شیخ صالح ابوالحسن علی بن صالح انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے شیخ ابو محمد عبداللہ المہتدی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا، میں نے حرم شریف میں ایک شخص دیکھا جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ وہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس سلسلے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں: میں ''حِلّہ'' کا رہنے والا ہوں اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا، ایک رات سویا تو کیا دیکھتا ہوں، جیسے قیامت قائم ہو گئی ہے اور لوگ سخت تکلیف، مصیبت اور پیاس میں مبتلا ہیں، مجھے بھی سخت پیاس لگی ہوئی ہے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر گیا، وہاں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا یہ حضرات لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔

میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، کیونکہ مجھے ان پر ناز تھا، میں ان سے محبت رکھتا تھا اور میں ان کو دیگر خلفاء کرام سے مقدم جانتا تھا، انہوں نے اپنا چہرہ

مبارک مجھ سے پھیر لیا، پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے بھی چہرۂ مبارک پھیر لیا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے بھی رخ انور پھیر لیا، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے بھی مجھ سے اعراض کیا۔

نبی اکرم ﷺ میدان محشر میں تشریف فرما ہیں لوگوں کو دور ہٹا رہے ہیں، میں نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ وہ مجھے پانی پلائیں لیکن انہوں نے مجھ سے اعراض کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہیں کیسے پانی پلائیں جب کہ تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو؟

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ فرمایا ہاں تم اسلام لے آؤ اور توبہ کرو، ہم تجھے ایسا مشروب پلائیں گے کہ اس کے بعد تمہیں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام لے آیا اور توبہ کی، آپ نے مجھے ایک پیالہ دیا جو میں نے پی لیا، پھر میں بیدار ہوا تو اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، میں چاہوں تو پانی پی لوں اور چاہوں تو نہ پیوں۔

بعد ازاں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ''حِلّہ'' گیا اور ان سے بے تعلقی اختیار کر لی، سوائے اُس کے جس نے میری بات مان لی اور مسلکِ اہل سنت و جماعت پر آ گیا۔

اس واقعے کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے جسے درج ذیل سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

اس حکایت کے صحیح ہونے پر وہ حدیث گواہی دیتی ہے جو ہمیں ابوالحسن مرتضیٰ ابن ابی الجود حارثی نے بیان کی، انہیں خبر دی ابوالمجد ابن ابی علی خطیب مصر نے، انہیں خبر دی

محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد مسعودی نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم ھبۃ اللہ ابن محمد نے اپنے مکتوب میں جو انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن کو بھیجا، انہیں خبر دی ابوطالب محمد بن محمد بن ابراھیم بزار نے، ان کے سامنے امام ابوالقاسم نے یہ حدیث پڑھی، انہیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراھیم شافعی نے، انہیں خبر دی ابوحمزہ ابن عبداللہ بن مروان مَرْ وَزی نے، انہیں خبر دی داؤد بن حسین عسکری نے، انہیں خبر دی بشر بن داؤد نے، انہوں نے روایت کی شابور سے، انہوں نے علی بن عاصم سے، انہوں نے حُمید سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے حوض کے چار کونے ہیں، پہلا کونا ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں، دوسرا عمر فاروق کے ہاتھ میں، تیسرا عثمان غنی کے ہاتھ میں اور چوتھا علی مرتضٰی کے ہاتھ میں ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

پس جو شخص ابوبکر صدیق سے محبت رکھے اور عمر فاروق سے بغض رکھے اسے ابوبکر صدیق پانی نہیں پلائیں گے، اور جو عمر فاروق سے محبت رکھے اور ابوبکر سے بغض رکھے اسے عمر فاروق پانی نہیں پلائیں گے، اور جو شخص عثمان غنی سے محبت کرے اور علی مرتضٰی سے بغض رکھے اسے عثمان غنی پانی نہیں پلائیں گے، اور جو علی مرتضٰی سے محبت رکھے اور عثمان غنی سے بغض رکھے اسے علی مرتضٰی پانی نہیں پلائیں گے۔

اور جس نے ابوبکر صدیق کے بارے میں اچھی بات کی اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے عمر فاروق کے بارے میں اچھی گفتگو کی اس نے صحیح راستے کو واضح کر دیا اور جس نے عثمان غنی کے بارے میں اچھی بات کی وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو گیا اور جس نے علی مرتضٰی کے بارے میں اچھی بات کی اس نے مضبوط دستے کو پکڑ لیا جو نا قابل شکست ہے، اور جس نے ہمارے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے۔ (۱)

---

(۱) اس روایت کو امام زبیدی نے ''اتحاف السادة المتقين'' میں بیان کیا ۱۰/۵۰۹

یہی کلام حضرت ابوایوب سختیانی سے مروی ہے یعنی جس نے ابوبکر صدیق کے بارے میں اچھی بات کی (آخر تک) لیکن ان کے الفاظ حدیث شریف کے الفاظ سے مختلف ہیں۔

اُن کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے: جس نے ابوبکر صدیق سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا، جس نے عمر فاروق سے محبت کی اس نے راستہ واضح کر دیا، جس نے عثمان غنی سے محبت کی وہ اللہ کے نور سے منور ہو گیا، اور جس نے علی مرتضٰی سے محبت کی اس نے مضبوط دستے کو پکڑ لیا اور جس نے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اچھی تعریف کی وہ منافقت سے بری ہو گیا اور جس نے ان میں سے کسی کی تنقیص کی وہ بدعتی ہے اور سنت اور سلف صالح کا مخالف ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھے گا، یہاں تک کہ تمام صحابہ کرام سے محبت کرے اور اس کا قلب سلیم ہو۔

سلف صالحین اسی عقیدے کے حامل تھے اور درجہ بدرجہ علماء نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔

ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ابوبکر اور عمر ایک جان کی طرح ہیں، جو شخص ہم سب سے محبت رکھے گا وہ ہماری محبت سے نفع پائے گا اور جس نے ہمارے درمیان محبت میں فرق کیا، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

سُنَّةُ الأحبَابِ وَاحدة" فَإذا أحببت فاستنن

دوستوں کا طریقہ ایک ہوتا ہے لہٰذا جب تم محبت رکھتے ہو تو اہل محبت اہل سنت کے راستے پر چلو۔

اور میں نے اس سلسلے میں کہا ہے۔

يَحقُّ لكم ياأهل بَيت مُحمدٍ مُوالاةُ صِدّيق النَّبي أبي بكرِ

اے رسول اللہ کے اہل بیت! تمہارے لئے نبی اکرم ﷺ کے صدیق کو دوست رکھنا حق ہے۔

وَتقديمُه حَقّاًلتقديم جَدّكُم　　وَتَفْضيله للسبَّقِ وَالوَقْرِ في الصَّدرِ

اور انہیں برحق مقدم جاننا آپ کے لائق ہے کیونکہ آپ کے جد امجد نے انہیں مقدم قرار دیا ہے، نیز ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں افضل ماننا اور دل سے انکی تعظیم وتوقیر کرنا۔

فمن لم يَكُنْ في وَصفهِ مَاذَكرتُهُ　　فَسُحقاًلَه عن مَوردِ الحَوضِ في الحَشرِ

اور جو میری بیان کردہ صفات کا حامل نہیں ہے تو میدانِ محشر میں اسے حوض پر حاضر ہونے سے روک دیا جائے گا۔

## باب (۷)

اس شخص کی سزا جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مرتبے کو کم کرے اور اسے جو بھی سزا ملے وہ اس سزا کا حق دار ہے

ہمیں خبر دی یوسف بن محمود صوفی نے، انہیں خبر دی احمد بن محمد صوفی نے، انہیں خبر دی حافظ ابوعلی احمد بن محمد نے، انہیں خبر دی یوسف بن محمد صوفی نے، انہیں خبر دی علی بن بشران نے، انہیں خبر دی حسین بن صفوان نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن عُبَید نے، انہیں خبر دی احمد بن ابی احمد نے، انہوں نے روایت کی ابوبکر بن محمد بن مغیرہ سے، انہیں بیان کیا علی بن محمد بن سمان نے کہ میں نے رضوان السمان کو بیان کرتے ہوئے سُنا: کہ ایک شخص میرے گھر اور بازار کا پڑوسی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

میرے اور اس کے درمیان اس سلسلے میں بہت بات چیت ہوتی رہتی تھی، ایک دن اس شخص نے میرے سامنے شیخین کریمین کو گالیاں دیں، میرے اور اس کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی، یہاں تک کہ ہم گتھم گتھا ہوگئے، میں جب گھر آیا تو پریشان اور غمگین تھا اور اپنے آپ کو کوس رہا تھا، میں نے اسی صدمے کی وجہ سے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور سو گیا، اسی رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! فلاں شخص میرے گھر اور بازار کا پڑوسی ہے وہ آپ کے صحابۂ کرام کو گالیاں دیتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کن صحابہ کو گالیاں دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چھری لو اور اِس کے ساتھ اُس کو ذبح کردو۔

رضوان السمان کا بیان ہے کہ میں نے وہ چھری لی اُس شخص کو لٹایا اور ذبح کردیا، مجھے یوں محسوس ہوا کہ اس کا خون میرے ہاتھ کو بھی لگ گیا ہے، میں نے چھری تو رکھ دی اور

اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا۔

میں بیدار ہوا تو اس کے گھر کی طرف سے چیخ و پکار کی آواز آ رہی تھی۔

میں نے کہا: دیکھو یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟

مجھے بتایا گیا کہ فلاں شخص اچانک مر گیا ہے جب صبح ہوئی تو میں نے اسے جا کر دیکھا تو ذبح کی جگہ ایک لکیر دکھائی دی (یہ وہی جگہ تھی جہاں رضوان نے صاف کرنے کے لئے ہاتھ زمین پر رگڑا تھا)(۱)

ہمیں خبر دی ہمارے شیخ، مفتی المسلمین، امام ابوالحسن علی بن ابوالفضل ھبۃ اللہ شافعی نے، انہیں خبر دی امام ابوطاہر احمد بن محمد الحافظ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالنصر احمد بن محمد بن علوان تاجر آمدی کو ضُمَیر میں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے یحیی بن عطاف کو موصل میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے دمشق کے ایک بزرگ کو بیان کرتے ہوئے سنا، جو حجاز مقدس میں دو سال مقیم رہے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں ایک قحط والے سال میں مدینہ منورہ مقیم رہا، ایک دن میں آٹا خریدنے بازار گیا، دکاندار نے مجھ سے رقم لے لی اور کہنے لگا پہلے شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر لعنت بھیجو تب تمہیں آٹا دوں گا، میں اس کے لئے تیار نہیں ہوا، اس نے بار بار اپنا مطالبہ دہرایا اور ساتھ ساتھ ہنستا جاتا تھا، یہاں تک کہ میں نے تنگ آ کر کہا: جو اُن پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُس پر لعنت کرے۔

اس نے میری آنکھ پر زناٹے دار تھپڑ مار دیا، میں پلٹ کر مسجد نبوی شریف کی طرف چلا آیا میری آنکھ سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے، میرا ایک عابد و زاہد دوست میافارقین کا رہنے والا کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھا، اس نے میرا حال پوچھا تو میں نے اسے واقعہ بیان کر دیا، وہ مجھے ساتھ لے کر روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا،

---

(۱) یہ واقعہ حافظ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ ''المنامات'' میں بیان کیا ص ۱۳۵ نمبر (۲۱۹)

یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، ہم بحیثیت مظلوم آپ کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے ہیں، آپ ظالم سے ہمارا بدلہ لیں، اور بہت گریہ وزاری کی، اس کے بعد ہم واپس آ گئے جب ہر سُو رات کا اندھیرا چھا گیا تو میں سو گیا، اور صبح ہوئی تو میری آنکھ اتنی صحیح تھی گویا اسے کوئی چوٹ لگی ہی نہیں تھی، پھر ایک گھڑی نہیں گزری تھی کہ ایک برقع پوش شخص میرے بارے میں دریافت کرتا ہوا آیا، کسی نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے معاف کر دو، میں وہی شخص ہوں جس نے کل تمہیں تھپڑ مارا تھا میں نے اسے کہا کہ اِس طرح معاف نہیں کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ واقعہ کیا پیش آیا ہے؟

اس نے کہا: میں رات کو سویا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، حضور ﷺ تشریف لا رہے تھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا السلام علیکم! حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی عطا نہ فرمائے، اور نہ ہی تجھ سے راضی ہو، کیا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو شیخین پر لعنت بھیج، اور انہوں نے دو انگلیاں میری آنکھوں میں ماریں اور دونوں کو ضائع کر دیا، اس کے بعد میں بیدار ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا جرم معاف کر دیں۔

میں نے جب اس کی بات سنی تو کہا: جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

راوی ابونصر کہتے ہیں کہ پھر دمشق کے وہ شیخ ہمارے پاس موصل آئے تو یحیٰی بن عطاف نے مجھے ان کی نشاندہی کی، میں نے ان سے جا کر پوچھا تو انہوں نے یہ واقعہ اِسی طرح بیان کیا جس طرح اس سے پہلے بیان ہوا، وہ دین دار اور نیک بزرگ تھے۔

اس باب کی پہلی سند میں تیسرے راوی ہیں ابوعلی احمد بن محمد حافظ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک دفعہ ابونُمیرہ نے بیان کیا، نیز ابوعبداللہ حسین بن طالب بزار نے بیان کیا اسی

طرح بغداد میں بعض رئیس فضلاء نے بیان کیا، یہ ابوعلی محمد بن سعید بن ابراہیم بن نبھان کے نام سے معروف تھے اور ان کو ابوعلی بن شاذان سے سماع تھا، راویوں کے الفاظ مختلف تھے لیکن مطلب ایک تھا۔

ان سب حضرات نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا، امیر مقلد نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا: تم حج کے لئے جانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں کہنے لگا جب تم حج کر کے مدینہ منورہ جاؤ، تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ اگر آپ کے یہ دو ساتھی آپ کے ساتھ نہ ہوتے تو میں بھی آپ کی زیارت کرتا۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے حج کیا، پھر مدینہ منورہ حاضر ہوا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر وہ پیغام پیش نہ کر سکا۔

رات کو سویا تو نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تم نے مقلّد کا پیغام کیوں نہیں پیش کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کی تعظیم کے پیش نظر آپ کے صاحبین کے بارے میں وہ الفاظ پیش نہیں کیے، آپ نے سر مبارک اٹھا کر ایک شخص کو حکم دیا جو کھڑا ہوا تھا: یہ استرہ لے جاؤ اور اِس کے ساتھ اُسے ذبح کر دو۔

واپس عراق پہنچا تو میں نے سنا کہ امیر کو اس کے بستر پر ذبح کر دیا گیا۔

جب میں اپنے شہر آیا تو امیر کے بارے میں دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ اسے اس کے بستر پر ذبح کر دیا گیا تھا۔(۱)

---

(۱) امام ابنِ خلکان نے ''وفیات الاعیان'' ۵/۲۶۳ میں بیان کیا کہ امیر ایک ترکی غلام کے ہاتھوں ۳۷۱ھ میں قتل کیا گیا، اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس ترکی نے امیر کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اس نے حج پر جانے والے شخص کو کہا تھا کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو تو وہاں ٹھہر کر میری طرف سے یہ عرض کرنا کہ اگر آپ کے یہ دو صاحب نہ ہوتے تو میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

میں نے یہ خواب لوگوں کو بتایا تو اس کی بڑی تشہیر ہوگئی، یہاں تک کہ اس کی اطلاع امیر قرواش بن میسّب کو ہوگئی، اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ واقعہ تفصیل سے بیان کرو، میں نے بیان کر دیا، تو اس نے کہا: کیا تم اس اُسترے کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے اُستروں سے بھرا ہوا تھال میرے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ وہ اُسترہ بتاؤ جو تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیکھا تھا، میں نے وہی استرہ پکڑا جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دیکھا تھا، اور آپ نے اُس شخص کو دیا تھا، امیر نے کہا: تم نے سچ کہا، یہی وہ اُسترا ہے جو اس کے سر کے پاس ملا تھا جس سے وہ ذبح کیا گیا تھا۔

گزشتہ سند کے ساتھ جو ابو طاہر حافظ احمد بن محمد تک پہنچتی ہے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ابو بکر محمد بن عبداللہ بن ابان الھیتی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد عبداللہ بن محمد فقیہ حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ مکہ معظمہ جانے والوں کی ایک جماعت دوران سال راستے میں جمع ہوگئی، ان میں سے ایک شخص بہت نمازیں پڑھتا تھا، وہ فوت ہوگیا اس کے دفن کے مسئلے نے ساتھیوں کو پریشان کر دیا، انہیں جنگل میں ایک خیمہ دکھائی دیا، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس میں ایک بڑھیا موجود ہے، اور اس کے پاس ایک کدال بھی موجود ہے، ان حضرات نے درخواست کی کہ کدال ہمیں دے دیں۔

اس عورت نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرو کہ یہ کدال واپس دے دو گے، بڑھیا نے جو عہد و پیمان مانگا ہم نے اسے دے دیا اور کدال کے ساتھ قبر کھود کر میت کو اس میں دفن کر دیا، سوء اتفاق کہ کدال قبر ہی میں بھول گئے، اس کے ساتھ ہی انہیں بڑھیا سے کیا ہوا معاہدہ یاد آ گیا، بامر مجبوری انہوں نے قبر کھولی اور یہ دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ وہ کدال ایک طوق بن چکا تھا جس نے اس کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ جکڑ رکھا تھا، انہوں نے قبر کو بند کر دیا اور جا کر بڑھیا کو پورا ماجرا سنا دیا۔

بڑھیا نے کہا: لا الٰہ الا اللہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

تھی، آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کدال کو سنبھال کر رکھنا کہ یہ ایک ایسے شخص کی گردن کا طوق ہے جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمن بن علی قرشی نے، انہیں خبر دی ابوالفضل محمد بن یوسف بن علی غزنوی نے، انہیں دو بزرگوں نے خبر دی (۱) ابوعبداللہ حسین بن حسن بن عبداللہ مقدسی (۲) قاضی ابوالفضل محمد بن عمر بن یوسف اُرْمَوِی، ان دونوں کو خبر دی شیخ ابوالقاسم علی بن احمد بن علی بسری البُندار نے، اُن دونوں بزرگوں نے ان کے پاس یہ واقعہ پڑھا انہیں خبر اور اجازت دی ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان فقیہ نے، انہیں خبر دی ابوعمر غلام ثعلب نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن ابوالطیّب مؤدّب آلِ حمّاد نے، انہیں خبر دی ابومحمد خُراسانی نے، کہ ہمارے ہاں خراسان کا ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک خادم بڑا عبادت گزار تھا، ایک سال وہ خادم حج کے لئے تیار ہوا تو اس نے اپنے آقا سے سفر حج کی اجازت طلب کی، اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

خادم نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے لئے تم سے اجازت طلب کی ہے، مہربانی کر کے مجھے اجازت دے دو، اس نے کہا کہ اس شرط پر اجازت دوں گا کہ تم میرا ایک کام کرنے کی ذمہ داری لو۔ اگر ذمہ داری لیتے ہو تو اجازت دوں گا ورنہ نہیں۔ خادم نے کہا: بتاؤ کیا کام ہے؟ کہنے لگا: میں تیرے ساتھ کچھ مرد کچھ خادم کچھ اونٹنیاں اور باربرداری کے جانور بھیجوں گا، جب تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر انور پر پہنچے تو کہنا: یارسول اللہ! میرا آقا یہ کہتا ہے کہ یہ جو دو آپ کے ساتھ محو استراحت ہیں (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں ان سے بری اور بیزار ہوں۔ میں نے کہا مجھے منظور ہے اور جو کچھ میرے دل میں تھا وہ میرے رب کے علم میں تھا۔

پھر ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، میں پہلی فرصت میں سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ

اقدس پر حاضر ہوا، صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا، مارے شرم کے وہ ناشائستہ پیغام عرض نہ کرسکا جو شاہِ خراسان نے دیا تھا۔

اُس خادم کا بیان ہے کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا اور میں روضۂ اقدس کے سامنے مسجد میں سوگیا، میں نے خواب میں دیکھا جیسے روضۂ اقدس کی دیوار پھٹ گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے سبز کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے اور کستوری کی خوشبو آپ کے جسم اقدس سے مہک رہی تھی، حضرت ابوبکر صدیق آپ کی دائیں جانب تھے انہوں نے بھی سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے حضرت عمر فاروق آپ کی بائیں جانب تھے ان کے کپڑے بھی سبز تھے، مجھے یوں معلوم ہوا جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہو: او عقل مند تو پیغام کیوں نہیں دیتا؟

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی بنا پر سروقد کھڑا ہوگیا اور عرض کیا: یارسول اللہ آپ کے ساتھ آرام کرنے والے دو حضرات کے بارے میں میرے آقا نے جو الفاظ کہے تھے وہ عرض کرتے ہوئے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا: جان لے کہ تو ان شاء اللہ حج کر کے صحیح سالم خراسان پہنچ جائے گا جب تو وہاں پہنچے تو اسے کہنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور میں اس شخص سے بری اور بیزار ہیں جو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے بیزار ہو، کیا تو سمجھ گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھ گیا ہوں۔

پھر فرمایا: یہ بھی جان لے کہ تمہارے اس شخص کے پاس پہنچنے کے چوتھے دن وہ مر جائے گا، کیا سمجھ گئے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! پھر فرمایا: مرنے سے پہلے اس کے چہرے پر ایک پھنسی نکلے گی، کیا سمجھ گئے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ!

میں بیدار ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم او

آپ کے پہلو میں محو استراحت دو خلفاء کی زیارت نصیب فرمائی اور اس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مجھے پیغام پیش نہیں کرنا پڑا۔

خادم نے بیان کیا کہ پھر میں نے حج کیا اور صحیح سالم واپس خراسان پہنچ گیا، میں بہترین قسم کے تحفے لے کر آیا تھا جو بادشاہ اور دوسرے لوگوں کو پیش کیے، دو دن تو میرا آقا خاموش رہا۔ تیسرے دن کہنے لگا کہ میرا کام کیا تھا یا نہیں؟ میں نے کہا: وہ ہو گیا، میں نے پوچھا آپ اس کا جواب سننا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا بتاؤ۔ میں نے اسے پورا واقعہ سنا دیا، جب میں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر پہنچا کہ ''اللہ تعالیٰ اور میں اس سے بری ہیں جو ابوبکر اور عمر سے بری ہے'' تو اس نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا: ہم ان سے بری وہ ہم سے بری، چلو جان چھوٹی۔ میں نے دل میں کہا: او دشمن خدا! تو عنقریب جان لے گا۔

میری آمد کے چوتھے دن اس کے چہرے پر ایک پھنسی نکل آئی جو اس کے لئے تکلیف کا باعث بن گئی، ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے ہم اس کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔

میں نے ابو العباس سبتی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں ایک عمر رسیدہ بزرگ نے بیان کیا کہ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد (۱) میں تھا، یہ مصریوں کی حکومت کا آخری دور تھا، ہم ایک نماز پڑھ رہے تھے، غالباً فجر کی نماز تھی میں نے جامع مسجد

---

(۱) فروری ۲۰۰۴ میں راقم کو دوسری دفعہ قاہرہ مصر جانے کا اتفاق ہوا، اس دفعہ میں نے احباب سے تقاضا کیا کہ حضرت عمرو بن عاص فاتح مصر کی مسجد کی زیارت کیلئے لے چلیں، مسجد بڑی عالیشان اور بڑی وسیع ہے، مسجد کے ہال میں جنوب مغربی کونے میں ایک کمرہ سا بنا ہوا ہے، لکڑی کی جالیاں شمال اور مشرق کی طرف لگی ہوئی ہیں، احباب نے بتایا کہ اس جگہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کثیر الروایہ صحابی کا مزار تھا جو غائب کر دیا گیا ہے اندر ہموار زمین پر دری بچھی ہوئی تھی اور باہر کتبہ رکھا ہوا تھا کہ جو شخص یہ کہے کہ یہاں کوئی قبر تھی یا کنواں تھا وہ جھوٹ کہتا ہے، معلوم ہوا کہ اس مسجد پر نجدی ذہن رکھنے والوں کا قبضہ ہے، حالانکہ قاہرہ میں سادات کرام اور دوسرے بزرگوں کے اونچے اونچے مزارات پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور مصریوں کی اکثریت مزارات صحابہ و اولیاء و علماء کی تعظیم کی قائل ہے۔ ۱۲ اشرف قادری

کے صحن میں کچھ شور سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اکٹھے ہو گئے، دیکھا کہ ایک شخص کو کسی نے ذبح کر دیا ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے اسے ذبح کیا ہے، میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس شخص کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا، سلطان نے اس سے پوچھا کیا قصہ ہے؟ اس شخص نے کہا: میں نے اسے قتل کیا ہے، سلطان نے حکم دیا کہ قاتل کو قید کر دیا جائے اور مقتول کو دفن کر دیا جائے۔

جب اس کے لئے قبر کھودی گئی تو اس میں سانپ موجود تھا، دوسری جگہ پھر تیسری جگہ کھودی گئی ہر جگہ سانپ موجود تھا چنانچہ تیسری قبر میں اسے دفن کر دیا گیا۔ (۱)

آیندہ واقعہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''مُجابِی الدعوۃ'' میں بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ابوالفضائل شافعی نے، انہوں نے روایت کی شُہدَہ بنت احمد سے، انہیں خبر دی طِراد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، انہیں خبر دی ابوعلی بن صفوان نے انہیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے، انہیں خبر دی سوید بن سعید نے، وہ روایت کرتے ہیں ابوالمحیّاۃ تیمی سے، انہوں نے عَلّہ کے مؤذن سے۔

عَلّہ کے مؤذن نے بیان کیا کہ میں اور میرے چچا مکران کی طرف روانہ ہوئے ہمارے ساتھ ایک مؤذن تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، ہم نے اسے بہت منع کیا، لیکن وہ باز نہ آیا۔ ہم نے اسے کہا کہ تو ہم سے الگ ہو جا، وہ ہم سے الگ ہو گیا، اور جب ہمارے سفر کا وقت قریب ہوا تو ہم نادم ہوئے، ہم نے سوچا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کوفہ واپسی تک اسے اپنے ساتھ رکھتے، ہم نے اس کے

---

(۱) ص ۵۸ نمبر (۶۹)

غلام سے ملاقات کی اور اسے کہا کہ اپنے آقا کو کہو کہ ہمارے پاس واپس آجائے۔اس نے کہا:اسے تو بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے،اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں جیسے ہو گئے ہیں[1] (نعوذ باللّٰہ تعالیٰ من قھرہ وغضبہ) ہم اس کے پاس گئے اور اسے کہا کہ ہمارے پاس واپس آجا،اس نے کہا مجھے تو بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے،اس نے اپنے دونوں بازو ہمارے سامنے کردیئے،ہم نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ واقعی خنزیر جیسے ہیں۔

راوی کہتے ہیں ہم ساتھ رہے،یہاں تک کہ ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں خنزیر بکثرت تھے،جب اس شخص نے خنزیروں کو دیکھا تو ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جگہ سے اُچھلا،اب وہ پورا خنزیر بن چکا تھا،اور بھاگ گیا،ہم اس کا غلام اور سامان کوفہ لے آئے۔

اسی سند کے ساتھ اَبُو اَلمُحَیَاۃ سے روایت ہے،کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر پر روانہ ہوئے،ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا تھا ہم نے اسے بہت منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔

وہ کسی حاجت سے باہر نکلا تو اس پر بھڑوں نے حملہ کردیا،اس نے فریاد کی اور مدد کے لئے پکارا،ہم اس کی امداد کے لئے پہنچے تو بھڑوں نے ہم پر بھی حملہ کردیا،یہاں تک کہ ہم نے اسے مجبوراً اس کے حال پر چھوڑ دیا،بھڑوں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اسے ہلاک نہیں کردیا۔(۲)

ہمیں دو بزرگ اماموں نے خبر دی (۱) زکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری انہوں نے اجازت بھی دی (۲) رشیدالدین ابوالحسین یحیی بن علی قرشی،ان سے یہ واقعہ سنا،انہیں خبر دی قاضی،متبحر فقیہ،جمال الدین ابوطالب احمد بن القاضی المکین ابوالفضل

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی پناہ اس کے قہر وغضب سے۔

(۲) ”مجابی الدعوۃ“ ص ۵۹ نمبر (۷۰)

عبداللہ بن ابی علی حسین بن حدید کنانی نے (سماعًا) انہیں خبر دی حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن
احمد بن ابراھیم سلفی نے، انہیں خبر دی شیخ ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار نے، انہیں خبر دی
عبدالعزیز نے انہیں خبر دی ابوبکر المفید نے انہیں خبر دی احمد بن عبدالاعلی اخباری نے،
انہیں خبر دی صالح بن عبیداللہ قرشی نے، انہیں خبر دی ابن عبیداللہ بن سلیمان نے انہوں
نے روایت کی شہر بن حوشب سے۔

حضرت شہر بن حوشب نے فرمایا کہ میں شہر کے باہر کھلے میدان میں جنازوں پر
نماز پڑھنے کے لئے نکل جاتا تھا اور جب مجھے اندازہ ہوجاتا کہ اب کوئی جنازہ نہیں آئے گا
تو میں واپس آجاتا تھا۔

ایک دن میں نکلا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں
دونوں نے اُون کا لباس پہنا ہوا تھا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا، میں نے
انہیں چھڑانے کے لئے مداخلت کی اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کپڑے تو نیک او
شریف لوگوں کے پہن رکھے ہیں، لیکن تمہارے کام شریر لوگوں کے ہیں۔

جس شخص نے دوسرے کو زخمی کیا تھا وہ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو، تمہیں معلوم نہیں کہ
کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: کیا کہتا ہے؟ کہنے لگا: یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب
لوگوں سے افضل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لانے کے بعد معاذ اللہ کافر ہو گئے تھے، اسلام سے
برگشتہ ہو گئے تھے، اور انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی نیز یہ شخص تقدیر کا انکار کرتا ہے او
خارجیوں والا عقیدہ رکھتا ہے، اور دین میں راہِ بدعت نکالتا ہے میں نے دوسرے شخص سے
پوچھا کہ کیا واقعی تیرے عقائد یہی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے اس کے ساتھی کو کہا اسے
چھوڑ دو، کیونکہ تیرا اور اس کا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے، اس نے کہا میں اسے نہیں چھوڑوں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرما دے۔

میں نے کہا کیسے فیصلہ فرمادے، نبی اکرم ﷺ رحلت فرما گئے ہیں اور سلسلہ وحی منقطع ہو چکا ہے۔ اس نے قریب ہی واقع حمام کے آتش دان کی طرف دیکھا، جسے اس کے مالک نے سلگا رکھا تھا اور اس کا دروازہ بند کرنے والا تھا، شخص مذکور نے کہا کہ ہم دونوں اس آتش دان میں داخل ہوں گے، ہم میں سے جو حق پر ہوگا وہ بچ جائے گا۔ اور جو باطل پر ہوگا جل جائے گا۔

میں نے دوسرے شخص سے پوچھا کہ تو بھی اس کے لئے تیار ہے، اس نے کہا ہاں! دونوں آتش دان کے مالک کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آتش دان کا دروازہ بند نہ کرنا ہم اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں، اس نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا، لیکن ان دونوں نے کہا کہ ہم اس میں داخل ہو کر رہیں گے، مالک نے کہا وجہ کیا ہے؟ اور تم آگ میں جانے کیلئے کیوں بیقرار ہو؟ انہوں نے پورا واقعہ بیان کر دیا، اس نے پھر انہیں اس حرکت سے منع کیا، لیکن وہ نہیں مانے۔ سنّی نے بدعتی کو کہا: میں پہلے داخل ہوں یا تم پہلے داخل ہو گے؟ اس نے کہا پہلے تم داخل ہو۔ سنّی آگے بڑھا اس نے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق حمد و ثنا کی اور دعا مانگی: بارالٰہا! تو جانتا ہے کہ میرا دین اور عقیدہ یہ ہے کہ تیرے رسول مکرم ﷺ کے بعد سب انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے تیرے رسول کی امداد کی اور جان و مال کے ساتھ آپ کی خدمت کی اور نصرت یوں کی کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے، آپ کے پروگرام کی تکمیل کیلئے دست و بازو بنے اور تیرے حبیب ﷺ اور جو کچھ آپ لائے اس پر ایمان لائے، ان کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا جسے ثانی اثنین (۱) کہا جا سکے، جب وہ غار میں تھے، جب تیرے حبیب اپنے صاحب کو فرما رہے تھے: غمگین نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اسی طرح ان کے دوسرے فضائل بیان کئے۔

---

(۱) قرآن پاک میں ثانی اثنین نبی اکرم ﷺ کی صفت ہے، کیونکہ اس سے پہلے اذ اخرجہ الذین کفروا میں اخرجہ کی ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے، حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

ع ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا ۱۲ اشرف قادری

پھر حضرت عمر فاروق افضل ہیں جن کے ذریعے تو نے اسلام کو عزت بخشی اور ان کے ذریعے حق و باطل میں فرق کیا، پھر عثمان غنی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے شوہر ہیں، جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی تمہارے نکاح میں دے دیتے، وہی ہیں جنہوں نے جیش عُسرت کو (غزوۂ تبوک کے موقع پر) تیار کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے حکم پر درپیش معاملات میں ذمہ داری نبھائی تھی، اس کے علاوہ دیگر فضائل بیان کئے۔ ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب ہیں جو تیرے رسول ﷺ کے چچا کے بیٹے اور آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کے شریک حیات، تمام مخلوق میں آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز اور آپ کے دونواسوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد اور رسول اللہ ﷺ کی پریشانیوں کو دور کرنے والے ہیں اور ایسے ہی دیگر فضائل بیان کئے۔

اور میں اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہوں اور ہر اس چیز پر میرا ایمان ہے جس کا تیرے رسول ﷺ نے حکم دیا، اور جس سے منع فرمایا، میرا وہ عقیدہ نہیں ہے جو خوارج کا ہے، میں قبروں میں سے اٹھائے جانے اور میدان محشر کی طرف چلائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں، تو حق ہے اور بیان فرمانے والا ہے، تیری مثل کوئی شے نہیں، تو ہی اہل قبور کو اٹھائے گا، میں سلف صالحین کی پیروی کرتا ہوں اور راہِ بدعت اختیار نہیں کرتا۔

پھر کہا: اے اللہ یہ میرا دین اور عقیدہ ہے، اگر میں حق پر ہوں تو اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈا فرما دے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اسے ٹھنڈا کیا تھا، تو مجھ سے اس کی تپش کے شعلوں اور اذیت کو اپنی قوت اور قدرت سے پھیر دے، کیونکہ میں یہ کام تیرے دین کی غیرت کی بنا پر کر رہا ہوں اور جو کچھ تیرے رسول گرامی ﷺ لائے اس کی حمایت کی بنا پر کر رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔

پھر وہ آتش دان میں داخل ہو گیا۔

اس کے بعد بدعتی آگے بڑھا اس نے سُنّی کی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہنے لگا: میرا دین یہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد سب سے افضل انسان علی بن ابی طالب ہیں، پھر سُنّی کی طرح ان کے فضائل بیان کیے اور کہا کہ میں ان کے علاوہ کسی کا حق نہیں جانتا، کیونکہ ابوبکر اسلام کے بعد کافر ہو گئے تھے، انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی، دین سے برگشتہ ہو گئے تھے، اسی طرح عمر، پھر اُس بدعت کا ذکر کیا جس کا وہ قائل تھا اور اس چیز کا ذکر کیا جس کی وہ تکذیب کرتا تھا۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے اور ویسے ہی الفاظ کہے جیسے سُنّی نے کہے تھے۔

اور آگ میں داخل ہو گیا، آتش دان کے مالک نے دروازہ بند کر دیا اور یہ سوچ کر چل دیا کہ دونوں جل کر راکھ ہو جائیں گے اور یہ کہ ان دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (اور خودکشی کی ہے) شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا رہا میں ان دونوں کا فیصلہ سامنے آنے سے پہلے جانا نہیں چاہتا تھا۔

میں ایک سائے سے دوسرے سائے کی طرف منتقل ہوتا رہا، لیکن میری آنکھیں بدستور آتش دان کی طرف لگی ہوئی تھیں، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، اچانک دروازہ کھلا اور سُنّی باہر نکلا اس کی پیشانی پسینے سے تر تھی، میں اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کا منہ چوما، اس کے بعد پوچھا تم کس طرح رہے؟

اس نے کہا: خیریت کے ساتھ رہا، مجھے ایسی نشست گاہ تک پہنچا دیا گیا جہاں طرح طرح کے قالین بچھے ہوئے تھے اور اس میں قسما قسم کے پھول تھے اور خُدّام تھے، مجھے ایک قالین پر سُلا دیا گیا، میں اِس وقت تک وہاں سوتا رہا، یہاں تک کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا: اٹھو، تمہارے اِس جگہ سے جانے کا وقت ہو چکا ہے،

نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے، اٹھو اور نماز پڑھو، چنانچہ میں باہر نکل آیا، میں نے اُس سُنّی کو کہا کہ تھوڑی دیر یہیں ٹھرو، اور آتش دان کے مالک کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا، وہ آیا تو اس کے پاس لوہے کی کنڈی تھی، وہ بدعتی کو تلاش کرتا رہا، یہاں تک کہ کنڈی اسکے جسم کے کسی حصے پر لگی، اس نے اس کو کھینچ کر نکالا جو جل کر کوئلہ ہو چکا تھا، صرف اس کی پیشانی باقی تھی وہ سفید تھی اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں جنہیں ہر آنے جانے والا پڑھ سکتا تھا۔

اُس کی پیشانی پر لکھا تھا:

یہ وہ بندہ ہے جس نے بغاوت کی اور حدّ سے تجاوز کیا اور

ابوبکر و عمر کا انکار کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے

لوگوں نے تین دن تک اپنی دکانیں بند رکھیں، کسی نے دکان نہیں کھولی، لوگ باری باری آتے اور اس شخص کو دیکھتے، سُنّی سے اس کی داستان سنتے، چار ہزار افراد نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینے سے توبہ کی۔

⊙

## باب (۸)

**ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی پناہ لی اور اپنی تکلیف اور فقر و فاقہ کی شکایت کی اور آپ سے استغاثہ کیا۔**

ہمیں خبر دی مصر کے فقیہ اور مفتی ابوالحسن علی بن ھبۃ اللہ شافعی نے، انہیں خبر دی فخر النساء شُھدہ بنت ابی نصر نے، انہیں کہا گیا کہ آپ کو خبر دی نقیب طراد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے، انہیں خبر دی ابوعلی حسن بن صفوان نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن عبید نے، انہیں خبر دی محمد بن حسین نے، انہیں خبر دی ابوالمصعب مطرف نے، انہیں خبر دی منکدر بن محمد نے۔

حضرت منکدر بن محمد فرماتے ہیں کہ یمن کے ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسّی دینار بطور امانت رکھے اور خود جہاد پر روانہ ہو گیا، جاتے ہوئے کہہ گیا کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ یہ دینار خرچ کر سکتے ہیں، جب میں واپس آؤں گا تو لے لوں گا۔

اس شخص کے جانے کے بعد اہل مدینہ سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گئے۔

میرے والد نے وہ دینار نکالے اور تقسیم کر دیے۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ شخص واپس آ گیا اور اس نے مطالبہ کیا کہ میرا مال مجھے دے دیں، میرے والد نے کہا: کل آنا۔

میرے والد نے ساری رات مسجد نبوی شریف میں گزاری، وہ کبھی رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس کی پناہ لیتے، کبھی آپ کے منبر شریف کے پاس حاضر ہو کر دعا مانگتے، یہاں تک کہ صبح کے آثار نمودار ہو گئے، اچانک اندھیرے میں ایک شخص نے کہا: محمد! یہ لو، میرے والد نے ہاتھ بڑھایا، اس نے ایک تھیلی دی جس میں اسّی دینار تھے۔

صبح جا کر میرے والد نے اس شخص کو ادا کر دیے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ھبۃ اللہ نے انہیں خبر دی ابوطاہر سلفی نے، انہیں

خبر دی سید ابوعلی محمد بن محمد بن عبدالعزیز بن مہتدی عدل نے، انہیں خبر دی ان کے والد ابوالفضل محمد نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے استاذ القراء ابوالقاسم عبیداللہ بن منصور نے بیان کیا: کہ میرے والد ہفتے کے دوران مجھ سے قرض لیتے رہتے تھے، ان کے ذمہ کبھی سو (درہم یا جو بھی اس جگہ کا سکہ تھا) اور کبھی اس سے زیادہ بھی ہو جاتے تھے، وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ میں ہفتے کے دن یہ رقم ادا کر دوں گا، اور انہوں نے کئی دفعہ ایسا کیا بھی سہی۔

میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کے پاس یہ رقم کہاں سے آجاتی ہے؟

تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے: میں جتنے بھی ختم کرتا ہوں وہ سب جمعہ کی رات اکٹھے کر کے ان کا ثواب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہوں اور عرض کرتا ہوں: یارسول اللہ! میرے ذمہ قرض ہے، مجھے ہفتے کے دن اتنی رقم مل جاتی ہے کہ میں قرض ادا کر دیتا ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ وہ رقم کہاں سے آتی ہے۔

میں نے یوسف بن علی کو بیان کرتے ہوئے سنا جو رسول اللہ ﷺ کے حرم میں معتکف تھے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ پر بہت سارا قرض چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں نے مدینہ منورہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں فریاد کی۔

مجھے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو مقرر کر دیا اس نے میرا قرض ادا کر دیا۔

میں نے ابوعلی ناصر بن موفق سُلَمی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے ام فاطمہ نے بیان کیا کہ وہ جب نبی اکرم ﷺ کے شہر مدینہ میں پہنچیں تو ان کا پاؤں سوج گیا، اور وہ چلنے پھرنے سے معذور اور اپاہج ہو کر رہ گئیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس کے گرد پھرتی تھیں اور کہتی تھیں: اے میرے حبیب! اے اللہ کے رسول! بے شک دوسرے لوگ چلے گئے ہیں اور میں پیچھے رہ گئی ہوں، چل پھر بھی نہیں سکتی، اب یا تو اپنے گھر والوں کے پاس

پہنچ جاؤں یا پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔

ام فاطمہ اسی حال میں روضۂ اقدس پر حاضر تھیں کہ تین نوجوان عرب آئے وہ کہہ رہے تھے کہ کون مکہ معظمہ جانا چاہتا ہے؟

اس عورت نے جلدی سے ان کے پاس جا کر کہا: میں جانا چاہتی ہوں، ان میں سے ایک نے کہا: اٹھ کر کھڑی ہو جا، میں نے کہا: میں تو کھڑی نہیں ہو سکتی، اُس جوان نے کہا: اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے پاؤں پھیلایا تو وہ پاؤں دیکھ کر کہنے لگا: ہاں یہی ہے، انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لیا، اونٹ کے کجاوے پر سوار کیا اور مکہ معظمہ لے آئے۔ ان میں سے ایک جوان سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے حکم دیا کہ اِس معذور عورت کو اپنے ساتھ لے جاؤ، اِس کے پاؤں میں تکلیف ہے، اور اِسے مکہ معظمہ پہنچا دو، یہ بہت دیر سے ہماری بارگاہ میں فریاد کر رہی ہے۔

اس خاتون نے بتایا کہ میں بہترین حالت میں مکہ معظمہ پہنچی، میرا پاؤں بھی درست ہو گیا، اور مجھے کوئی دشواری بھی پیش نہیں آئی، یہاں تک کہ میں اسکندریہ (مصر) پہنچ گئی۔ (الفاظ یہی تھے یا کچھ اور لیکن مطلب یہی تھا)

میں نے عبدالعظیم بن علی دُکالی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم دُکالہ کے دس افراد رسول اللہ ﷺ کے شہرِ مدینہ میں حاضر تھے اور سب کے سب فقیر تھے، جب ہم نے آخری بار نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی دعوت میں سے ہمارے پاس کوئی زادِ راہ نہیں ہے، جسے لے کر ہم اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت میں حاضر ہوں، جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک فقیر کو تین مصری دینار مل گئے، ہم ان سے فائدہ حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی برکت سے سیدنا خلیل علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔

اور میں نے یہ بھی ان ہی سے سنا کہ مجھے عبدالرحمن جزولی نے بیان کیا جو سیدی

شیخ ابو محمد صالح کے احباب میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہر سال میری آنکھ دکھنے لگتی تھی، جب میں نبی اکرم ﷺ کے شہر مدینہ میں حاضر ہوا تو میری آنکھ دکھنے لگی، میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

یارسول اللہ! میں آپ کی حفاظت میں ہوں، میری آنکھ دکھ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی، اسکے بعد نبی اکرم ﷺ کی برکت سے پھر مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

میں نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم رُندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسکندریہ کی سرحد پر بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے شہر مدینہ میں حاضر تھا، جب میں نے وہاں سے سفر کا ارادہ کیا تو اس وقت میرے ساتھ کچھ فقراء بھی تھے، میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بیس درہم چاہییں۔

مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے بیس درہم دے دیے۔

میں نے ابو موسیٰ عیسیٰ ابن سلامہ ابن سُلیم رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابو مروان عبد الملک بن حزب اللہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مؤذن تھا، وہ تین سال مدینہ منورہ میں مقیم رہا، اسی اثنا میں مدینہ منورہ میں قحط واقع ہو گیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، مجھے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے اپنی محتاجی کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: تم شام چلے جاؤ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی جدائی کیسے برداشت کروں؟ آپ نے فرمایا: تم شام چلے جاؤ، میں نے پھر وہی بات عرض کی تو فرمایا: تم شام چلے جاؤ، ہمارے جدامجد ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہو جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں شام چلا گیا، تو اس میں مجھے بہت سی برکتیں حاصل ہوئیں۔

میں نے ابو موسیٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ہمارے شیخ ابو الغیث

ربیع ماردینی مصحف شریف میں دیکھ کر قرآن پاک پڑھتے ہیں، حالانکہ انہوں نے لکھنے پڑھنے کی تعلیم حاصل نہیں کی، میرا ذہن اس بات کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا تھا۔

جب میں مکہ معظّمہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں مصحف شریف میں عمدہ قراءت کے ساتھ پڑھتا ہوا پایا، میں نے اُن سے اس کا سبب پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے شہر مدینہ طیبہ میں تھا، رات مسجد نبوی شریف میں گزارتا تھا، اس طرح مجھے تنہائی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع مل جاتا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی کہ میرے لئے مصحف شریف دیکھ کر قرآن پاک کا پڑھنا آسان بنا دے۔ انہوں نے بتایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا، مجھے نیند آ گئی اور خواب میں حضور سید عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا، آپ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرما لی ہے، تو مصحف شریف کھول اور قرآن پاک پڑھ۔

جب صبح ہوئی تو میں نے مصحف شریف کھولا اور قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا، اس طرح میں مصحف شریف میں دیکھ کر پڑھتا تھا، اور بعض اوقات کوئی آیت مجھ سے صحیح نہ پڑھی جاتی تو میں سو جاتا، خواب میں مجھے کوئی شخص دکھائی دیتا اور وہ کہتا کہ جو آیت تم صحیح نہیں پڑھ سکے وہ اس طرح ہے۔

میں نے سید شریف، فقیہ امام، عالم تقی الدین عبدالغنی بن ابی بکر بن عبداللہ حسنی نسباً اور شافعی مذہباً کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ اطلاع ملی کہ مصر کی پرانی مسجد میں قراءت کے بعض اساتذہ نے طلاق کی قسم کھائی کہ وہ اپنے قراءت کے کسی شاگرد کو باوجود اس کے کہ وہ مستحق ہو دس دینار کے بغیر اجازت نہیں دیں گے۔

اتفاق کی بات کہ ایک فقیر شخص نے ان سے قراءت پڑھی، جب تکمیل ہو گئی تو اس نے اجازت طلب کی، استاذ نے اسے اپنی قسم کے بارے میں بتایا کہ (میں دس دینار کے بغیر کسی مستحق کو بھی اجازت نہیں دوں گا) وہ بیچارہ فقیر بڑا پریشان ہوا، اس کے دوستوں نے

مل کر پانچ دینار جمع کیے اور اس درویش کو دے دیے، وہ یہ دینار لے کر استاذ کے پاس گیا،
لیکن استاذ نے قبول نہیں کیے (اور کہا کہ پورے دس دینار لاؤ)

درویش استاذ کے پاس سے نکلا، اس نے دیکھا کہ کجاوہ چکر لگا رہا ہے، درویش
نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ دینار صرف حج کے لئے خرچ کروں گا، اس نے ضرورت کی
چیزیں خریدیں اور روانہ ہو گیا، یہاں تک کہ مکہ معظمہ پہنچ گیا، وہاں حج اور عمرہ ادا کرنے کے
بعد مدینہ طیبہ کی طرف رانہ ہو گیا۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس پر پہنچا تو عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ!
پھر اس نے قرآن پاک کا دسواں حصہ سات اماموں کی قراءتوں کے مطابق پڑھا، اور عرض
کی کہ یہ قراءت میں نے فلاں استاذ سے آپ کے حوالے سے حاصل کی ہے، آپ نے
جبرائیل امین سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے۔

یا رسول اللہ! میں نے اپنے استاذ سے اجازت (سند) طلب کی لیکن انہوں نے
انکار کر دیا اب اجازت کے حاصل کرنے میں آپ کی امداد کا طالب ہوں۔

پھر وہ درویش سو گیا، اسے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے اسے
فرمایا: اللہ کے رسول تجھے فرماتے ہیں کہ تم اپنے استاذ کو سلام دو اور کہو کہ اللہ کے رسول تمہیں
حکم دیتے ہیں کہ اس درویش کو مفت سند دو، اگر وہ تمہاری بات کی تصدیق نہ کریں تو انہیں
کہنا (زُمَرًا زُمَرًا)۔

جب وہ درویش مصر پہنچا تو سیدھا شیخ کے پاس گیا، اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا
پیغام پہنچایا، لیکن نشانی بیان نہیں کی، استاذ نے اس کی تصدیق نہیں کی، درویش نے کہا:
نشانی یہ ہے (زُمَرًا زُمَرًا) یہ سن کر استاذ کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئے، جب
انہیں ہوش آیا تو شاگردوں نے پوچھا جناب! کیا بات ہے؟

استاذ نے کہا کہ میں قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کیا کرتا تھا، ایک دن

میں نے یہ آیت پڑھی:

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ

اور ان میں سے بعض ان پڑھ ہیں وہ کتاب سے سوائے آرزوؤں کے کچھ نہیں جانتے اور وہ صرف گمان میں مبتلا ہیں۔

میں نے قسم کھائی کہ قرآن پاک کو سمجھ کر اور پورے غور وفکر کے ساتھ ہی پڑھوں گا۔ ایک طویل مدت گزر گئی لیکن میں قرآن پاک کے مختصر سے حصے سے آگے نہ جا سکا، یہاں تک کہ مجھے قرآن پاک بھول گیا، میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور پھر قرآن پاک یاد کرنا شروع کر دیا، چنانچہ میں نے دوبارہ یاد کر لیا۔

پھر ایک دن میں تلاوت کر رہا تھا تو یہ آیت کریمہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ.

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا، بعض بندے اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں، بعض میانہ روی والے اور بعض نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا: کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ میں کس قسم میں داخل ہوں؟ پھر میں نے کہا کہ میں دوسری اور تیسری قسم سے تو یقیناً نہیں ہوں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں پہلی قسم میں داخل ہوں، (یعنی اپنی جان پر ظلم کرنے والا)

اس رات میں رنج والم میں ڈوبا ہوا سو گیا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، آپ نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو، کیونکہ قرآن پاک کے قاری جنت میں جائیں گے (زمرًا زمرًا) گروہ در گروہ۔

پھر اس درویش کی طرف متوجہ ہوئے اس کا منہ چوما اور حاضرین کو مخاطب کر کے

فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِسے قرآن پاک پڑھنے کی اجازت دی، نیز اجازت دی کہ جسے چاہیں اور جہاں چاہیں پڑھائیں، یہ سب رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے کی برکت ہے۔

شیخ ابوابراہیم وادار صاحب کرامت بزرگ تھے، ان کی کرامتیں مغرب میں مشہور تھیں، ان کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ انہوں نے دوستوں کے ساتھ حج کیا، جب مکہ معظّمہ پہنچے، حج وزیارت سے فارغ ہوئے تو ان کے ساتھی ان کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے، کیونکہ ان کے پاس سفرخرچ ناکافی تھا۔

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مدد طلب کی، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے دوست روانہ سفر ہوگئے ہیں اور مجھے تنہا چھوڑ گئے ہیں۔

انہیں خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم مکہ معظّمہ جاؤ، جب تم زمزم پر پہنچو گے تو تمہیں ایک شخص ملے گا جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہوگا، اسے کہنا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر پہنچادو۔

کہتے ہیں کہ میں مکہ معظّمہ پہنچا اور زمزم پر حاضر ہوا، جب اس شخص نے مجھے دیکھا تو میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی کہنے لگا: تھوڑی دیر ٹھہریں، یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں، جب وہ فارغ ہوا اور رات آگئی تو اس نے مجھے کہا: بیت اللہ شریف کو الوداع کہو اور میرے ساتھ مکہ معظّمہ کے بالائی حصے میں چلو، میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

جب صبح قریب ہوئی تو میں ایسی وادی میں تھا جس میں درخت بھی تھے اور چشمے بھی، میں نے کہا یہ وادی تو "وادئ شفتاوہ" جیسی ہے، جب صبح ہوئی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ واقعی وادئ شفتاوہ ہی تھی۔

میں اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا اور انہیں تمام ماجرا بیان کیا تو وہ بھی حیران اور ششدر رہ گئے، جس جس نے یہ واقعہ سنا وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا، انہوں نے مجھ سے حج کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ وہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس چھوڑ کر آ گئے تھے، کچھ لوگ میرے بیان کی تصدیق کر رہے تھے، اور کچھ ایسے بھی تھے جو تکذیب کر رہے تھے، چند ماہ کے بعد میرے ساتھی پہنچے تو انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا، تب لوگوں کو تسلی ہوئی۔ (یہ روایت بالمعنیٰ ہے)

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا کہ ابوالقاسم ثابت ابن احمد بغدادی نے ایک شخص کو **مدینة النبی** ﷺ میں دیکھا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس اذان کہی اور اس میں یہ کلمات بھی کہے:

"اَلصَّلاۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوم"

مسجد کے ایک خادم نے یہ کلمات سنے تو آ کر اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ وہ شخص بے ساختہ رو دیا، اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے؟ وہ خادم اسی وقت فالج کا شکار ہو گیا، اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا گیا، جہاں وہ تین دن کے بعد فوت ہو گیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ واقعہ بیان کیا ابوالعباس احمد بن حامد نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسین نے، شیخ زاھد ابوالفتح نصر بن ابراھیم مقدسی کے حوالے سے، انہیں خبر دی ابوالقاسم ثابت ابن احمد بن حسین بغدادی نے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا۔

اس سے ملتا جلتا واقعہ وہ ہے جو میں نے یوسف بن علی الزناتی سے سنا، وہ ایک ہاشمی عورت کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ وہ **مدینة النبی** ﷺ میں مقیم تھی اور بعض خدام اسے اذیت پہنچاتے تھے۔

اس ہاشمی خاتون نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش کر دیا، اس نے روضۂ اقدس سے آنے والی یہ آواز سنی: کیا تیرے لئے ہماری ذات میں راہنمائی نہیں ہے؟ تو بھی صبر کر جس طرح ہم نے صبر کیا، یا اس جیسے کلمات سنے۔

اس خاتون نے بیان کیا کہ میری تمام پریشانی جاتی رہی اور وہ تینوں خدام فوت ہو گئے جو مجھے اذیت دیا کرتے تھے۔

یوسف بن علی نے بتایا کہ وہ خاتون مدینہ منورہ میں فوت ہوئی۔

میں نے ابو عمران موسیٰ ابن محمد تبریزی کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں **مدینة النبی** صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا، میں شدید تنگدستی میں مبتلا ہو گیا، میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا: یا حبیبی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی ضیافت میں ہوں، میں نماز عصر کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ مجھے اونگھ آ گئی، اچانک حجرۂ مبارک کھلا اور اس میں سے تین حضرات باہر تشریف لائے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے اٹھا تو میرے پہلو میں موجود ایک شخص نے کہا کہ بیٹھ جا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجاج کو سلام کا جواب عطا فرمانے اور جن لوگوں کے پاس سفر خرچ نہیں ہے انہیں زادِ راہ عطا فرمانے جا رہے ہیں۔

میں نے کہا: میں بھی ان ہی میں سے ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجاج کے پاس تشریف لائے، میں نے اپنے ہاتھ آپ کی طرف بڑھائے اور آپ کے دست اقدس کو بوسہ دیا، آپ نے روٹی جیسی کوئی چیز میرے ہاتھ میں دی۔

جب میں بیدار ہوا تو اس روٹی کی لذت محسوس کرتے ہوئے اپنا منہ ہلا رہا تھا، میں وہاں سے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک شخص مقرر فرما دیا جس نے مجھے اونٹ پر سوار کر لیا اور رب کریم نے اپنا ایک دوست مقرر فرما دیا جو میری خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مکۂ مکرمہ پہنچ گئے۔

میں نے شیخ ابو القاسم ابن یوسف اسکندری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں مدینۃ النبی ﷺ میں تھا، میں نے ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس دیکھا وہ نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگ رہا تھا اور عرض کر رہا تھا: یا رسول اللہ! میرا بھروسہ آپ پر ہے، آپ میرا بیٹا مجھے دلا دیں۔

میں نے اس شخص سے ماجرا پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں جدہ سے روانہ ہوا تو وہ میرے ساتھ کجاوے کی ایک جانب سوار تھا، وہ قضائے حاجت کے لئے اترا اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

کئی سال بعد اس شخص سے مصر میں ملاقات ہوئی تو میں نے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے ملا دیا تھا، میرا بیٹا بنو شعبہ کے پاس تھا اور ان کے اونٹ چرایا کرتا تھا، ایک سید زادی کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے اسے فرمایا کہ اس مصری کو بنو شعبہ سے لو اور اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچاؤ، یہ برکت تھی نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگنے کی اور آپ پر بھروسہ کرنے کی۔(۱) (سبحان اللہ!)

میں نے ابو عبداللہ محمد بن ابی الامان کو کہتے ہوئے سنا کہ جب ابو عزیز قتادہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کا ارادہ کیا تو باب البلاط سے داخل ہو کر باب الحدید کی طرف بڑھ گیا اور مدینہ منورہ کے کچھ حصے پر قابض ہو گیا، ایک خادم جس کا نام بُشریٰ تھا اس نے مدرسہ کے بچوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی، عمامہ بچوں کی گردنوں میں ڈال دیا، سب بیک زبان کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! ہم آپ کی پناہ لیتے ہیں،

---

(۱) جو لوگ نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دیتے ہیں انہیں ان جیسے مشاہداتی واقعات میں غور کرنا چاہیے، اور یہ نکتہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے والے آپ کی امداد کو اللہ تعالیٰ ہی کی امداد کا کرشمہ سمجھتے ہیں، اسے اللہ تعالیٰ کی امداد سے الگ نہیں سمجھتے، جیسے اس مصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی برکت سے میرا بیٹا ملا دیا۔ ۱۲ اشرف قادری

پھر دو حضرات ''شریف'' اور ''مولیٰ'' نے لشکر کو واپس کیا، یہاں تک کہ ابو عزیز مدینہ طیبہ سے نکل گیا۔

اگر اس قسم کے واقعات جمع کیے جائیں تو ان کا احاطہ کرتے میں قلمیں گھس جائیں گی، دواتیں خشک ہو جائیں گی، رجسٹر اور کاپیاں ختم ہو جائیں گی۔(۱)

میں نے اپنے بعض مجتہد بھائیوں سے پوچھا جب کہ وہ مدینہ طیبہ میں راہِ تجرید کے راہرو تھے: کیا آپ نے کبھی نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگی ہے؟ اور مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران کبھی کسی سلسلے میں آپ کی پناہ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا: چونکہ میں آپ کی بارگاہ ہی میں رہتا ہوں اس لئے مجھے آپ سے کچھ مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔

شیخ ابو عبداللہ ابن خفیف فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو مجھے وہاں شدید مشقت لاحق ہو گئی، جب میری مشقت و تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو میں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں، یہ عرض کرتے ہی مجھے محسوس ہوا کہ مجھے زجر و توبیخ کی گئی ہے، تو میں نادم ہو گیا۔

اسی دن مجھے کھانا کھلایا گیا، یہاں تک کہ میں نے بہت دفعہ اپنے آپ کو کوسا کہ میں نے صبر کیوں نہیں کیا؟

میں نے امام فقیہ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق بن خضر مالکی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے فقیہ برہان الدین ابراہیم بن الطیب مالکی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک قابل اعتماد شخص کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ مدینۃ النبی ﷺ میں تھا، اسے سخت

---

(۱) اسی سلسلے کی وہ روایت ہے جو امام بیہقی ''شعب الایمان'' ۳/۴۹۵ میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق ثقفی کے حوالے سے لائے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو اسحاق قرشی کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا، جب وہ کوئی بری بات دیکھتا جسے تبدیل کرنا اس کے بس میں نہ ہوتا تو وہ روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتا:

أَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبَيْهِ ۔۔۔ أَلَا يَا غَوْثَنَا لَوْ تَعْلَمُونَا

اے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی قبر! اے ہمارے مددگارو! کاش آپ جانتے۔

بھوک لگی، وہ نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں بھوکا ہوں، پھر نبی اکرم ﷺ کے حجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھ گیا۔

اس کے پاس سادات میں سے ایک شخص آیا اور اسے کہا: اٹھو میرے ساتھ چلو، اس نے پوچھا کہاں؟ کہنے لگے: میرے پاس کچھ کھانا کھائیں۔

وہ شخص اٹھ کر سید صاحب کے گھر چلا گیا، انہوں نے اسے ایک پیالہ پیش کیا جس میں شوربے میں تر کی ہوئی روٹی تھی، اس کے اوپر گوشت اور گھی تھا انہوں نے کہا: کھاؤ، اس شخص نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوگیا، پھر واپس جانے کا ارادہ کیا تو صاحب خانہ نے کہا اور کھائیں، اس نے مزید کھانا کھایا۔

پھر جب واپس جانے لگا تو سید صاحب نے کہا: برادر محترم! آپ حضرات دور دراز شہروں سے آتے ہیں، جنگلوں اور بیابانوں کو طے کرتے ہیں، سمندروں کے سینے چیرتے ہیں اور اتنی مشقتیں اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور یہاں آ کر آپ کی بڑی سے بڑی درخواست یہ ہوتی ہے کہ آپ کو روٹی کا ایک ٹکڑا مل جائے۔

برادر عزیز! یہ عرش سے نازک تر وہ ادب گاہ ہے کہ اگر تم جنت مانگو، مغفرت طلب کرو، اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی درخواست کرو یا جو کچھ بھی مانگو نبی اکرم ﷺ کی برکت سے تمہیں مل جائے گا۔ (یہ روایت بالمعنی ہے)

ہمیں خبر دی ہمارے شیخ امام ابوالحسن علی بن ابو الفضائل شافعی نے، انہیں خبر دی شیخ امام ابوطاہر احمد بن محمد شافعی نے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے سرحد پر استاذ القراء ابوالفضل احمد بن عبدالکریم بن مقاتل قیروانی سے، وہ فرماتے تھے کہ میں نے قاضی ابوالعباس احمد ابن عمر بن احمد باجی کو تیونس میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے استاذ القراء ابوالعباس احمد بن نفیس نابینا تیونسی کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے تھے کہ جب میں حجاز مقدس سے لوٹ کر مغرب کی طرف جا رہا تھا تو مصر میں مجھے حضور سید عالم ﷺ کی

زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ابوالعباس! تم نے ہمیں بے چین کر دیا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ میں مدینہ منورہ میں سرکار دوعالم ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس قرآن پاک کی بکثرت تلاوت کیا کرتا تھا۔

باجی نے کہا کہ میں نے پوچھا استاذ! آپ نے حضور اقدس ﷺ کے روضۂ مبارکہ کے پاس کتنے ختم کیے تھے؟ کہنے لگے: ایک ہزار۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں، اس کے بعد میں نے ہلکی سی نیند لی تھی کہ ایک لڑکی نے مجھے پاؤں مار کر جگایا، اس کے اشارے پر میں اس کے ساتھ ہولیا، اس کے گھر پہنچا تو اس نے مجھے گندم کی روٹی، کھجور اور گھی پیش کیا۔

اس نے کہا: ابوالعباس! کھاؤ مجھے میرے جد امجد ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، آئندہ بھی تمہیں بھوک لگے تو ہمارے ہاں آجایا کرو۔

☆☆☆

# باب (۹)

جنگلوں اور دریاؤں میں بھٹکنے والوں، کافروں اور ظالموں کے ہاتھوں قید ہونے والوں کا نبی مختار ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ۔

واحدی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا) کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ آیت حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کا ایک بیٹا مشرکوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، حضرت عوف نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی اور عرض کیا کہ دشمن نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور اس کی والدہ بہت بے چین ہے آپ کا کیا ارشاد ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر، ہم تمہیں اور تمہاری بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ: (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) بکثرت پڑھا کرو۔

حضرت عوف اپنے گھر واپس آئے تو انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ ہم کثرت سے (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) پڑھا کریں۔

ان کی بیوی نے کہا: حضور ﷺ نے ہمیں بڑا اچھا وظیفہ بتایا ہے۔

چنانچہ دونوں یہ وظیفہ پڑھنے لگے۔

ایک دن دشمن ان کے بیٹے سے غافل ہو گیا تو انہوں نے دشمن کی بکریوں کو ہانکا اور اپنے والد کے پاس پہنچ گئے، بکریوں کی تعداد چار ہزار تھی، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (۱)

---

(۱) امام سیوطی نے یہ شان نزول "لباب النقول" ص ۴۹۳ "جالین" کے حاشیہ میں نقل کیا ہے، اسی طرح حاکم نے "المستدرک" ۲/۵۳۴ میں نقل کیا ہے، حدیث نمبر (۳۸۲۰)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: خیبر کے یہودی قبیلۂ غطفان سے جنگ کیا کرتے تھے، جب مقابلہ ہوتا تو خیبر کے یہودیوں کو شکست ہو جاتی، انہوں نے اس دعا کی پناہ لی: اے اللہ! اس نبی امی (ﷺ) کے طفیل ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما، وہ نبیِ اُمّی جن کے بارے میں تیرا اہم سے وعدہ ہے کہ تو انہیں آخری زمانے میں ظاہر فرمائے گا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو یہ دعا مانگتے اور دشمن کو شکست سے دوچار کر دیتے۔

اور جب نبی آخر الزمان ﷺ تشریف لے آئے تو یہودیوں نے آپ کا انکار کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور یہودی اس سے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دعا مانگا کرتے تھے یعنی اے حبیب! تمہارے وسیلے سے دعا مانگتے تھے۔ (فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ) پس جب ان کے پاس وہ جانا پہچانا آ گیا تو اس کا انکار کر بیٹھے،

(فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ) پس اللہ کی لعنت ہو کافروں پر۔(۱)

ہمیں خبر دی ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی مخزومی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابو محمد عبداللہ بن محمد ازدی کحال اُندلسی نے اور وہ نیک مرد تھے، انہوں نے بیان کیا کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا گرفتار ہو گیا، وہ شخص اپنے شہر سے نکلا تا کہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرے۔

راستے میں اُسے ایک دوست مل گیا، اُس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینے جا رہا ہوں، آپ سے شفاعت کی درخواست کروں گا، کیونکہ میرے بیٹے کو رومیوں نے قید کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے لئے تین سو دینار مقرر کئے ہیں جو میرے بس سے باہر ہیں۔

---

(۱) یہ روایت حاکم نے "المستدرک" میں بیان کی ۲/۲۸۹ حدیث نمبر (۳۰۴۲)۔

اس دوست نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی سفارش کا حاصل کرنا ہر جگہ مفید ہے، لیکن وہ شخص نہیں مانا، اور سیدھا نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ اپنی حاجت پیش کی اور آپ کے وسیلے سے دعا مانگی۔

خواب میں اسے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم واپس اپنے شہر جاؤ، وہ شخص اپنے شہر واپس چلا گیا، کیا دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو رہائی عطا فرمادی ہے، اس نے اپنے بیٹے سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات اللہ تعالیٰ نے مجھے اور قیدیوں کی ایک بڑی جماعت کو رہائی عطا فرمادی، یہ وہی رات تھی جب اس لڑکے کا باپ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا۔

میں نے حافظ ابوالحسین یحییٰ ابن القرشی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوعبداللہ مُرسی کو حافظ ابوطاہر اسماعیل بن الانماطی کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا انہیں ابن تجون ناسخ نے بیان کیا کہ انہیں رومیوں نے قیدی بنالیا، وہ ایک عرصہ تک ان کی قید میں رہے، انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے پاس مال نہیں ہے اور میرے رشتہ دار بھی نہیں ہیں جو مجھے اس قید سے رہائی دلائیں، اب ایک ہی صورت ہے کہ میں ایک پرچے پر اپنا واقعہ تحریر کروں اور کسی ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچادوں۔

کہتے ہیں کہ میں نے اپنا حال ایک پرچے پر لکھا اور جس شہر میں قید تھا وہاں کے ایک مسلمان تاجر کو دے دیا اور اسے کہا کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دو تو یہ پرچہ روضۂ اقدس کے پاس کسی جگہ لٹکا دینا۔

اس تاجر نے ایسے ہی کیا، اور جب لوگ حج کر کے واپس آئے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا جہاں میں قید تھا، اس نے بادشاہ سے مجھے مانگ لیا۔

میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص آیا اور مجھے ساتھ لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا، جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہاں ایک شخص کو موجود پایا جس

کے بارے میں میرا گمان ہے کہ وہ عجمی تھا۔

بادشاہ نے اسے کہا کیا یہ وہ شخص ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں، اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا، جو میں نے بتا دیا۔ پھر اس نے کہا کچھ عبارت لکھو تا کہ میں تمہارا خط دیکھوں کیسا ہے؟ میں نے کچھ لکھ دیا، اس نے جب میرا خط دیکھا تو کہنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جو مجھے مطلوب ہے، اس نے مجھے خرید لیا اور ساتھ لے کر روانہ ہو گیا، یہاں تک کہ کفار کے علاقے سے نکل گیا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے میرے ساتھ جو معاملہ کیا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ اس سال مجھے حج کی سعادت حاصل ہوئی، اس کے بعد میں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا، جب میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ کے روضۂ مقدسہ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ کاش رسول اللہ ﷺ حیات ہوتے اور مجھے کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے تو میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔

میں اسی سوچ میں تھا کہ وہاں لٹکائے ہوئے ایک پرچے پر میری نظر پڑی جسے ہوا اِدھر اُدھر اچھال رہی تھی، میں نے اپنے دل میں سوچا: گویا مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ دیکھو اس پرچے پر کیا لکھا ہے؟ میں نے وہ پرچہ لے کر پڑھا تو اس میں تمہارا نام لکھا ہوا تھا، تم نے قید سے رہائی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی، میں نے وہیں سے اُس شہر کا ارادہ کیا جہاں تم قید تھے، وہاں پہنچ کر میں بادشاہ سے ملا اور اسے کہا کہ یہ قیدی مجھے دیدیں۔ پھر جب تمہارے ساتھ ملاقات ہوئی اور میں نے تمہاری تحریر دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پرچہ تمہارا ہی لکھا ہوا تھا، اس لئے میں نے تمہیں خرید لیا اور یہ کام میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے کیا ہے۔

میں نے حافظ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ فقیہ ابو علی حسین بن عبداللہ بن رواحہ ابن ابراہیم حموی نے نبی اکرم

ﷺ کی نعت میں ایک قصیدہ لکھا، ان کی آرزو یہ تھی کہ مجھے انعام میں شہادت فی سبیل اللہ عطا کی جائے، چنانچہ انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حافظ ابو محمد قاسم بن عساکر فرماتے ہیں کہ ابو علی حسین بن عبد اللہ "عکا" کی چراگاہ میں بروز بدھ ماہ شعبان ۵۸۵ھ شہید کیے گئے۔

قیروان کے بعض معتبر مشائخ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنے شہر سے حج کے لئے جانے کا پروگرام بنایا، اس کے ایک دوست نے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم پورے اہتمام کے ساتھ اسے انجام دو۔

اس نے کہا کہ وہ کام کیا ہے؟ کہنے لگا: یہ پرچہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر جانا، میرا سلام عرض کرنا اور یہ پرچہ آپ کے سرہانے دفن کر دینا، یہ بہت اہم کام ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ نہ تو اسے کھولنا اور نہ ہی اسے پڑھنا۔

اس شخص نے کہا: میں نے اس سے وعدہ کرلیا، جب نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا تو میں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اپنی خصوصی حاجتوں کے لئے درخواست کی، پھر پرچے والے نے جو کام کہا تھا وہ انجام دیا، جب میں حج کر کے واپس اپنے شہر پہنچا تو پرچے والا دوست مجھے شہر سے باہر ملا اور اس نے قسم دے کر اصرار کیا کہ میں سب سے پہلے اس کے گھر چلوں، چنانچہ میں اس کے گھر چلا گیا، اس نے میری شاندار دعوت کی اور میرے گھر والوں کو بھی کھانا بھجوایا۔

پھر کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے میرا پیغام پہنچا دیا، مجھے اس کی اس بات سے تعجب ہوا اور حیرت ہوئی کہ اس نے ابھی مجھ سے پوچھا بھی نہیں، اس کے باوجود اسے معلوم ہو گیا کہ درخواست پہنچ گئی ہے۔

جب میں سفر پر روانہ ہوا تھا اس وقت اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ تھا، میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ جو کچھ کام آپ نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا ہے؟

کہنے لگا: میرا قصہ سن لیں، میرا ایک بھائی فوت ہو گیا تھا اور اپنے پیچھے ایک چھوٹا بچہ چھوڑ گیا تھا، میں نے اس کی خوب اچھی تربیت کی، پھر وہ بچپن ہی میں فوت ہو گیا، ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور حشر بھی واقع ہو گیا ہے، لوگوں کو شدید جدوجہد کی وجہ سے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔

میں نے اسی حال میں اپنے بھتیجے کو دیکھا جس کے پاس پانی تھا، میں نے اسے کہا کہ مجھے پانی پلا دے، کہنے لگا: تمہاری نسبت اس پانی کا زیادہ حقدار میرا باپ ہے، یہ بات مجھے بڑی گراں گزری، میں بیدار ہوا تو جو کچھ دیکھا تھا اس کی وجہ سے سخت خوف زدہ تھا اور اپنے بھتیجے کے رویئے سے بڑا غمگین تھا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے بہت سے دینار صدقہ کئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے نرینہ اولاد عطا فرما، چنانچہ ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بچہ دیا جسے آپ میرے پاس دیکھ کر گئے تھے، جب وہ اس عمر کو پہنچا اور اتفاق سے آپ حج پر روانہ ہونے لگے تو میں نے وہ پرچہ لکھا جو آپ کے ہاتھ بھیجا تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ درخواست کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ اس بچے کو قبول فرما لے، اس امید کے ساتھ کہ میں اسے اس دن پاؤں جب ہر طرف خوف و ہراس کا ڈیرہ ہو گا۔

جب فلاں دن آیا تو اس بیٹے کو بخار ہو گیا اور وہ رات کو ہی فوت ہو گیا، اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا پیغام پہنچ چکا ہے اور میری حاجت پوری ہو گئی ہے، حاجی کا بیان ہے کہ جس دن بچہ بیمار ہوا پھر فوت ہو گیا یہ اسی دن دوپہر کے بعد کا وقت تھا جب میں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا تھا اور آپ سے حاجت کی درخواست کی تھی۔

ابوالقاسم بن تمام کہتے ہیں کہ ہم دس آدمی بصورت وفد ''قصر الطُّوب'' میں ابو یونس کے پاس گئے، ہم نے انہیں کہا کہ آپ امیر کی والدہ کے نام ایک مکتوب لکھ دیں، کیونکہ امیر زیادۃ اللہ نے دوسو علماء اور قراء پکڑ کر لشکر میں بھیج دیے ہیں، تا کہ وہ تیر اندازی کریں

ابو یونس نے انہیں کہا کہ ہم امیر اور اس کی ماں کو نہیں جانتے، ہم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کو جانتے ہیں، آج رات میں ان علماء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں گا، ان شاء اللہ العزیز رہا کر دیے جائیں گے۔ یہ جمعہ کی رات کو گفتگو ہوئی۔

رات کو ابو یونس نے کھڑے ہو کر درخواست کی: اے احمد! اے محمد! اے ابوالقاسم! اے خاتم النبیین! اے سید المرسلین! اے وہ ذات جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپ کی امت کے کچھ افراد میرے پاس آئے ہیں، انہوں نے مجھ سے صالحین کی ایک جماعت کی رہائی کی بات کی ہے، میں نے آپ کی بارگاہ میں درخواست پیش کر دی ہے، آپ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

پھر انہوں نے اپنا وظیفہ پڑھا اور سو گئے، خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے انہیں فرمایا: اے ابو یونس: میں نے ان صالحین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کل رہا کر دیے جائیں گے۔

صبح ہوئی تو ہم نے ابن تمام کو کہا: جناب! ہماری درخواست کا کیا بنا؟ کہنے لگے: میں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش کی تھی، آپ نے فرمایا: وہ کل رہا کر دیے جائیں گے۔

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے جو گرفتار کئے گئے تھے لشکر کے کمانڈر "زیادۃ اللہ ابن الاغلب" کے پاس گئے، انہیں سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور انہیں خوش آمدید کہا، اور کہنے لگا: حضرات علماء و قراء کرام! اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت فرمائے، اس نے آپ حضرات کو میرے پاس بھیجا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی عزت و تکریم اور نبی اکرم ﷺ کے احترام میں رہا کرتا ہوں۔

میں نے ابراہیم بن مرزوق بیانی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک شخص جزیرۂ

شکر سے گرفتار کیا گیا، اسے لوہے کی بیڑیاں پہنائی گئیں، اس کے سینے پر ایک ڈنڈا باندھ دیا گیا، وہ بارگاہ رسالت سے مدد مانگتا تھا اور بطور فریاد کہتا تھا: یا رسول اللہ! دشمنوں کا بڑا آدمی اسے کہتا تھا: انہیں کہو کہ تمہیں چھڑالیں۔

جب رات ہوئی تو کسی شخص نے اسے جھنجھوڑ کر کہا کہ اذان دو، قیدی نے کہا: آپ میری حالت نہیں دیکھ رہے؟ انہوں نے کہا: تم اذان تو دو، اس نے اذان دینا شروع کی، جب "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تک پہنچا تو اس کے سینے پر جو لوہا اور ڈنڈا تھا الگ ہو گیا، اسے اپنے سامنے ایک باغ نظر آیا، وہ بے ساختہ اس باغ میں چلنے لگا، ایک جگہ اسے کھلا مقام ملا اس میں داخل ہو کر نکلا تو وہ جزیرۂ شکر میں تھا، اس کا یہ معاملہ اس کے شہر میں بہت مشہور ہوا۔

میں نے علی بن عبدون السبتی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہمیں دشمن نے قید کر لیا، مجھے گرفتار کر کے میرے ہاتھ مضبوطی کے ساتھ کندھوں پر باندھ دیے گئے، درج ذیل اشعار پہلے میرے دل میں آئے پھر میری زبان پر جاری ہو گئے۔

| | |
|---|---|
| أَوْقَفَنِيْ حُبُّكَ فِيْمَنْ يُرِيْدُ | فِيْ شَكْلَةِ الذُّلِّ وَنَعْتِ الْعَبِيْدِ |
| قَدْ حَضَرَ الْبَائِعُ وَالْمُشْتَرِيْ | عَبْدُكَ مَوْقُوْفٌ فَمَا ذَا تُرِيْدُ |

○—— تیری محبت نے مجھے ان لوگوں میں کھڑا کر دیا ہے جو مجھے ذلت کی شکل اور غلامانہ صفت میں دیکھنا چاہتے ہیں

○—— الٰہی! بائع بھی حاضر ہے اور خریدار بھی، تیرا بندہ درمیان میں کھڑا ہے، تو کیا چاہتا ہے؟

میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا ہوں، اے اللہ! تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام رفیع تیری بارگاہ میں ہے، اس کے وسیلے سے ہماری پریشانی دور فرما، دوسری رات ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے رہا کر دیا گیا۔

میں نے اپنے شیخ مقتدا ابوالحسین علی بن القاسم کو فرماتے ہوئے سنا جو "ابن قُفل" کے عنوان سے مشہور تھے۔ انہوں نے فرمایا: علم الدین ابوالبرکات عبدالرحمن بن معدالبوری میرے پاس تشریف لائے، ہم اس وقت دمیاط کی سرحد پر دشمن کی قید میں تھے، اللہ تعالیٰ دمیاط کی حفاظت فرمائے، انہوں نے مجھے بتایا کہ رات مجھے خواب میں حضور سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہماری حالت ملاحظہ فرمارہے ہیں؟

آپ نے مجھے فرمایا: تم "ابن قُفل" کولازم پکڑو، (ان سے دعا کراؤ)

ہمارے شیخ ابن قُفل فرماتے تھے کہ میں دعا کرنے کی کوشش کرتا تھا، لیکن دعا نہیں کرسکتا تھا، لیکن جب صبح کا وقت قریب ہوتا اور میں بیدار ہوتا تو میرے دونوں ہاتھ دعا کے لئے پھیلے ہوئے ہوتے تھے، اس وقت میں دعا کرتا تھا۔

۶۱۸ھ رجب کا مہینہ تھا، جو بچے ہمارے ساتھ قید تھے، میں نے انہیں کہا کہ تم بھی روزہ رکھو، جب افطار کا وقت ہوا اور ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد معمول کے مطابق "صلاۃ الرغائب" پڑھی اس کے بعد میں نے دعا مانگنا شروع کی، بچوں نے رو رو کر دعا کی (۱) اس رات ملعون دشمن نے "رأس الجزیرۃ" میں شکست کھائی، جمعہ کے دن مسلمانوں کے سلطان نے ان پر فتح پائی اور مسلمانوں نے مذکور ماہِ رجب کی انیس تاریخ بروز بدھ سرحد پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

---

(۱) ہمارے شیخ ڈاکٹر علی جمعہ (مفتی جمہوریہ مصر) نے ہمیں بتایا کہ مدارس میں بچوں کو پڑھانے والے بعض صالحین ایک حیلہ کرتے تھے، مدرسہ کے بچوں میں اعلان کرتے کہ آج چھٹی ہے، بچے خوش ہو کر واپس جانے لگتے تو انہیں روک لیتے اور کہتے کہ تمہیں اس شرط پر واپس جانے کی اجازت ہے کہ میں دعا مانگتا ہوں اور تم ہاتھ اٹھا کر آمین کہو، انہیں امید ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پاک صاف بچوں کی دعا قبول فرمائے گا، شیخ دعا مانگتے، بچے آمین کہتے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی دعا قبول فرماتا، کئی دفعہ تجربہ کیا گیا اور کامیابی ہوئی، اس واقعے میں جو تذکرہ ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے، تو یہ اچھا فائدہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ نوٹ:۔ یہ حاشیہ مصری نسخے کے حاشیہ کا ترجمہ ہے۔ شرف قادری

جب افرنسیس (اللہ تعالیٰ اسے ذلیل فرمائے) نے دمیاط پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا تو قبضے کے اٹھارویں دن یہ اطلاع مدینۃ النبی ﷺ پہنچی، اہل مدینہ نے آہ و بکا کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ سے امداد مانگی۔

مجھے ایک صالح آدمی نے بتایا کہ جس دن یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو میں وہیں موجود تھا، مغرب کے ایک سید صاحب جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، روتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! دمیاط پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے، اس صدمے کے باعث سید صاحب نے کئی دن کھانا نہیں کھایا۔

ایک جماعت کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے دشمن کے معاملے کی شکایت بارگاہ رسالت میں پیش کی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں دشمن کی ہلاکت کی خوشخبری عطا فرمائی، پہلی دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہلاک کر دیا، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دنیا و آخرت میں حمد ہے۔

ہم نے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''عُدَّۃُ المجاهدین عند قتال الکفرة الجاحدین'' میں بیان کیا ہے اس کا مطالعہ کریں۔

میں نے استاذ ابوالعباس احمد بن محمد جرخی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے دنوبیہ میں سے ایک شخص کو دیکھا جو فارس سیمون ہیجاوی کے عنوان سے مشہور تھا، وہ ''سلطان الملک الکامل'' کے پاس آکر اس کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب دشمن دمیاط کی سرحد پر تھا، اس نے آکر بتایا کہ میرے اور دنوبیہ کے درمیان کسی بات پر تلخ کلامی ہو گئی، اس لئے میں ان کو چھوڑ کر آ گیا ہوں۔

اس شخص نے بتایا کہ میں خچر پر سوار ہوا، اور گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں پکڑی، دنوبیہ (میری قوم کے لوگوں) نے میرا پیچھا کیا، میں ان کے خوف سے گھبرا گیا اور گھوڑا میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، میں نے کہا: اے محمد بن عبداللہ ﷺ اگر میرا گھوڑا میرے پاس

واپس آجائے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔

گھوڑے نے میرے اردگرد ایک یا دو چکر لگائے اس کے بعد ٹھہر گیا میں نے اسے پکڑ لیا، اور بادشاہ کے پاس آکر اس کے ہاتھ پر دولت اسلام حاصل کر لی اور جہاد میں حصہ لیا، وہ شخص نبی اکرم ﷺ اور آپ کے نام نامی اسم گرامی کی برکت سے اسلام پر فوت ہوا۔

مغرب کے علماء تو کیا وہاں کے عوام میں بھی بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہیں کانٹا چبھ جائے یا اس سے زیادہ تکلیف پہنچ جائے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کرتے ہوئے آپ کے نام نامی ''محمد'' کا نعرہ بلند نہ کرتے ہوں، (ﷺ) یہاں تک کہ یہ ادا کافروں کے شہروں میں بھی عام ہے۔ (کیا خوش عقیدہ لوگ تھے؟)

مجھے ایک نیک شخص نے بتایا کہ وہ کافروں کے شہروں میں گرفتار تھا، اللہ تعالیٰ انہیں رسوا فرمائے، میں جس شہر میں قید تھا وہاں اس علاقے کے بادشاہ یا اس کے بھائی کا ایک بحری جہاز آیا، انہوں نے تمام قیدیوں کو جمع کیا، جن کی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی، وہ جہاز اتنا بڑا تھا کہ سب قیدی مل کر بھی اسے کھینچ کر سمندر سے نہ نکال سکے۔

آخر ایک شخص نے بادشاہ کو کہا کہ اس بحری جہاز کو صرف مسلمان نکال سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ انہیں کسی بھی قسم کے نعرے سے منع نہ کیا جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے یک زبان ہو کر کہا: یارسول اللہ! اور ایک ہی ہلّے میں اسے کھینچ کر خشکی پر لے آئے، یہ برکت تھی نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگنے کی۔ (۱)

میں نے اپنے شیخ زاہد ابوالعباس احمد بن محمد اللّواتی کو فرماتے ہوئے سنا جو ''ابن تامیتت'' کے عنوان سے مشہور تھے، انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس ''فاس'' شہر میں ایک عورت تھی جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی یا وہ کوئی پریشان کن چیز دیکھتی تو اپنے دونوں ہاتھ

---

(۱) اقبال نے سچ کہا ہے۔ع

قوت قلب وجگر گردد نبی

اپنے چہرے پر رکھ لیتی، آنکھیں بند کر لیتی اور کہتی: یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) جب وہ فوت ہوگئی تو اس کے ایک قریبی رشتہ دار نے اسے خواب میں دیکھا اور کہا: پھوپھی جان! آپ نے سوال و جواب کرنے والے فرشتوں کو دیکھا تھا؟ اس نے کہا: ہاں، میرے پاس دو فرشتے آئے تھے، جب میں نے انہیں دیکھا تو حسبِ معمول دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے اور پورے سوز و گداز کے ساتھ کہا: یا محمد! جب میں نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو وہ غائب ہو چکے تھے۔

میں نے سید ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ ابن ماجد حسینی کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم مدینۃ النبی ﷺ اور شام کے درمیان تھے، ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا، میں نے شیخ سید احمد رفاعی کا یہ ارشاد سنا ہوا تھا کہ جسے کوئی حاجت درپیش ہو وہ عبادان شہر اور میری قبر کی طرف رخ کرے، سات قدم چلے اور میرے وسیلے سے مدد مانگے، اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔

جب میں نے عبادان کا رخ کیا اور فریاد کرنا ہی چاہتا تھا کہ کسی غیبی ہستی نے مجھے پکار کر کہا: کیا تو رسول اللہ ﷺ سے نہیں شرماتا؟ تو ان کے علاوہ کسی دوسری ہستی کے وسیلے سے دعا مانگتا ہے؟

میں نے اسی وقت اپنا رخ مدینہ منورہ کی طرف کر لیا اور عرض کیا: یا سیدی یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے امداد کا طلب گار ہوں، ابھی میری یہ بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اونٹوں کے چلانے والے نے کہا کہ تمہارا اونٹ مل گیا ہے۔

میں نے ابو الحجاج یوسف بن علی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں پیدل چلنے والوں کے راستے پر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوا، چلتے چلتے راستے سے بھٹک گیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے مدد مانگی، اچانک ایک عورت دکھائی دی جو مدینہ طیبہ کی طرف سے آ رہی تھی، اس نے اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ میں اس کے پیچھے چلتا رہا،

یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

یہ بھی میں نے ان ہی سے سنا کہ ایک فقیر زیارت کے لئے آ رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، اس نے نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے مدد مانگی تو اسے حضرت عباس کے مزار کا گنبد نظر آیا، جب کہ درمیان میں تقریباً دو دن کی مسافت حائل تھی۔

میں نے ابو عبداللہ محمد بن سالم معروف بہ خواجہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جزیرہ میں تھا اور خواب میں دیکھا کہ جیسے میں دریائے نیل میں ہوں، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگرمچھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، میں اس سے خوفزدہ ہو گیا، ناگاہ ایک ہستی کی زیارت ہوئی، میرا وجدان یہ کہتا تھا کہ یہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تم کسی مشکل میں مبتلا ہو جاؤ تو کہو: یارسول اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ان ہی دنوں میں وہ سفر کر کے ''رابغ'' گئے، وہاں پانی کی قلت تھی، ان کا ایک خادم تھا جو پانی لینے گیا۔ واپسی پر اس نے اپنی سرگزشت سنائی کہ میں نے پانی کی بہت تلاش کی لیکن مشکیزہ خالی کا خالی رہا، مجھے وہ بات یاد آ گئی جو مجھے بتائی گئی تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی پناہ لیتا ہوں۔

میں ابھی سوچ بچار ہی میں تھا کہ ایک شخص کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا: اپنا مشکیزہ بھر لے، میں نے مشکیزے میں پانی کے جانے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گیا، مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ شخص کہاں سے آیا تھا؟

میں نے شیخ صالح ابوالحسین علی بن یوسف بغوی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک رات سویا تو خواب میں بہت بڑا شیر دیکھا، جو سامنے سے مجھ پر حملہ آور ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ مجھے چیر پھاڑ ڈالے، میں نے نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگتے ہوئے عرض کیا: محمدُ! (صلى الله عليك وسلم) تو وہ شیر دور چلا گیا پھر بائیں جانب سے حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں نے پکارا: محمدُ! (صلى الله عليك وسلم) پھر وہ دور چلا گیا،

تیسری بار پیچھے سے آ کر حملہ آور ہوا، میں نے پھر پکارا: محمدُ! (صلی اللہ علیك وسلم) تو ایک شخص آیا جو میرے اور شیر کے درمیان حائل ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا اور بیدار ہو گیا۔

میں نے ابو محمد عبدالواحد بن علی صنہاجی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں کم و بیش چھ ماہ بیمار رہا، جب میں نے دیکھا کہ قافلہ جا رہا ہے تو میں نے بھی سفر کا فیصلہ کر لیا، قافلے والوں نے اعلان کیا تھا کہ تین دن کے لئے پانی اپنے ساتھ رکھ لیں، جب رات ہوئی تو میں نے ''سورہ طٰہٰ'' پڑھی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی ضیافت میں ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے سرفراز فرمائے تاکہ میں اپنے معاملے میں آپ سے مشورہ لوں۔

میں سویا تو میری قسمت بیدار ہو گئی، اور مجھے نبی اکرم ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا، آپ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری مراد بر آنے والی ہے، اور تم خوف نہ کرو۔

نبی اکرم ﷺ کی برکت سے ہم صبح پانی تک پہنچ گئے جو پورے قافلے کے لئے کافی ہوا اور مجھے اپنے اندر اتنی طاقت کا احساس ہوا کہ مجھے سوار ہونے کے لئے کہا جاتا تھا، مگر میں انکار کر دیتا تھا اور قافلے سے آگے آگے رہتا تھا، یہ سب نبی اکرم ﷺ کی برکت تھی۔

حسن بن حارث بن مسکین (جو اپنے آپ کو اَصْغَر عَبِیْدِ اللّٰہِ (اللہ کا سب سے چھوٹا بندہ کہا کرتے تھے) نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے، ہر ایک کے ہاتھ میں لمبی سی چھری تھی، وہ دونوں مجھے ذبح کرنا چاہتے تھے۔

میں نے انہیں کہا کہ تم مجھے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دو، اُن دونوں نے یا ان میں سے ایک نے کہا: تم اُن سے محبت رکھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! تو انہوں

نے چھری پھینک دی اور مجھے چھوڑ دیا۔

مجھے خبر نہیں کہ مجھے کس طرح یہ پیغام بھیجا گیا کہ قلعے پر چڑھ جاؤ، میں چڑھ گیا تو مجھے کہا گیا کہ تم دمشق کے قاضی (جج) کا منصب سنبھال لو، میں نے انکار کر دیا، کئی دن مجھے اس مقصد کے لئے بلایا جاتا رہا اور قلعہ پر حاضر کیا جاتا رہا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جو شخص مجھے قاضی بننے پر مجبور کر رہا ہے اسے وہی بات کہوں جو میں نے خواب میں کہی تھی۔ میں نے وہی بات کہی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دو، چنانچہ مجھے چھوڑ دیا گیا اور اس کے بعد اس شخص سے ملاقات نہیں ہوئی اور میری جگہ کسی دوسرے کو قاضی بنا دیا گیا، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی۔

میں نے ابو عبداللہ محمد بن سالم سجلماسی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کیا تو میں پیدل چلنے والوں کے راستے پر چل نکلا، جب مجھے کمزوری لاحق ہوتی تو میں عرض کرتا: یا رسول اللہ! میں آپ کی دعوت میں ہوں، میری تمام کمزوری اور تھکاوٹ دور ہو جاتی۔

میں نے احمد بن محمد سلاوی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع عرض کیا تو ساتھ ہی یہ بھی گزارش کی کہ: یا رسول اللہ! اے دو جہانوں کے سردار! میں صحراء میں داخل ہونے والا ہوں، جب مجھے کوئی مشکل پیش آئے گی تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا اور آپ کا وسیلہ پیش کروں گا، پھر میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بھی یہی گزارش کی۔

شیخ فرماتے ہیں کہ میں سات دن تک صحراء میں رہا، ایک دن کنویں میں گر گیا جس میں پانی بھی تھا، دن کے ابتدائی حصے سے لے کر عصر کے بعد تک اسی میں رہا، موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا عرض کیا تھا؟ میں نے پورے خلوص کے ساتھ عرض کیا: اے میرے محبوب گرامی! اے محمد مصطفےٰ! میں

نے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں عرضداشت پیش کی تھی۔ یوں معلوم ہوا کہ مجھے کسی نے حرکت دی ہے اور میں نبی اکرم ﷺ کی برکت سے کنویں سے باہر آ گیا۔

میں نے یاسین بن ابی محمد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم نبی اکرم ﷺ سے رخصت ہو کر آ رہے تھے، وادی القریٰ میں پہنچے تو ایک فقیر نے کہا: مجھے تو بھوک لگی ہوئی ہے، میں نے کہا: ابھی تو ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے آ رہے ہیں۔

فقیر نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم بھوکے ہیں اور ہم آپ کی دعوت میں ہیں، ہمیں ایک روٹی مل گئی، جسے ہم تین دن کھاتے رہے اور وہ بہترین قسم کی روٹی تھی۔

میں نے اپنے شیخ مقتدا ابوالحسن علی بن ابی القاسم معروف بہ قُفل اور ابوالحسن علی بن ابی الفضائل کو بیان کرتے ہوئے سنا، ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے ابوالعباس مُرسی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں کشتی میں سوار ہو کر سمندری سفر پر روانہ ہوا، سمندر بپھر گیا اور محسوس ہوا کہ اب ہم غرق ہونے کے قریب ہیں، میں نے کسی کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا: او دشمنو! او دشمنوں کی اولاد! تمہیں اس جگہ پر کون لے آیا ہے؟

میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا: اے اللہ! تیرے نبی مصطفےٰ ﷺ کی تیری بارگاہ میں جو عزت و کرامت ہے اس کے وسیلے سے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما اور سلامتی عطا فرما۔

ابوالحسن علی بن ابی الفضائل نے یہ اضافہ کیا کہ ابھی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے کشتی کا گھیراؤ کر رکھا ہے اور انہوں نے مجھے سلامتی کی بشارت دی، میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا کہ ان شاء اللہ کل صبح تم خیر و عافیت کے ساتھ مرسیٰ میں پہنچ جاؤ گے۔

میں نے محمد بن عبداللہ بن عزانہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے الحاج صالح

بن شوشا بلنسی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم ایک کشتی میں سوار تھے، اتنے میں دشمن کا بحری جہاز پیچھے سے ہمارے سر پر پہنچ گیا، یوں محسوس ہوا کہ وہ ہماری کشتی کو ٹکر مارنا چاہتا ہے۔

صالح کہتے ہیں کہ میں نے پکارا: یارسول اللہ! ہم آج آپ کی دعوت میں ہیں، ہم نے بحری جہاز میں ایک دھماکہ سنا، جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا، اس کی بلند و بالا منزلیں گر گئیں، انہیں اپنی پڑ گئی اور ہم نبی اکرم ﷺ کی برکت سے خیر و عافیت کے ساتھ تیونس پہنچ گئے۔

مجھے میرے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم سلاوی نے طرابلس مغرب سے ایک مکتوب لکھا، جس میں اس نے تحریر کیا کہ مجھے طرابلس کے ایک شخص الحاج قاسم نے بتایا کہ ہم اسکندریہ سے ایک بڑی کشتی میں آرہے تھے کہ سمندر میں طوفان آ گیا، قریب تھا کہ ہم سب ڈوب کر ہلاک ہوجاتے، میں نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا: نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگو! ہم سب نے عرض کیا: اَلْغِیَاث یَارَسُوْلَ اللّٰہ! یارسول اللہ! ہماری امداد فرمائیں، اَلْعَفْوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ! یارسول اللہ ہمیں معاف فرمائیں، ہم خطا کار ہیں اور گنہگار ہیں، ہم نے آپ کی پناہ لی ہے، یارسول اللہ! ہمیں پناہ عطا فرمائیں، یارسول اللہ ! اے ہمارے محبوب! اے ہمارے شفیع! اے ہمارے مددگار! ہماری آرزو پوری فرمائیں، ہماری تمنا کی لاج رکھ لیں

اُس وقت کشتی والوں میں سے ایک شخص سویا ہوا تھا جو نیکی اور پاکبازی میں مشہور تھا اسے سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے اسے نجات اور سلامتی کی بشارت عطا فرمائی۔ جب وہ نیک آدمی خواب سے بیدار ہوا تو اس نے ہمیں خوشخبری دی اور اپنا خواب سنایا، صبح ہوئی تو سمندر کی طغیانی ختم ہوگئی اور ہم خیر و عافیت کے ساتھ طرابلس پہنچ گئے۔

میں نے ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عقالی (۱) کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم کشتی میں سوار ہو

---

(۱) نسخہ قاہرہ میں عقالی کی جگہ ''عسقلانی حسینی'' لکھا ہوا ہے۔۱۲ اشرف قادری

کر بحری سفر پر روانہ ہوئے، ہماری منزل مقصود ''جدہ'' تھی، لیکن سمندر میں شدید طغیانی آ گئی، ہمارے پاس جو ساز و سامان تھا وہ سب ہم نے سمندر میں پھینک دیا اور غرق ہونے کے قریب پہنچ گئے۔

ہم نے بارگاہ رسالت میں فریاد کرنا شروع کی اور ہم کہتے تھے: یا محمداہ......! یا محمداہ......!

ہمارے ساتھ مغرب کا ایک صالح آدمی تھا، اس نے کہا: حجاج کرام! خوش ہو جاؤ کہ تم بچ جاؤ گے، ابھی مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی امت آپ کی بارگاہ میں فریاد کناں ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف توجہ کی اور فرمایا: ابوبکر ان کی امداد کرو۔ اس صالح آدمی نے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سمندر میں غوطہ لگایا اور اپنا ہاتھ کشتی کے اگلے حصے میں ڈالا اور اسے کھینچتے ہوئے خشکی پر لے گئے، تمہارے لئے اتنی ہی فریاد کافی ہے۔ تم بچ جاؤ گے، اور الحمدللہ! ہم بچ گئے۔

اس کے بعد ہم بخیریت رہے اور صحیح سالم خشکی تک پہنچ گئے، والحمدللہ! میں نے ابوعبداللہ محمد بن علی خزرجی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں جوجر (ایک جگہ کا نام) میں تھا، کہ سمندر میں داخل ہوا، مجھے سمندر کی ایک موج نے تھپیڑ مارا، قریب تھا کہ میں ڈوب جاؤں۔

میں نے نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگتے ہوئے بے ساختہ کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ایک لکڑی میری دسترس میں پہنچا دی، میں نے اسے پکڑ لیا اور اس پر سوار ہو گیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگنے کے طفیل غرق ہونے سے بچا لیا۔

میں نے امام فقیہ قاسم ابن امام فقیہ شہید عبدالرحمٰن بن قاسم جزولی کو فرماتے ہوئے سنا، ان کے والد ''نوری'' کے وصف کے ساتھ مشہور تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم

۶۴۵ھ میں "قصر شامی" سے مکہ معظمہ حاضری دینے کے لئے روانہ ہوئے، ہم نے ارادہ کیا کہ جزیرہ سرناقہ (۱) سے سمندری راستے سے سفر کریں، ہم عصر کے بعد سمندر کے کنارے پہنچ گئے، سمندر طغیانی میں آ گیا، تیز ہوا چلنے لگی اور سورج غروب ہو گیا، ہم خشکی کے راستے پر بھی سفر نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی ہمیں یہ معلوم تھا کہ کدھر جائیں، مجبوراً کشتی کے بادبان گرا دئے گئے اور اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دئے۔

جب رات کے دو تہائی حصے گزر گئے تو طوفان کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا اور بادبان پھٹ گئے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی، ایک گھڑی نہیں گزری تھی کہ کشتی کا ایک سوار جو تین حج کر چکا تھا اس کا نام الحاج مخلوف تھا، وہ نیند سے بیدار ہوا تو ہشاش بشاش تھا۔ کہنے لگا کہ خوش ہو جاؤ، مجھے سرکار دو عالم ﷺ کا دیدار ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ تم پیر کے دن صحیح سالم مکہ معظمہ میں داخل ہو جاؤ گے۔

چنانچہ ہم اس رات اور اس سفر میں محفوظ و مامون رہے اور رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہمیں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا، اور ہم پیر کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے۔

ہم نے شیخ عارف صفی الدین ابو عبداللہ حسین بن ابی المنصور کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں شام کے قلعہ حمص میں تھا، وہاں سے میں نے مصر جانے کا پروگرام بنایا، راستے میں فرنگیوں، عربوں، اور غاجریہ کا خطرہ تھا، اس بنا پر میں سفر پر روانہ نہ ہو سکا۔

مجھے بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی، مجھے حضور سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ پر بھروسہ کر رہا ہوں، آپ نے فرمایا: تمہیں کسی چیز کا خطرہ نہیں ہوگا، میں نے دوبارہ وہی بات عرض کی تو فرمایا: تمہیں کسی چیز کا خوف نہیں ہوگا، میں نے تیسری بار عرض کیا کہ حضور میں روانگی کا حتمی فیصلہ کر چکا ہوں، فرمایا: تمہیں کسی چیز کا کھٹکا

---

(۱) نسخہ قاہرہ میں ہے شرناقہ۔ ۱۲ اشرف قادری

نہیں ہوگا۔

میں بیدار ہوا اور حمص سے روانہ ہو کر مصر پہنچ گیا، میں نے اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا، حالانکہ میرے آگے پیچھے، دائیں بائیں، لوگوں کو گرفتار بھی کیا جاتا رہا اور قتل بھی کیا جاتا رہا۔

# باب (۱۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگنا جن کے شرف صحابیت کا قرآن پاک اور احادیث مبارکہ گواہ ہیں ——— نیز جب سراقہ نے ان دونوں ہستیوں کا تعاقب کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ہی کی پناہ طلب کی، غار میں بھی ان پر اطمینان وسکون نازل ہوا۔

ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ( فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ ) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکون واطمینان نازل فرمایا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو پرسکون ہی رہے تھے۔(۱)

ہمیں خبر دی ابوالمعالی ابن علی نے روایت کرتے ہوئے مبارک بن علی سے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبیداللہ ابن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا ابوبکر احمد بن حسین الحافظ نے، انہیں خبر دی اور یہ روایت تحریر کروائی ابوعبداللہ الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر احمد ابن اسحاق نے، انہیں خبر دی موسیٰ ابن حسن بن عباد نے، انہیں بیان کیا عثمان بن مسلم نے، انہیں بیان کیا سری آ ابن یحییٰ نے، انہیں بیان کیا محمد بن سیرین (تعبیر الرؤیا کے امام) نے: کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کچھ لوگوں کا تذکرہ ہوا جنہوں نے حضرت عمر فاروق کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دی تھی، یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں تک بھی پہنچ گئی، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابوبکر کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے، اور ابوبکر کا ایک دن آل عمر سے افضل ہے۔

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابوبکر

---

(۱) یہ روایت امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں ۲/۴۸۲ بیان کی ہے۔

صدیق آپ کے ساتھ تھے، وہ ایک گھڑی تو آپ کے آگے چلتے، ایک گھڑی پیچھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کا یہ طریقہ نوٹ فرمایا، آپ نے فرمایا: ابوبکر! آپ ایک گھڑی ہمارے آگے چلتے ہیں اور ایک گھڑی پیچھے اس کی کیا وجہ ہے؟

ابوبکر! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی چیز تکلیف دینے والی ہو تو وہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے بلکہ آپ کو پہنچائے؟

کہنے لگے: قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہی بات ہے، میں چاہتا ہوں کہ کوئی موذی آگے یا پیچھے ہو تو اس کا آمنا سامنا آپ کے ساتھ نہیں، میرے ساتھ ہو۔

جب یہ دونوں حضرات غار کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تشریف رکھیں، تاکہ میں غار کو صاف کرلوں۔ چنانچہ غار کے اندر داخل ہوئے اسے صاف کیا، جب اس کے بالائی حصے میں آئے تو انہیں یاد آیا کہ ایک کونہ تو انہوں نے صاف ہی نہیں کیا، عرض کیا یارسول اللہ! آپ تشریف رکھیں میں غار کا ایک کونہ صاف کر کے حاضر ہوتا ہوں، اندر گئے اس کونے کو صاف کیا، پھر عرض کیا: یارسول اللہ! اب آپ اندر تشریف لے آئیں، چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ رات آل عمر سے افضل تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن گھات میں نہ بیٹھا ہو، تب میں آپ سے آگے چلتا ہوں، پھر مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی تعاقب نہ کر رہا ہو، اس لئے میں پیچھے ہو جاتا ہوں اسی طرح کبھی آپ کی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب چلتا ہوں، مجھے ہر طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس رات پنجوں کے بل چلتے رہے یہاں تک کہ آپ کی پائے مبارک گھس گئے، حضرت ابوبکر صدیق نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور تیز تیز چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کو غار کے دہانے تک لے آئے، وہاں جا کر آپ کو اتارا۔(۱)

پھر کہنے لگے: قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، آپ میرے داخل ہونے سے پہلے داخل نہ ہوں، اگر اس میں کوئی چیز ہو تو وہ بھلے سے مجھے گزند پہنچائے، لیکن آپ کو کوئی اذیت نہ پہنچائے۔ حضرت ابوبکر صدیق غار میں داخل ہوئے تو انہیں کوئی ایذا دینے والی چیز دکھائی نہ دی، تو انہوں نے جانِ جہاں اور روح ایمان حضور نبی کریم ﷺ کو اٹھا کر اندر پہنچا دیا۔

غار میں کچھ سوراخ تھے، جن میں سانپ وغیرہ حشرات الارض تھے، حضرت ابوبکر صدیق یار غار و یار مزار کو خطرہ محسوس ہوا کہ مبادا اس سوراخ سے کوئی چیز نکلے اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے، انہوں نے اپنا پاؤں اس سوراخ میں داخل کر دیا، سانپ وغیرہ جو مخلوق تھی وہ آتی اور آپ کے پاؤں کو چاٹتی اور ٹکریں مارتی، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ابوبکر! تم غمگین نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے" اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق پر اطمینان و سکون نازل فرما دیا۔(۲)

---

(۱) غارِ ثور پر حاضر ہونے والے جانتے ہیں کہ وہاں تنہا آدمی کا چل کر جانا بھی کتنا مشکل ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق کی عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ تھی، اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کو کندھوں پر اٹھا کر دوڑتے ہوئے غارِ ثور تک لے گئے، یقیناً یہ ان کے ایمان اور عشق کی قوت تھی۔ ۱۲ اشرف قادری

(۲) امام احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

حضرت علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جاں ان پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رات تھی۔

رہا ان کا دن: تو وہ دن تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، اور عرب کے مختلف قبائل مرتد ہو گئے، بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے، زکات نہیں دیں گے، بعض نے کہا ہم نہ نماز پڑھیں گے اور نہ ہی زکات دیں گے۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کرتا رہا، میں نے انہیں کہا: اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں۔ انہوں نے فرمایا: تم زمانہ جاہلیت میں تو بہت دلیر تھے کیا اسلام میں بزدل ہو گئے ہو؟ میں اُن سے کس طرح الفت کا اظہار کروں؟ کیا کسی خود ساختہ شعر کے ساتھ یا افتراء پر مشتمل شعر کے ساتھ؟

نبی اکرم ﷺ رحلت فرما گئے، سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ سے ایک رسّی بھی روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے تو اس پر بھی اُن کے ساتھ جہاد کروں گا۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کی معیت میں جہاد کیا اللہ کی قسم ان کا فیصلہ درست تھا...... یہ ان کا دن تھا۔ (۱)

غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی شاعر کا یہ شعر پڑھتے تھے:

اِنْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور جو کچھ تو نے برداشت کیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔

اور جب کفار نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے چشموں پر رہنے والوں کی طرف آپ کے بارے میں پیغام بھیجا اور انہیں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دیا

(۱) ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۲/۲۷۷-۲۷۶

ثور پہاڑ پر بھی آئے، جس کی غار میں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے، یہاں تک کہ غار کے دہانے پر پہنچے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں۔

حضرت ابوبکر صدیق پر خوف و ہراس طاری ہو گیا (کہ کہیں غار سرکار دو عالم ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا (لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) تم غمگین نہ ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔(۱)

زجاج کہتے ہیں کہ جب مشرکین غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی: مجھے خوف ہے کہ آپ کو شہید کر دیا جائیگا، اور آج کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔(۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ غمگین نہ ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہم سے دور رکھے گا اور ہماری امداد فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا موجودہ صورت میں انہیں ہم سے دور رکھے گا؟ فرمایا: ہاں تب حضرت ابوبکر صدیق کے آنسو تھم گئے اور وہ پر سکون ہو گئے۔

امام بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی ایک اپنے پاؤں کے نیچے دیکھے تو وہ ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے گا۔

---

(۱) "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۲/۴۸۰

(۲) اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اپنی جان کی فکر نہیں تھی، فکر تھی تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے، اور یہ کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے۔ ۱۲ شرف قادری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! آپ کا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟(۱)

ایک روایت میں ہے کہ اگر ان میں سے ایک اپنا قدم اٹھائے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔

حضرت انس بن مالک، زید بن ارقم اور مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے: جس رات نبی اکرم ﷺ غار میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک پودے کو حکم دیا، وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آڑ بن کر کھڑا ہو گیا، مکڑی کو حکم دیا اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنے جالے کا پردہ تان دیا، دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا انہوں نے غار کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دیا اور لگے غٹرغوں غٹرغوں کرنے، مشرکین نے قریش کی ہر شاخ کا ایک ایک جوان لے کر ایک ٹیم بنائی، ان میں سے کسی کے پاس ڈنڈا، کسی کے پاس لاٹھی، اور کسی کے پاس تلوار تھی، جب وہ نبی اکرم ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر رہ گئے، تو ایک شخص نے غار میں جھانکنے کی کوشش کی، اس نے دیکھا کہ غار کے دہانے پر دو کبوتریاں مٹر گشت کر رہی ہیں، وہ لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا، اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تم نے غار میں دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی؟

اس نے کہا: میں نے غار کے دہانے پر دو کبوتریاں دیکھی ہیں، اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (کتاب مناقب الصحابہ) "باب مناقب المہاجرین و فضلہم" ۳/ ۷ حدیث نمبر (۳۶۵۳) امام مسلم نے یہ حدیث اپنی صحیح میں (کتاب فضائل الصحابہ) "باب من فضائل ابی بکر الصدیق" ۴/ ۱۸۵۴ میں روایت کی حدیث نمبر (۲۳۸۱)

(۲) امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

جان ہیں، جاں نظر آئے کیسے؟ کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں؟

نوٹ: عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ دشمن کے خوف سے غار میں چھپ گئے تھے، بخاری

(بقیہ حاشیہ نمبر ۲، اگلے صفحے پر)

نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی گفتگو سنی اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو کبوتریوں کی وجہ سے دشمن کو دور فرما دیا ہے، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی، ان پر بسم اللہ شریف پڑھی، ان کی جزا لازم فرمائی اور کبوتر حرم شریف میں اتر آئے۔(۱)

ہمیں روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاعر بارگاہ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوچھا کہ کیا تم نے ابوبکر صدیق کے بارے میں بھی کوئی اشعار کہے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: سناؤ، ہم بھی تو سنیں انہوں نے عرض کیا:

وثاني اثنين في الغار المنيفِ وقد طاف العدوُّ به إذ صَعّد الجبلا

ابوبکر صدیق بلند غار میں دو میں سے دوسرے تھے، جب دشمن پہاڑ پر چڑھا تو اس نے غار کے گرد چکر لگایا۔

وكان حِبَّ رَسُولِ اللّٰهِ قد عَلموا من الخَلائقِ لم يَعدلِ بِه بَدلا

ابوبکر صدیق وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے، یہ حقیقت صحابۂ کرام کو معلوم تھی

---

(بقیہ حاشیہ نمبر۲ صفحہ گزشتہ)

شریف کی ایک روایت میں ہے: فَتَوَارَيَا فِيهِ بخاری شریف عربی ص ۵۸۷ دونوں حضرات غار میں چھپ گئے، یہ راوی کا تاثر ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان نہیں ہے جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت اور معیت حاصل تھی تو آپ کو چھپنے کی ضرورت کیا تھی؟ جو تحفظ بڑے بڑے قلعے فراہم نہیں کر سکتے تھے وہ مکڑی کے جالے سے فراہم کر دیا، جو حفاظت بڑے بڑے بہادروں سے نہیں ہو سکتی تھی وہ کبوتروں سے فراہم کر دی، بعد ازاں سراقہ ابن مالک تعاقب کرتے ہوئے بالکل قریب پہنچ جاتے ہیں، وہ اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، ایسی ہستی کو چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پوری توجہ اور تنہائی کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کو فیض یاب کرنا اور انہیں مسند خلافت کے لئے تیار کرنا مقصود تھا، یاد کیجئے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کیلئے غار حراء کو منتخب فرمایا تھا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیوض وبرکات عطا فرمانے کے لئے غار ثور کو منتخب فرمایا۔ ۱۲ شرف قادری

(۱) اس حدیث کو ابونعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا ۲/۳۲۵ حدیث نمبر (۲۹۹) امام بیہقی نے بھی ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا ۲/۴۸۲۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ فرمائش کر کے حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل ومناقب اور خاص طور پر منظوم کلام کا سننا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ۱۲ شرف قادری

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سے کسی کو ان کے برابر قرار نہیں دیتے تھے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔(۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عازب سے ایک کجاوہ تیرہ درہم میں خریدا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عازب کو فرمایا: براء کو کہو کہ کجاوہ میرے ساتھ لے چلے۔ یہ حدیث امام بخاری و مسلم نے روایت کی (۲)

حضرت عازب نے انہیں فرمایا: پہلے آپ ہمیں یہ بتائیں کہ جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم مکہ معظمہ سے نکلے اور مشرکین آپ کو تلاش کر رہے تھے تو آپ نے کیا کیا؟...... یہ طویل حدیث ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: ہم اندھیرے میں چلے، مشرکین ہمیں تلاش کر رہے تھے، ان میں سے سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے کوئی ہمیں نہ پاسکا وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ہم تک پہنچ گئے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دشمن ہمیں تلاش کرتا ہوا قریب پہنچ گیا ہے، فرمایا: آپ غمگین نہ ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ قریب آ گیا اور ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں تلاش کرنے والا یہ دشمن ہم تک پہنچ گیا ہے اور میں رو دیا۔

فرمایا: کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے اپنی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ آپ کی وجہ سے رونا آ رہا ہے۔

---

(۱) اس حدیث کو ابن سعد نے "الطبقات" ۳/۱۲۹ میں کچھ اختلاف اور کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا۔

(۲) بخاری شریف (کتاب مناقب الصحابۃ) "باب مناقب المہاجرین" ۳/۶ حدیث نمبر (۳۶۵۲)۔ مسلم شریف (کتاب الزہد) "باب حدیث الہجرۃ" ۴/۲۳۱۰ حدیث نمبر (۷۵)

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اسے ہماری طرف سے کفایت فرما، جیسے تو چاہتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور وہ خود چھلانگ لگا کر نیچے اترا، پھر کہنے لگا: اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں جس مشکل میں مبتلا ہو گیا ہوں اس سے نجات عطا فرمائے، اللہ کی قسم! میرے بعد جو تلاش کرتا ہوا آئے گا میں اسے کسی دوسرے راستے پر ڈال دوں گا، یہ میرا ترکش ہے، اس میں سے آپ تیر لے جائیں، آپ میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے فلاں فلاں جگہ گزریں گے آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہاں سے لے لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں تیرے اونٹوں اور تیری بکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی، سراقہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے، میں آپ کے ہم رکاب رہا، یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم نے سورج کے زوال کے بعد سفر کا آغاز کیا، سراقہ ابن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، اس وقت ہم سخت زمین پر محو سفر تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دشمن آپہنچا، آپ نے فرمایا: غمگین نہ ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔

سراقہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے، اب

---

(۱) سراقہ ابن مالک کو معلوم نہیں تھا کہ میں کس بے نیاز ہستی سے ہم کلام ہوں، اور کس بادشاہ کونین سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر رہا ہوں، اگر اسے معلوم ہوتا تو ایسی پیشکش کی جرأت نہ کرتا ۱۲ اشرف قادری۔

میری گزارش یہ ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں، میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر
کہتا ہوں کہ جو شخص آپ کی تلاش میں آئے گا، اسے واپس کردوں گا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں دعا کی تو وہ نجات پا گیا، پھر وہ واپس چلا گیا، اسے جو بھی ملا اسے اس نے کہا ک
ادھر میں دیکھ آیا ہوں، ادھر تمہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے، جو بھی تلاش میں اس طرف ک
رخ کرتا اسے واپس کردیتا، اس طرح سراقہ نے رسم وفا نبھائی۔ (۱)

اسی سلسلے میں سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد ابوجہل کو جواب دی
ہوئے کہتے ہیں۔

أباحَكَمٍ واللّٰه لو كُنتَ شاهداً　　لأمرِ جوادي إذتسيخ قوائمهُ

○ ـــــ ابوالحکم! اللہ کی قسم! اگر تو اس وقت میرے گھوڑے کی حالت کو دیکھتا۔ جب
میرے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس رہی تھیں۔

عجِبتَ ولم تَشكُكُ بأنَّ محمداً　　نَبيٌّ وبرهانٌ فمن ذا يُكاتمهُ

○ ـــــ تو تو تعجب کرتا اور تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے نبی اور برہان ہونے میں شک نہ رہت
اس حقیقت کو کون چھپا سکتا ہے؟

عَلَيکَ فَكُفَّ الناسَ عنه فإنني　　أرىٰ أمرهُ يوماًستبدو معالمهُ

○ ـــــ تجھ پر لازم ہے کہ تو لوگوں کو ان کی مخالفت سے منع کرے، میں ماتھے کی آنکھو
سے دیکھ رہا ہوں کہ ان کے دین کی نشانیاں ظاہر ہو کر رہیں گی۔

بأمرٍ تَوَدُّ النصرَ فيه بِالبها　　لوانَّ جميع الناس طُراً تُسالِمهُ (۲)

○ ـــــ ان کا وہ معاملہ ظاہر ہوگا جس میں تم کامیابی کی امید رکھتے ہو، کاش تمام لوگ ا
سے صلح کرلیں۔

(۱) مسلم شریف (کتاب الزہد) "باب حدیث الہجرۃ" ۴/۲۳۰۹ حدیث نمبر (۷۵)

(۲) "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۲/۴۸۹

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں داخل ہونے اور اس کے بعد سراقہ ابن مالک کے تعاقب کرنے کے بارے میں درج ذیل اشعار کہے:

قَالَ النّبِيُّ ولم أجزع يُوَقِّرني ۔۔۔ ونحن في سدُفةٍ من ظُلمة الغارِ

○ ــــ ہم غار کے اندھیرے میں تھے، میں نے (اپنے بارے میں) بے صبری کا اظہار نہیں کیا تھا، اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ مجھے تسلی دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔

لاتخشَ شيئاًفإنّ اللّٰه ثالثُنا ۔۔۔ وقدتوَكَّل لي منه باظهارِ

○ ــــ آپ کسی چیز سے نہ ڈریں، کیونکہ ہم دونوں کا تیسرا اللہ ہے اور اس نے میرے غلبے کا واضح طور پر ذمہ اٹھایا ہے۔

وإنماكيدُ من تُخشىٰ بَوادرهُ ۔۔۔ كَيدُ الشياطين كادته لكفارِ

○ ــــ اور جس کی جلد بازیوں کا خوف کیا جاتا ہے وہ صرف شیطانوں کا مکر ہے جو اس نے کافروں کے لئے استعمال کیا ہے۔

واللّٰه مُهلكُهُم طُرًّا بماكسبوا ۔۔۔ وجاعِلُ الْمُنتهىٰ مِنهُم إلى النارِ

○ ــــ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اُن کے برے اعمال کی بدولت ہلاک فرمادے گا اور ان کا انجام دوزخ بنائے گا۔

وأنت مُرتَحلٌ عَنهم وتاركهُم ۔۔۔ إمَّا غُدُوًّا وإمامُدلجٌ ساري

○ ــــ اور ابوبکر! آپ انہیں چھوڑ کر کوچ کرنے والے ہیں یا تو صبح سفر کریں گے یا رات کی تاریکی میں۔

وهاجِرٌ أرضَهم حتى يَكون لنا ۔۔۔ قَومٌ عليهم ذوواعِزّ وأنصارِ

○ ــــ اور آپ اُن کی زمین کو چھوڑنے والے ہیں، یہاں تک کہ ہمیں ایسے عزت والے اور مددگار میسر ہوں گے جو ان سے فضیلت میں بلند ہوں گے۔

حتی إذا اللیل وارانا جَوانِبُهُ　　　وسدَّ من دون من نخشیٰ بأستارِ

○ ــــــ یہاں تک کہ رات کے اطراف نے ہمیں ڈھانپ لیا اور جن لوگوں سے ہمیں خطرہ تھا ان کے سامنے پردے کھینچ دیے۔

سار الأُریقِطُ یهدینا وأینُقُهُ　　　یبغینَ بالقومِ بَغیاً تحت أکوارِ

○ ــــــ گائڈ (عامر بن فُہیرہ) رات کے وقت چلتے ہوئے ہماری راہنمائی کرتا تھا اور اس کی اونٹنیاں کجاووں کے نیچے لوگوں کو کسی اور طرف بھیج رہی تھیں۔

حتی إذا قُلْت: قد انجدَ عارِضُنا　　　من مدلِج فارسٍ في مَنصبِ وارِ

○ ــــــ یہاں تک کہ جب میں نے کہا کہ ہمارا رخسار اندھیرے میں آنے والے گھڑ سوار (سراقہ ابن مالک) کی وجہ سے پسینے سے تر ہو گیا ہے۔

فقال: کُرُّوا، فقلنا: إنَّ کرَّتنا　　　من دون ذلک نَصرُ الخالق الباري

○ ــــــ اس نے کہا کہ لوٹ آؤ، ہم نے کہا کہ ہمارے واپس آنے کے راستے میں اللہ تعالیٰ کی امداد حائل ہے (یعنی تم ہمیں واپس نہیں لے جا سکتے)۔

أن یَخسِفَ اللّٰه بالأحویٰ وفارِسه　　　فانظر إلی أربع في الأرضِ غَوّارِ

○ ــــــ اگر اللہ تعالیٰ سرخی مائل سیاہ گھوڑے اور اس کے سوار کو زمین میں دھنسا دے تو تُو زمین میں دھنس جانے والی اس کی چار ٹانگوں کو دیکھ۔

فَهِیلَ لما رأیٰ أرساغَ مُهرِته　　　یرسخن في الأرضِ لم تُحفَر بمحفارِ

○ ــــــ جب اس نے اپنے گھوڑے کے کُھروں کو زمین میں دھنستے ہوئے دیکھا، جب کہ زمین میں کسی آلے سے سوراخ نہیں کیے گئے تھے۔

فقال: هل لکُم أن تُطلِقُوا فرسي　　　وتأخذوا مَوثقاً من نُصحِ إسرارِ

○ ــــــ تو سراقہ نے کہا: کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے گھوڑے کو رہا کر دیں اور مجھ سے پردہ داری کا مخلصانہ عہد لے لیں؟

فادعُوَا الذي كفَّ عنكُم أمر عَدوتِنا　　يُطلِق جَوادي فَأنتُم خَيرُ أبرارِ

○—— آپ دونوں اس ذات اقدس سے دعا مانگیں جس نے ہماری دشمنی سے آپ کو محفوظ کر دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو رہا کر دے، میں مانتا ہوں کہ آپ بہت ہی نیک لوگ ہیں۔

فقال قولاً رسول الله مُبتهلاً　　يارَبِّ إن كان ينوي غيرَ إخفارِ

○—— رسول اللہ ﷺ نے گڑگڑا کر دعا مانگی: اے اللہ! اگر اس کی نیت میں فتور نہیں ہے۔ (شرط کی جزا آئندہ شعر میں ہے)

فَنَجِّه سَالماً من شَرِّ دعوتِنا　　ومهرُهُ مُطلق" من كَلْمِ أباري

○—— تو اسے اور اس کے گھوڑے کو ہماری دعا کے نقصان سے نجات عطا فرما اور اسے ہلاکت کے زخموں سے رہائی عطا فرما۔

فأظهَرَ اللّهُ إذ يَدعُو حوافِرَهُ　　وفازَ فَارِسهُ من هَولِ أخطارِ

○—— جب اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کے سُم زمین سے نکال دیئے اور اس کا سوار خطرات کے خوف سے آزاد ہو گیا۔

---

# باب (۱۱)

**مختلف بیماریوں میں مبتلا لوگوں کا فریاد کرنا اور نبی اکرم ﷺ کی پناہ لینا۔**
**بعض حضرات نے آپ کی بارگاہ میں بینائی زائل ہونے کی شکایت کی۔**

ہمیں خبر دی ابوالمعالی نے روایت کرتے ہوئے مبارک ابن علی سے، انہیں خبر دی ابوالحسین عبیداللہ ابن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی اُن کے دادا ابوبکر احمد بن حسین نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، انہیں خبر دی مکۂ معظّمہ میں ابومحمد عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن سھل ریالی نے، انہیں خبر دی محمد بن علی بن یزید صائغ نے، انہیں خبر دی احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے، انہیں خبر دی اُن کے والد نے، روایت کرتے ہوئے روح بن القاسم سے، انہوں نے ابوجعفر مدینی الخطمی سے، انہوں نے ابوامامہ ابن سہل بن حُنیف سے، انہوں نے اپنے چچا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جب ایک نابینا صحابی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر بینائی کے زائل ہونے کی شکایت کی، اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ساتھ لے جانے والا کوئی نہیں ہے اور یہ بات میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم وضو کرنے کی جگہ پر جاؤ اور وضو کرو پھر دو رکعتیں ادا کرو، پھر دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نبیِ رحمت کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد (یارسول اللہ!) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری بینائی بحال فرمادے، اے اللہ! اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما اور میری درخواست میرے حق میں پوری فرما۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابھی مجلس برخاست نہیں ہوئی تھی اور گفتگو بھی طویل نہیں ہوئی تھی، کہ وہی صحابی تشریف لائے اور یوں

معلوم ہوتا تھا کہ انہیں تکلیف لاحق ہی نہیں ہوئی تھی۔(۱)

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے، روایت کرتے ہوئے دو بزرگوں سے (۱) ابوطاہر احمد بن محمد (۲) ابوالعلا محمد بن جعفر، ان دونوں کو خبر دی ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین اور ابومنصور محمد بن احمد بن علی نے ساتھ ہی اجازت بھی دی، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبیداللہ بن عمر بن احمد نے، انہیں یہ حدیث بیان کی ان کے والد نے، انہیں بیان کیا محمد بن احمد بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں محمد بن اسماعیل سُلمی کی روایت لکھی ہوئی دیکھی، جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ حدیث سُنی ہے، انہیں بیان کی مسلم ابن ابراہیم نے، انہیں بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہیں بیان کی ابوجعفر الخطمی نے، روایت کرتے ہوئے عُمارہ ابن خزیمہ سے انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ ایک نابینا صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میری بینائی کو نقصان پہنچ گیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری لئے دعا کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم وضو کرو، دو رکعتیں ادا کرو پھر یوں دعا کرو: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد مصطفیٰ، نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوں، یا محمد! (یارسول اللہ!) میں اپنی بینائی کی واپسی کے لئے آپ کی شفاعت کا طلبگار ہوں، اے اللہ! نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔

آپ نے (یہ بھی) فرمایا: اگر تیری کوئی اور حاجت ہو تو یہی دعا مانگ۔

حضرت عثمان بن حُنَیف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس کر دی۔

اس حدیث کو امام بیہقی اور امام ابن شاہین نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ''

(۱) ''دلائل النبوۃ'' از امام بیہقی ۶/ ۱۶۷

میں روایت کیا۔

اسی طرح امام نسائی نے یہ حدیث حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کی (۱)

امام ترمذی نے بھی یہ حدیث حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے۔ (۲)

صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے آپ کی بارگاہ میں آنکھوں کی درد کی شکایت کی تو وہ آپ کے لعاب دہن اور پھونک مارنے سے تندرست ہو گئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی ایک آنکھ اپنی جگہ سے نکل کر ان کے رخسار پر پڑی ہوئی تھی، آپ نے اسے اس کے خانے میں فٹ کر دیا تو وہ ان کی دونوں آنکھوں میں سے بہتر آنکھ تھی۔ (۳)

حضرت فُوَیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں (سفید موتیا اتر آیا تھا) اور انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں پھونک ماری تو ان کی بینائی اتنی تیز ہو گئی کہ وہ اسّی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈالا کرتے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے چادر کے ایک حصے کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔

آپ نے فرمایا: ہمارے قریب آجاؤ اور ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اس کے بعد زندگی بھر انہیں آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس

---

(۱) ''السنن الکبریٰ'' ۶/۱۶۹ حدیث نمبر (۲/۱۰۴۹۵)

(۲) ''الجامع الصحیح'' امام ترمذی ۵/۵۳۱ - حدیث نمبر (۳۵۷۸)

(۳) دیکھئے ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۳/۲۵۱ ـــــــ اور اس کے بعد کے صفحات

کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ خیبر کے دن کے بعد مجھے آنکھوں کی تکلیف ہوئی اور نہ کبھی سر میں درد ہوئی۔(۱)

اسی سلسلے میں حضرت صالح شافعی نے فرمایا اور ہمیں اپنا کلام سنایا:

وَرَدَّ عُيونًا جَمَّةً بَعدما وَهَتْ　　فأكسبها الرحمنُ نورًا مُجدَّدا

○ ــــــ بہت سی آنکھوں کو ان کی کمزوری کے بعد صحیح حالت کی طرف لوٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں نیا نور عطا فرما دیا۔

وَكان عَليٌ أرمدًا يوم خيبرٍ　　فَماعادمُذْداواهُ بالريقِ أرمَدا

○ ــــــ خیبر کے دن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف تھی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن سے ان کا علاج کیا تو اس کے بعد انہیں کبھی یہ شکایت نہیں ہوئی۔

میں نے منصور ابن سلیم شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے ابوالحسن اسماعیل بن مُشَرَّف کو بغداد شریف میں بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے حافظ ابوبکر بن عبدالغنی ابن ابوبکر بن نُقطہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، کہ مجھے بیان کیا محمد بن مبارک حربی نے کہ ابوالبَرَ علی نابینا تھے، انہیں خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اپنا دست اقدس ان کی آنکھوں پر پھیرا تو ان کی بینائی بحال ہوگئی۔(۲)

---

(۱) متعدد روایات دیکھئے، "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۶/۱۷۹، اس روایت کی اصل صحیحین میں ہے۔

(۲) نوٹ: ایسا ہی ایک واقعہ امام یعقوب بن سفیان فسوی کو پیش آیا، حافظ ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" ۱۳/۱۸۱ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: امام یعقوب نے فرمایا کہ میں نے حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے سفر کیا، ایک شہر میں گیا تو میری ملاقات ایک استاذ سے ہوئی، میں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا، اس لئے ان کے پاس کچھ عرصہ قیام کی ضرورت تھی، لیکن میرا زادِراہ کم پڑ گیا، میرا شہر دور تھا، میں ساری ساری رات مطالعہ وغیرہ میں صرف کرتا، دن کے وقت استاذ سے پڑھتا، ایک رات میں بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا، رات کا زیادہ تر حصہ گزر چکا تھا کہ میری آنکھوں میں پانی اتر آیا، مجھے نہ چراغ دکھائی دے رہا تھا اور نہ گھر، مجھ پر شدید گریہ طاری ہوا، ایک تو اس لئے کہ میرا لکھنے پڑھنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا تھا، دوسرا یہ کہ مزید علم حاصل کرنے سے محروم ہوگیا تھا، روتے روتے میں پہلو کے بل لیٹ گیا، اور اسی طرح سو گیا، خواب میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے پکارا:　　(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

میں نے شیخ ابوالقاسم بن یوسف اسکندری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہمارا ایک دوست تھا، وہ نابینا ہوگیا، طبیبوں نے جمع ہوکر مشورہ کیا، لیکن اس کے لئے کوئی دوائی نہ ملی۔

اس دوست نے مجھے بتایا کہ مجھے خواب میں سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے آپ کی نگاہ عنایت پر بھروسے کا اظہار کیا، آپ نے مجھے فرمایا: تم دیکھنے لگو گے، اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔

پندرہ دن کے بعد پھر کرم ہوا اور مجھے حضور سید دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے وعدہ فرمایا تھا (کہ تم دیکھنے لگو گے) آپ نے مجھے حکم دیا کہ تم سیہہ کا خون اور لومڑی کا پتا بطور سرمہ آنکھوں میں لگاؤ، اس کے بعد میں بیدار ہوگیا، صبح ہوئی تو میں نے سیہہ پکڑا اسے ذبح کرکے اس کا خون حاصل کیا، لومڑی کا پتا بھی حاصل کیا انہیں آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت روشنی دکھائی دینے لگی (حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ) میں نے ان کی تندرست آنکھیں دیکھیں، یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف لاحق ہی نہیں ہوئی۔(۱)

---

(بقیہ حاشیہ نمبر۲ صفحہ گزشتہ)

یعقوب بن سفیان! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ! میری بینائی ضائع ہوگئی ہے، مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں آپ کی سنت کی کتابوں سے محروم ہوگیا ہوں اور اپنے شہر سے بھی دور ہوں، فرمایا: ہمارے قریب آؤ، میں قریب گیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میری آنکھوں پر پھیرا، یوں محسوس ہوا جیسے آپ کچھ پڑھ رہے ہیں، پھر میں بیدار ہوا تو (الحمد للہ) مجھے سب کچھ دکھائی دے رہا تھا، میں کتاب لے کر بیٹھ گیا اور چراغ کی روشنی میں لکھنے لگا۔ (انتہی)

ایسا ہی ایک واقعہ امام سخاوی نے ''الضوء اللامع'' ۱۰/۳۲۵ میں یوسف بن علی بن محمد قارسکوی کے حالات میں بیان کیا کہ ان کی بینائی ختم ہوگئی خواب میں جان دو عالم، روح اعظم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے ان کی آنکھوں پر دست اقدس رکھا تو ان کی بینائی بحال ہوگئی۔

(۱) امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری رحمہ اللہ تعالٰی علیہ حضرت مصنف کے اساتذہ میں سے ہیں، ان کی ایک تصنیف ہے ''زوال الظما فی ذکر من استغاث برسول اللہ ﷺ من الشدۃ والعمی'' صاحب ایضاح المکنون ۱/۶۱۴ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

# باب (۱۲)

## جن حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سر درد کی شکایت کی

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے، روایت کرتے ہوئے دو بزرگوں (۱) ابوطاہر احمد بن محمد (۲) ابوالعلا محمد بن جعفر بن عقیل بصری (ساتھ ہی اجازت بھی دی) اُن دونوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین سراج اور ابومنصور محمد بن احمد نے، اِن دونوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبیداللہ ابن عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین نے، انہیں خبر دی ان کے والد نے، انہیں بیان کیا یحیی ابن محمد بن صاعد نے، انہیں بیان کیا ابراھیم بن یوسف صیر فی رکندی نے، انہیں بیان کیا ابو یحیی تیمی نے روایت کرتے ہوئے سیف بن وھب سے، انہیں بیان کیا ابوالطفیل نے، کہ ایک شخص کو ''فِراس ابن عمرو'' کہا جاتا تھا، اس کا تعلق بنولیث سے تھا، انہیں سخت دردِ سر لاحق ہو گیا، ان کے والد انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے، اور ان کے دردسر کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فِراس کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان واقع جلد کو پکڑ کر کھینچا، وہ جگہ پھول گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیشانی کی جس جگہ دست مبارک لگایا تھا وہاں بال اُگ آیا اور دردسر غائب ہو گیا اور ایسا غائب ہوا کہ پھر کبھی لاحق نہیں ہوا۔ (۱)

ابن شاہین نے یہ حدیث ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کی ہے۔

اسی طرح ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے، روایت کرتے ہوئے حافظ مبارک بن علی الحرمی سے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا ابوبکر احمد بن حسین الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں بیان کیا

---

☆ (۱) اس حدیث کی جو تخریج امام بیہقی نے کی ہے اس کا حوالہ آئندہ آئے گا۔

ابواسامہ کلبی نے، انہیں بیان کیا شُریح بن مَسلمہ نے، انہیں بیان کیا ابوتحیٰی تیمی اسماعیل بن ابراہیم نے اور حدیث بیان کی اور اس میں اضافہ کیا کہ ابوالطفیل نے بتایا کہ میں نے اسے دیکھا تو یوں معلوم ہوا جیسے وہ سِیَہ کا بال ہو۔

راوی کہتے ہیں کہ فراس نے خارجیوں کے ساتھ مل کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا تو اُن کے باپ نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا اور وہ بال گر گیا۔

جب فراس نے دیکھا کہ وہ بال گر گیا ہے تو یہ بات اُن پر بڑی گراں گزری، انہیں کہا گیا کہ یہ اس بغاوت کی سزا ہے جس کا تم نے ارادہ کیا تھا، لہٰذا تم توبہ کرو، چنانچہ انہوں نے توبہ کی۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ بال مبارک گر گیا تھا، پھر اس کے بعد اُگا ہوا بھی دیکھا۔

اس روایت کو حافظ ابوبکر نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا (۱) اور فرمایا کہ اس کے روایت کرنے میں ابویحیٰی تمیمی منفرد ہیں۔

ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو تک وہی سند ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوئی، ان دونوں کو بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں بیان کیا عباس بن محمد الدُّوری نے، انہیں بیان کیا قیس بن حفص دارمی نے، انہیں بیان کیا بشر بن مفضل نے، انہیں بیان کیا کثیر ابوالفضل نے، انہیں بیان کیا آل زبیر میں سے ایک قریشی نے، کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سر اور چہرے میں ورم (سوجن) پیدا ہو گیا، انہوں نے اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام بھیجا کہ میری تکلیف کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرمائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۶/۲۳۰

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تکلیف کا تذکرہ کیا تو آپ حضرت اسماء کے پاس تشریف لے
گئے اوران کے سر اور چہرے پر کپڑا ڈال کراوپر اپنا دست اقدس رکھا۔

اور پڑھا: ''بسم اللّٰه، أذهب عنها سُوءَهُ وفُحشَهَ بدعوة
نَبِيّک الطيّب المبارَکِ المکينِ عندک، بسم اللّٰه۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! اس تکلیف کی برائی اور قباحت کو دور فرما،
اپنے طیّب، مبارک اور اپنی بارگاہ میں معزز نبی کی دعا سے، اللہ کے نام سے:
تین دفعہ یہ کلمات کہے۔

اور انہیں حکم دیا کہ وہ خود بھی یہ دعا پڑھیں، انہوں نے تین دن یہ دعا پڑھی تو ورم
جاتا رہا۔(۱)

(۱) ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۶/۲۳۰

# باب (۱۴۳)

## جن حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں داڑھ کی درد، گلے کی تکلیف، یادے کی شکایت کی

امام ابوبکر بیہقی تک سنداس سے پہلے بیان ہوچکی ہے، انہیں خبر دی ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان دونوں نے بیان کیا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو ابن مطر نے، انہیں بیان کیا ابراہیم بن علی نے، انہیں بیان کیا یحیی ابن یحیی نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن عیاش نے روایت کرتے ہوئے یزید بن نوح بن ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ موتہ کے مقام کی طرف بھیجا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے داڑھ اور کانوں کی بہت سخت تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا: ہمارے قریب ہوجاؤ، قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے ہمیں حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم تمہارے لئے ایسی دعا کریں گے کہ جو بھی مبتلائے تکلیف مومن وہ دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمادے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کی جانب والے رخسار پر دست اقدس رکھا اور یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ سُوْءَ مَایَجِدُوفُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ۔"

اے اللہ جس تکلیف کو یہ محسوس کررہے ہیں اس کی برائی اور قباحت کو دور فرما اپنے اس بابرکت نبی کے طفیل جو تیری بارگاہ میں معزز ہیں۔ سات دفعہ یہ دعا پڑھی۔

راوی (حضرت یزید بن نوح) کہتے ہیں کہ ابھی وہ اٹھ کر نہیں گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا عطا فرمادی۔(۱)

---

(۱) "دلائل النبوۃ" امام بیہقی ۶/۱۸۲۔

میں نے امامِ فقیہ، عالم عامل عارف باللہ شیخ تقی الدین ابو محمد عبد السلام بن سلطان قُلیبی کو فرماتے ہوئے سنا: یاد رہے کہ یہ روایت بالمعنیٰ ہے، لفظ بلفظ نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی ابراہیم کے گلے میں خنازیر (حنجیریں) تھیں جو اس کے لئے بہت تکلیف دہ تھیں، انہیں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میری تکلیف ملاحظہ فرمارہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری درخواست منظور ہوگئی (قَدْ اُجِیْبَ سُؤْلُكَ) تین دفعہ یہ کلمات فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ کی برکت سے وہ تندرست ہوگئے۔

یہ بھی انہیں ہی بیان کرتے ہوئے سنا (یہ روایت بھی بالمعنیٰ ہے) کہ میں نے وجیہ بن بونی کو دمشق میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ میرے والد دمے کے مریض تھے، وہ دوسری منزل سے نیچے نہیں آسکتے تھے، لوگ ان سے پڑھا کرتے تھے، میں بھی بیمار تھا اور پہلی منزل میں رہتا تھا۔

خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے آپ کو گدا پیش کیا، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور دمے کے مریض ہیں، وہ اوپر سے نیچے میرے پاس نہیں آسکتے، میں نیچے سے اوپر ان کے پاس نہیں جاسکتا۔

نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے دوسری منزل پر تشریف لے گئے، صبح کی نماز کا وقت ہوا تو میں نے اپنے والد کو آہ آہ! کہتے ہوئے اور سیڑھی سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ وہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بیٹے آج رات نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تھے، میں نے انہیں بتایا کہ آپ میرے پاس سے ہی آپ کے پاس گئے تھے، ہم دونوں کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیخ ابو مدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ بھی بیماروں کے واقعات کے ذیل میں آتا ہے

اور یہ عظیم ترین نشانیوں میں سے ہے۔

میں نے علی بن ابراہیم بن سوار کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے شیخ ابومحمد عبدالعزیز کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہمیں ہمارے شیخ ابومدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حمام میں داخل ہوا، وہاں میں نے مٹی جیسی چیز رکھی ہوئی دیکھی، اس کا کچھ حصہ میں نے اپنی داڑھی پر مل لیا، داڑھی کے تمام بال جھڑ گئے، ایک بال بھی باقی نہ رہا۔

میں نے دعا مانگی: اے اللہ میں تیرے نبی ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری داڑھی واپس فرما دے۔

اسی رات داڑھی پیدا ہو گئی صبح ہوئی تو میری داڑھی جوں کی توں تھی بلکہ نبی اکرم ﷺ کی برکت سے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔

☆☆☆

# باب (۱۴)

## ان حضرات کا ذکر خیر جن کا ہاتھ کٹ گیا تھا، وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے لعاب دہن لگایا اور ہاتھ جوڑ دیا

امام ابوبکر بیہقی تک وہی سند ہے جو اس سے پہلے بیان ہو چکی، انہیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن عبداللہ نے۔ یہی میکائی ہیں۔ انہیں بیان کیا علی بن سعد عسکری نے، انہیں بیان کیا ابوامیہ عبداللہ ابن محمد بن خلاد واسطی نے انہیں بیان کیا یزید بن ہارون نے، انہیں بیان کیا مُستلِم نے، انہیں بیان کیا حبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے، انہوں نے خبیب کے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔

کہ میں اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے عرض کیا کہ ہم اس غزوہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں کی مدد نہیں لیتے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لے آیا اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شریکِ جہاد ہوا، میرے کندھے پر تلوار کا ایک وار لگا جس سے میرا بازو لٹک گیا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے میرے بازو کو لعاب دہن لگایا اور اس کی جگہ جوڑ دیا، بازو جڑ گیا اور ٹھیک ہو گیا، اور میں نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھ پر تلوار سے وار کیا تھا۔

پھر اُس شخص کی بیٹی سے نکاح کر لیا جسے میں نے قتل کیا تھا، میری بیوی کہا کرتی تھی کہ کاش میں اس شخص سے محروم نہ ہوتی جس نے تمہیں یہ زیور (زخم کا نشان) دیا ہے، میں اسے کہتا کہ اللہ کرے کہ تو اس شخص سے محروم نہ ہو جس نے تیرے باپ کو جہنم میں جلد

پہنچادیا۔(۱)

بدر کے دن جب ابوجہل نے حضرت معوذ بن عفراء کا بازو کاٹ دیا تو وہ اسے اُٹھائے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے اسے لعاب دہن لگایا اور اس کی جگہ جوڑ دیا تو وہ صحیح طور پر جڑ گیا۔(۲)

امام بیہقی تک وہی سندِ سابق، انہیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، انہیں خبر دی ابواسحاق اصفہانی نے، انہیں خبر دی ابواحمد بن فارس نے، انہیں بیان کیا محمد بن اسماعیل نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے علی نے بیان کیا، انہیں یونس بن محمد موَدِّب نے بیان کیا، انہیں حماد ابن زید نے بیان کیا، انہیں مَخلد بن عقبہ ابن عبدالرحمٰن بن شُرَحْبیل جُعفی نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے والد شُرَحْبیل سے روایت کی: کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میری ہتھیلی پر ایک زخم تھا، جس نے ہاتھ کی جلد کاٹ دی تھی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ زخم میرے لئے بڑا تکلیف دہ ہے، تلوار کا دستہ اور گھوڑے کی لگام پکڑنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

آپ نے فرمایا: ہمارے قریب آجاؤ، پھر فرمایا: اپنی مٹھی کھولو، میں نے مٹھی کھول دی تو آپ نے اپنے دہن اقدس سے لعاب دہن میری ہتھیلی پر لگایا اور اپنا دست مبارک میرے زخم پر رکھ دیا۔ آپ اپنے مقدس ہاتھ سے اس زخم کو کچھ دیر ملتے رہے، جب ہاتھ اٹھایا تو زخم کا نام ونشان نہیں تھا، اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا کہ زخم تھا کہاں؟

امام بیہقی تک وہی سند سابق، انہیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہیں خبر دی عبداللہ ابن جعفر نے، انہیں بیان کیا یونس بن حبیب نے، انہیں بیان کیا ابوداؤد نے، انہیں بیان کیا شعبہ نے، روایت کرتے ہوئے سماک بن حرب سے،

---

(۱)''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۶/۱۷۸

(۲)امام صالحی نے اس واقعہ کا ذکر ''سبل الہدی والرشاد'' ۱۰/۲۳ میں کیا ہے اور بحوالہ امام سہیلی اس کی نسبت ابن وہب کی طرف کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: کہ ہنڈیا کے گر جانے سے میرا ہاتھ جل گیا، میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے گئیں، آپ میرے ہاتھ پر لعاب دہن لگاتے جاتے تھے اور یہ دعا مانگتے تھے: اے انسانوں کے رب! تکلیف کو دور فرما دے۔ اور میرا گمان ہے کہ آپ نے بھی یہ دعا کی: ''اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے'' (اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرما دی)

امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' (۶/۱۷۴) میں محمد بن حاطب کے حوالے سے یہ روایت بھی بیان کی، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن حاطب کی والدہ ام جمیل سے یہ روایت بیان کی۔

ام جمیل فرماتی ہیں کہ میں تمہیں سرزمین حبشہ سے لے کر آئی، جب مدینہ طیبہ عالیہ سے ایک یا دو راتوں کے فاصلے پر تھی تو میں نے تمہارے لئے کھانا پکایا، اسی اثنا میں لکڑیاں ختم ہو گئیں، میں لکڑیاں لینے گئی تو تم نے ہنڈیا کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ تمہاری کلائی پر گر گئی۔

میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئی تو تمہیں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ محمد بن حاطب ہے اور یہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ کے نام نامی اسم گرامی پر رکھا گیا ہے۔

آپ نے تمہارے سر پر دست شفقت پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی، پھر تمہارے منہ میں لعابِ دھن ڈالا، اس کے بعد تمہارے ہاتھ پر لعابِ دھن ملتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعا مانگتے رہے: اے تمام انسانوں کے رب! اس تکلیف کو دور فرما، شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے شفا صرف تیری ہی شفا ہے ایسی شفا عطا فرما، جو کسی بیماری کو باقی نہ رہنے دے۔

ام جمیل فرماتی ہیں: میں تمہیں لے کر آپ کی بارگاہ سے اٹھی تو تمہارا ہاتھ صحیح ہو چکا

تھا۔(۱)

حافظ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی واعظ فرماتے ہیں کہ حُمادِی کے ہاتھ پر دائرے سے پڑے گئے تھے، پھر اس کا ہاتھ پھول گیا، طبیبوں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔

حُمادِی کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے چھت پر گزاری اور دعا مانگی: اے اس ملک کے مالک! تیرے سوا کوئی مالک نہیں ہو سکتا، مجھے بغیر کسی کارکردگی کے صحت عطا فرما، (هَبْ لِيْ شَيْئًا بِلَا شَيْئٍ)

میں سویا تو خواب میں مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ہاتھ ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا ہاتھ پھیلاؤ، میں نے ہاتھ پھیلایا تو آپ نے اپنا دست مکرم اس پر پھیر دیا اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، میں اٹھ کر کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے میرے ہاتھ کو شفا عطا فرما دی۔

اس واقعے سے ملتا جلتا واقعہ وہ ہے جو ہم نے سید شریف قاسم بن زید بن جعفر حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاہدہ کیا، وہ مجتہدین میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: میرا بایاں بازو ٹوٹ گیا اور دائیں بازو کا جوڑ کھل گیا، انہوں نے مجھے دونوں بازو دکھائے جن پر شکستگی کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔

انہوں نے فرمایا کہ میرے دونوں ہاتھ پورا مہینہ میری گردن میں لٹکے رہے، سردیوں کا موسم تھا اور میں سو بھی نہیں سکتا تھا۔

ایک رات مجھے نیند آ گئی، میں نے تین ہستیوں کی زیارت کی، سب سے جو آگے تھے انہیں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں ابوبکر صدیق ہوں، یہ عمر فاروق ہیں اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں بڑی شدت کے ساتھ رو رہا تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرا حال ملاحظہ فرما رہے ہیں؟ آپ نے میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ پکڑا اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا اور

---

(۱) دلائل النبوۃ ۱۷۴/۶

مجھے فرمایا: تم زیتون کا تیل کھاؤ، اور زیتون لگاؤ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میری حالت ملاحظہ نہیں فرماتے؟ آپ نے اپنا دست مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: ہمارا اور ہمارے اہل بیت کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں۔

صبح ہوئی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، میں نے پٹیاں اتار دیں تو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی برکت سے دونوں ہاتھ درست ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کی خاطر زیتون کا تیل ہاتھوں پر لگایا۔

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمود صوفی نے، روایت کرتے ہوئے حافظ ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر مدینی سے، انہیں خبر دی ابوالھیثم بن محمد اور ابوعدنان محمد بن احمد نے، ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میرے والد نے ان میں سے ہر ایک اور دوسرے حضرات کے پاس سن ۵۰۵ھ میں یہ حدیث پڑھی، اُن حضرات نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن احمد نے، انہیں خبر دی سلیمان بن احمد بن ایوب نے، انہیں بیان کیا احمد بن عبداللہ اللحیانی عکاوی نے شہر عکہ میں سن ۲۷۵ھ میں، انہیں بیان کیا آدم بن ابی ایاس عسقلانی نے، انہیں ابومعاویہ شیبان اور ورقاء بن عمر یشکری نے خبر دی، حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے عُتبہ ابن فرقد سُلَمی کی بیوی ام عاصم نے بیان کیا کہ: ہم حضرت عتبہ کے پاس چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ دوسری عورتوں سے زیادہ اچھی خوشبو استعمال کریں، حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے، بس عام سا تیل اپنی داڑھی کو لگا لیتے تھے، لیکن ہم سب سے زیادہ عمدہ خوشبو ان سے آیا کرتی تھی۔

اور جب وہ باہر جاتے تو لوگ کہتے تھے کہ ہم نے عتبہ سے بہتر خوشبو کسی جگہ نہیں سونگھی۔

ایک دن میں نے انہیں کہا کہ ہم خوشبو لگانے میں بڑی کوشش کرتی ہیں، لیکن ہم

سب سے زیادہ عمدہ خوشبو آپ سے آتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پتی اُچھلنے کی بیماری (ایک جلدی بیماری) میں مبتلا ہو گیا، میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بیماری کی شکایت کی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ کپڑے اتار دو، میں نے سترِ عورت کے علاوہ کپڑے اتار دئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اپنے دھن مبارک سے لعاب دھن اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا، اس دن سے یہ خوشبو میرے جسم سے مہک رہی ہے۔

امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ورقاء سے صرف آدم (۱) نے روایت کیا اور حصین سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ (۲)

---

(۱) (معجم کبیر) امام طبرانی ۱۷/۱۳۳۔ حدیث نمبر (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱)

(۲) اس کا ذکر امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' ۶/۲۱۶ میں کیا ہے، انہوں نے فرمایا ہمیں یہ روایت حصین بن عبدالرحمن سے پہنچی ہے......الخ اسی طرح ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' ۳/۵۶۸ میں بیان کیا ہے۔

# باب (۱۵)

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پاؤں اور پنڈلیوں کے درد کی شکایت کی آپ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ تندرست ہو گئے۔

ہمیں مُعتمر بزرگ ابوالربیع سلیمان بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن حمید طرابلسی نے، انہیں خبر دی ابومکتوم عیسیٰ ابن ابی ذرہَروی نے، انہیں خبر دی اُن کے والد ابوذر عبد بن احمد نے، انہیں خبر دی متعدد بزرگوں (۱) ابومحمد عبداللہ بن حَمُّوَیہ (۲) ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن ابراہیم اور (۳) ابوالہیثم محمد بن زُرّاع کُشمیہنی نے، ان سب حضرات کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یوسف فِرَبری نے، انہیں بیان کیا امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے انہیں بیان کیا مکی ابن ابراہیم نے، انہیں بیان کیا یزید بن ابی عبید نے، وہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر تلوار کی ضرب کا نشان دیکھا، تو ان سے پوچھا کہ یہ نشان کیسا ہے؟

انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے خیبر کے دن لگا تھا، لوگوں نے کہا: سلمہ شہید ہو گئے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے تین مرتبہ اس میں لعاب دہن لگایا، اس کے بعد آج تک مجھے اس میں کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔

یہ حدیث امام بخاری نے اسی طرح روایت کی ہے۔(۱)

جب حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُنین کے دن زخموں سے نڈھال ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: کون ہے جو ہمیں خالد کی قیام گاہ پر لے چلے؟ ایک صحابی نے نشاندہی کی، آپ نے انہیں دیکھا کہ کجاوے کے پچھلے حصے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے

---

(۱) "کتاب المغازی" باب: غزوۂ خیبر ۳/ ۱۳۷۔ حدیث نمبر (۴۲۰۶)

ہیں۔آپ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا تو وہ تندرست ہو گئے۔

یہ حدیث عبد بن حمید اور امام احمد نے بیان کی۔(۱)

اسی طرح خندق کے دن حضرت علی بن حکم کی کلائی ٹوٹ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا تو وہ اسی وقت چنگے بھلے ہو گئے اور اپنے گھوڑے سے بھی نہیں اترے۔(۲)

حضرت زید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر تلوار لگی اور ٹخنے تک زخمی کر گئی، سرکار دو عالم ﷺ کے لعاب دہن لگانے سے تندرست گئے۔(۳)

امام بیہقی تک وہی سند ہے جو اس سے پہلے بیان ہو چکی، انہیں خبر دی ابو زکریا یحیی بن ابی اسحاق اور ابو بکر احمد بن حسین نے، ان دونوں کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی بحر بن نصر نے انہیں بیان کیا ابن وھب نے، انہیں خبر دی ابن لھیعہ نے روایت کرتے ہوئے عُمارہ بن غزیہ سے، انہیں بیان کیا محمد بن ابراھیم تیمی نے، انہیں خبر دی عمرو بن حارث نے، انہیں خبر دی سعید بن ابی ھلال نے کہ محمد بن ابراہیم نے انہیں بیان کیا۔ کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، اس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس نے طبیبوں کو عاجز کر دیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلی اپنے لعاب دہن پر رکھی، پھر آپ نے چھنگلی کا کنارا مٹی پر رکھا، پھر اسے اٹھا کر زخم پر رکھا اور دعا کی: اے اللہ! تیرے نام سے، ہم میں سے بعض کا لعابِ دہن (تھوک) ہماری زمین کی مٹی کے ساتھ ہمارے

---

(۱) ''المسند'' ۵/۴۶۵ حدیث نمبر (۱۸۶۰۲) امام ابو عبداللہ حمیدی نے اسے ''المسند'' میں روایت کیا ۲/۳۹۸۔ حدیث نمبر (۸۹۷) مجھے یہ روایت ''منتخب من مسند عبد بن حُمید'' میں نہیں ملی۔

(۲) اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' ۶/۱۸۵ میں بیان کیا اور اس کی نسبت امام بغوی کی معجم کی طرف کی، اسی طرح ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' ۶/۱۳۴ میں بیان کی اور اس کی نسبت امام طبرانی کی طرف کی۔

(۳) امام صالحی نے اس کا ذکر ''سبل الھدی والرشاد'' ۱۰/۴۲ میں کیا اور اس کی نسبت عبد بن حمید کی طرف کی اور بیان کیا کہ اسے واقدی نے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے زید بن معاذ کی جگہ حارث بن اوس کا ذکر کیا ہے۔

رب کے اِذن سے ہمارے بیمار کو شفا دے گا۔(۱)

اسی سلسلے میں حضرت صالح شافعی نے شعر کہا ہے جو انہوں نے ہمیں سنایا:

وَمَا تفَلَ الْمُخْتَارُ فِيْ جُرْحِ صاحبٍ فَاَدْمٰي وَاِلَّا أَبْطَأَ الشِّفَاءُ وَاَبْعَدَا

جس صحابی کے زخم پر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے لعاب دہن لگایا تو اس سے خون جاری نہیں ہوا، اور جس پر لعاب نہیں لگایا اس کی شفا لیٹ اور دور ہوگئی۔

بغداد شریف میں ایک علوی لڑکی رہتی تھی، وہ پندرہ سال تک اپاہج رہی، ایک رات وہ سو کر اٹھی تو تندرست تھی، اٹھ کر بیٹھ سکتی تھی اور کھڑی ہو سکتی تھی، اُس سے اِس سلسلے پوچھا گیا تو اُس نے کہا: ایک رات میں سخت تنگدل ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا تو اس مصیبت سے نجات عطا فرمادے یا پھر موت دے دے اور بہت روئی۔

خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے ہیں، میں کانپ گئی، اور میں نے کہا: کیا آپ کا اس طرح میرے پاس آنا جائز ہے؟

انہوں نے فرمایا: میں تمہارا باپ ہوں، میں نے گمان کیا کہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ میری حالت نہیں دیکھتے؟ انہوں نے فرمایا: میں تیرا باپ محمد رسول اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے روتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے صحت کی دعا فرمائیں۔

آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی، پھر فرمایا: اپنا ہاتھ لاؤ، میں نے اپنا ہاتھ پیش کر دیا تو آپ نے اسے پکڑ کر کھینچا اور مجھے بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جاؤ، میں نے عرض کیا: میں کیسے کھڑی ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: اپنے دونوں ہاتھ لاؤ، آپ نے انہیں پکڑ کر کھینچا تو میں کھڑی ہوگئی، اس طرح آپ نے تین دفعہ کیا، پھر فرمایا: کھڑی ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت و عافیت عطا فرمادی ہے، تو اس کی تعریف کر اور

(۱) صحیح بخاری ''کتاب الطب'' باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر (۵۷۴۶-۵۷۴۵) شرف قادری

اس سے ڈر، پھر مجھے چھوڑا اور چلے گئے۔

اور جب میں بیدار ہوئی تو تندرست تھی، ان کا واقعہ بغداد شریف میں خوب مشہور ہوا۔(۱)

فقیہ ابو محمد عبدالحق اشبیلی نے ایک کتاب حج کی فضیلت کے بارے میں لکھی ہے اس میں فرماتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج کرنے سے تمام طبیب عاجز آ گئے اور اس کی صحت سے مایوس ہو گئے۔

وزیر ادیب ابو عبداللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک درخواست نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے لکھی جس میں اس شخص کی بیماری کی شفا اور تندرستی کی درخواست کی گئی تھی۔

كتاب وقيذ من زَمانَتِهِ مَشْفِي      بِقبر رسول الله أحمد يَستشفي

○ــــــ یہ سخت بیماری میں مبتلا کی درخواست ہے جو اپاہج پن سے (باذن اللہ تعالیٰ) شفا دیا جائے گا، وہ اللہ کے رسول محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضۂ اقدس کے وسیلے سے شفا طلب کرتا ہے۔

له قَدم" قَيدَ الدهرُ خَطوها      فَلم يستطع إِلّاَ الإشارةَ بالكَفِ

○ــــــ اس کے قدموں نے چلنے سے انکار کر دیا ہے، وہ ہاتھ سے اشارہ ہی کر سکتا ہے۔

ولما رأىٰ الزُوّارَ يبتدِرونَه      وقدعاقَهُ عن قَصدهِ عَائِقُ الضَّعفِ

○ــــــ جب اس نے دیکھا کہ زائرین اس سے سبقت لے جا رہے ہیں اور کمزوری نے اس کے ارادے کو روک رکھا ہے۔

---

(۱) اس واقعے کو قاضی ابو علی تنوخی نے اپنی کتاب "الفرج بعد الشدۃ" ۲/۲۸۲ میں اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ انہوں نے یہ واقعہ اس عورت کے جاننے والے متعدد افراد سے سنا۔

بكيٰ أسفاوٗ استودعَ الركبَ إذغدا    تَحيةَ صِدقٍ تُفْعِمُ الركب بالعَرْفِ

○ —— تو وہ افسوس کی بنا پر رو پڑا اور جب قافلہ چلنے لگا تو اس نے صدق دل کا تحفہ اس کے سپرد کیا جو قافلے کو معطر کیے رکھے گا۔

فياخاتَم الرُسلِ الشفيعِ لربهِ    دُعاءَ مَهيضٍ خَاشعِ القَلبِ وَالطَّرفِ

○ —— یاختم المرسلین! اے رب کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والے، یہ ایک بیمار کی درخواست ہے جس کا دل رو رہا ہے اور نگاہیں شرم سے جھکی ہوئی ہیں۔

عُبَيدُکَ عبدُالله ناداک ضارعاً    وقدأخلص النَّجوىٰ وأيقن بالعطفِ

○ —— آپ کے ادنیٰ غلام، عبداللہ نے روتے ہوئے آپ کو پکارا ہے، اور پورے اخلاص اور عقیدت کے یقین کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔

رجاک لضُرٍ أعجزَ الناسَ کَشفُهُ    ليصدرَراعيه بماشاءَ من کشفِ

○ —— اس بندے نے ایسی بیماری کی بنا پر امید کو آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ کیا ہے جس کا علاج کرنے سے لوگ عاجز آچکے ہیں، تاکہ اس کا محافظ جس طرح چاہے علاج کرے۔

لِرِجْلٍ رَميٰ فيهاالزمانُ فَقَصَرتْ    خُطاهُ عن الصَفِ الْمُقِدمِ في الزَّحفِ

○ —— ایسے شخص کے لئے امید کی جارہی ہے جس پر زمانے نے تیر برسائے تو اس کے پاؤں میدان جنگ میں چلنے سے عاجز ہوگئے۔

وإنِي لأرجوأنْ تَعُودَ سَوِيَّةً    بِقُدرةِ من يُحيي العِظامَ ومن يَشْفِي

○ —— اور مجھے امید ہے کہ میرے پاؤں بالکل درست ہوجائیں گے اس ذات اقدس کی قدرت سے جو ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اور شفا دیتا ہے۔

فأنتَ الذي نَرجُوه حَيّاً وميِّتاً    لِصَرفِ خُطُوبٍ لاتريعُ إلي صَرفِ

○ —— آپ کی حیاتِ مبارکہ میں اور وفات کے بعد ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ

آپ اٹل خطرات کو بھی ٹال دیں گے۔

عَلیک سَلامُ اللّٰہِ عِدَّۃَ خَلقِہٖ　　　ومایقتضیہ من مَزِیدٍ و من ضَعفِ

○ ــــ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس سے بھی زیادہ جتنا وہ چاہے۔

راوی کہتے ہیں کہ جونہی وہ قافلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر پہنچا اور مذکورہ اشعار آپ کی بارگاہ میں پڑھے گئے وہ بیمار تندرست ہو گیا۔

اور درخواست جس کے سپرد کی گئی تھی جب وہ آیا تو اس نے مریض کو اس حالت میں پایا جیسے اسے کبھی بیماری لاحق ہی نہیں ہوئی تھی۔(۱)

---

(۱) اس واقعہ کا تذکرہ امام مقری نے ''ازہار الریاض'' ۴/۳۰ میں اور امام سمہودی نے ''وفاء الوفاء'' ۴/۱۳۸۷ میں کیا۔

# باب (۱۶)

## جن حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیٹ کے درد کی شکایت کی۔

حافظ ابوبکر بیہقی تک وہی سند سابق، انہیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے انہیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، انہیں خبر دی حسن بن سفیان نے، انہیں بیان کیا بندار محمد بن جعفر نے، انہیں بیان کیا شعبہ نے روایت کرتے ہوئے قتادہ سے وہ ابوالمتوکل سے اور وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے بھائی کو جلاب لگ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، انہوں نے بھائی کو شہد پلایا، اس کے بعد حاضر ہوکر عرض کیا کہ شہد سے تو جلاب زیادہ ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اسے شہد پلاؤ، انہوں نے پھر شہد پلایا، تو وہ صحیح ہو گیا۔

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (۱)

امام حافظ ابوبکر بیہقی تک وہی سند، انہیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسین نے، انہیں بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں بیان کیا محمد بن نصر نے، انہیں بیان کیا ابن وھب نے، انہیں خبر دی یزید بن عیاض نے روایت کرتے ہوئے عبدالکریم سے وہ عُبید بن رفاعہ سے وہ اپنے والد حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ نبی اکرم ﷺ کے ایک گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک ہنڈیا میں گوشت ابل رہا ہے، اس میں چربی بھی تھی، میں نے چربی لے کر کھالی، جس کی وجہ سے میرا پیٹ ایک سال تک خراب رہا۔ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہنڈیا سات افراد کی نظر میں تھی، فرماتے ہیں آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو مجھے سبز رنگ کا پاخانہ آیا اسکے بعد مجھے کبھی پیٹ کی تکلیف

نہیں ہوئی۔(۱)

روایت ہے کہ ''مُلاعبُ الاَسِنۃ'' (غیر مسلم) کے بیٹے کو استقاء کی بیماری لاحق ہوگئی، اس نے اپنا ایک نمائندہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، آپ نے زمین سے تھوڑی سے مٹی اُٹھائی اور اس پر پھونک مارنے کے انداز میں لعاب دہن ڈالا اور اس نمائندے کو دے دی، اس نے تعجب کی حالت میں یہ سمجھتے ہوئے مٹی لے لی کہ اس کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے، اور جا کر ملاعب الاسنہ کے بیٹے کو دیدی اس نے پانی میں ڈال کر پی لی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی۔(۲)

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ھبۃ اللہ شافعی نے، وہ روایت کرتے ہیں شُھدہ کاتبہ (محدث خاتون) سے، انہیں خبر دی نقیب طِرَاد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوالحسین ابن بشران نے، انہیں خبر دی ابوعلی بن صفوان نے، انہیں بیان کیا عبداللہ بن محمد نے، انہیں بیان کیا ابوھشام نے، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کثیر بن محمد بن کثیر بن رفاعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک طبیب عبدالملک بن سعید بن حیان بن ابجر کے پاس آیا، اس نے ابن ابجر کا پیٹ ٹٹول کر بتایا کہ تمہیں ایسی بیماری ہے جولا علاج ہے، اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ کہنے لگا: دُبَیلَہ ہے۔(۱)

اس شخص نے پہلو بدلا اور کہا: اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّی لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، میں کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔

اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے آپ کے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ وہ میری اس بیماری کی وجہ سے مجھ پر ایسی رحمت فرمائے جو مجھے اس کے ماسوا

(۱) ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۱۸۴/۶۔

(۲) امام صالحی نے اس روایت کا ذکر ''سبل الھدیٰ والرشاد'' ۲۱/۱۰ میں کیا اور ابونعیم اور واقدی کا حوالہ دیا۔

سے بے نیاز کر دے۔

تین دفعہ یہ کلمات طیبہ پڑھے جو نبی اکرم ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا ہی سے ماخوذ ہیں۔

اب جو طبیب نے ابن ابجر کا پیٹ چیک کیا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گیا، اور کہنے لگا: اب تو آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے، آپ تو تندرست ہو چکے ہیں۔ (۲)

---

(۱) یہ بڑی رسولی ہوتی ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتی ہے اور عموماً ہلاکت کا باعث ہوتی ہے، (سبل الہدی والرشاد ۲۱/۱۰)

(۲) یہ واقعہ ابن ابی الدنیا نے ''مجابی الدعوۃ'' ص ۸۵ میں بیان کیا، حدیث نمبر (۱۲۷) اور حافظ سخاوی نے اس کا تذکرہ ''القول البدیع'' ص ۴۳۵ میں کیا۔

# باب (۱۷)

## ان لوگوں کا ذکرِ جمیل جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ رسالت میں برص، جنون، گونگا پن، بے خوابی، نسیان اور دیوانگی کی شکایت کی

امام بیہقی تک وہی سندِ سابق، انہیں بغداد میں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن حسن غفاری نے، انہیں بیان کیا عثمان بن احمد بن السماک نے، انہیں بیان کیا ابو علی حنبل بن اسحاق بن حنبل نے، انہیں بیان کیا سلیمان بن احمد نے، انہیں بیان کیا عبدالرحیم بن حماد نے، وہ روایت کرتے ہیں معاویہ بن یحییٰ صدفی سے، انہیں خبر دی زھری نے روایت کرتے ہوئے خارجہ ابن زید سے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس حج کے لئے نکلے جو آپ نے ادا کیا، جب آپ " بطن الروحاء " (ایک وادی) میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت آپ کی طرف آرہی ہے، آپ نے اپنی اونٹنی روک لی، جب وہ قریب پہنچی تو کہنے لگی: یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے ہوش میں نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے وہ بچہ اس عورت سے لے لیا اور اسے اپنے سینہ مبارک اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان رکھ لیا، پھر اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ٹپکایا اور فرمایا: او دشمن خدا! نکل جا، سن لے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ (ﷺ)

حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ پھر بچہ اس عورت کو یہ کہتے ہوئے دے دیا: اسے پکڑ لے اب اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج ادا کرنے سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے اور جب "بطن الروحاء" میں اترے تو وہی عورت ایک بکری بھون کر لائی اور عرض کرنے لگی: یارسول اللہ! میں اس بچے کی ماں ہوں جسے میں نے آپ کے سفر مبارک

کے آغاز میں آپ کی بارگاہ میں حاضر کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: بچے کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اس کے بعد بچے کی طرف سے پریشان کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی، یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ (۱)

ایک دوسری عورت اپنا بچہ آپ کی خدمت میں لائی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بیٹے کو جنون ہے، اسے صبح اور شام دورہ پڑتا ہے جو ہمیں پریشان کر دیتا ہے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا کی، اسے قے ہوئی، اور اس کے پیٹ سے کتے کے سیاہ بچے کی طرح کی کوئی چیز نکلی اور وہ تندرست ہو گیا۔ (۲)

ایک اور عورت اپنا بچہ آپ کی خدمت میں لائی جو حرکت کر رہا تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے اس نے کوئی بات نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے قریب کرو، اس نے قریب کر دیا۔ فرمایا: میں کون ہوں؟ بچے نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک بچہ لایا گیا جو جوان ہو چکا تھا، لیکن اس نے کبھی بات نہیں کی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ کہنے لگا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (۳)

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' ۲۴/۶۔ امام صالحی نے ''سبل الہدی والرشاد'' ۲۹/۱۰ میں فرمایا: یہ حدیث ابو یعلی اور ابونعیم نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت اسامہ ابن زید سے روایت کی۔

(۲) اس حدیث کو امام احمد نے ''المسند'' ۲۲۰/۱ میں روایت کیا، حدیث نمبر (۲۲۸۸) امام دارمی نے ''السنن'' میں ص ۳۰ حدیث نمبر (۱۹/۲) امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں ۴۵/۱۲ حدیث نمبر (۱۲۴۶۰) امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' ۱۸۲/۶ میں روایت کیا۔

(۳) ''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۶۱/۶

ایک اور عورت اپنے بچے کو لائی، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کی عمر اتنے سال ہو چکی ہے، لیکن یہ بولتا نہیں ہے، جیسے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اسے موت عطا فرما دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے شفا عطا فرما دے، یہ جوان ہو، نیک مرد بنے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے، شہید ہو اور جنت میں جائے۔

آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی، وہ جوان ہوا، اور مرد صالح بنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، شہید ہوا اور جنت میں چلا گیا۔(۱)

حضرت یعلیٰ ابن مُرّہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کا ایک عجیب کام دیکھا، میں آپ کے ساتھ ایک سفر پر نکلا، راستے میں آپ نے ایک جگہ قیام کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لائی جو دیوانگی کا شکار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: او دشمن خدا! نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ تندرست ہو گیا۔(۲)

ابن شاہین نے ''دلائل النبوۃ'' میں اس عورت کا واقعہ حضرت عبداللہ بن یعلی بن مرۃ کی روایت سے بیان کیا ہے، وہ اپنے والد حضرت یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا بیٹا دیوانگی کا شکار ہے، اِس نے میرا سونا حرام کر رکھا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

---

(۱) اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' ۱۸۲/۶ میں روایت کیا اور کہا کہ یہ جید مرسل ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی، ۱۲ اشرف قادری

(۲) اس حدیث کو امام احمد نے ''المسند'' میں ۱۸۲/۵ حدیث نمبر (۱۷۱۱۳) اور حاکم نے (المستدرک) میں ۶۷۴/۲ حدیث نمبر (۴۲۳۲) روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح سند والی ہے، اور شیخین نے اس انداز میں روایت نہیں کی، علامہ ذھبی نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا۔

دعا فرمائیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندی! تجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تیرا بیٹا جنتی ہو؟ اس نے عرض کیا ضرور پسند ہے، آپ میرے لئے دعا فرمائیں، کیونکہ یہ مجھے سونے نہیں دیتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یعلیٰ! اسے ہمارے قریب کردو، اللہ کے نام سے، میں اللہ کا رسول ہوں، اودشمن خدا! نکل جا، اس کے بعد بچے کو قے آ گئی، پھر واپسی پر عورت کے پاس سے گزر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یعلیٰ! اس عورت سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھو۔ عورت نے کہا: پورے قبیلے میں اس سے اچھے حال والا کوئی لڑکا نہیں ہے۔

ابوالحسن علی بن ابی بکر ہروی اپنی کتاب ''الاشارات فی معرفۃ الزیارات'' میں بیان کرتے ہیں کہ ''جزیرہ''(۱) میں ایک شہر ہے جس کا نام ''تونہ'' ہے وہاں نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف فرما ہونے کی جگہ (بیٹھک) ہے۔

علامہ ہروی فرماتے ہیں: میں نے اہل جزیرہ سے ان زیارت گاہوں کی بارے میں پوچھا کہ کیا یہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناموں پر تعمیر کی گئی ہیں؟ انہوں نے کہا: اس کا ایک واقعہ ہے، پھر انہوں نے ایک خوب رو بزرگ کو بلایا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ بزرگ کوڑھ میں مبتلا ہوگئے، لوگوں نے ان کی بیماری سے ڈرتے ہوئے انہیں جزیرے کے ایک کونے میں پھینک دیا، ایک رات انہوں نے زوردار چیخ ماری، لوگ پہنچے تو یہ کھڑے ہوئے تھے، اور ان کو کوئی بیماری نہیں تھی، اِن سے ان کے حال کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے بتایا کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: اس جگہ مسجد بناؤ، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو بیمار ہوں، لوگ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے۔ آپ نے اپنے پہلو میں موجود ایک شخص کی طرف توجہ فرمائی اور

(۱) یہ جزیرہ تنیس اور دمیاط کے قریب ہے، معجم البلدان ۲/۷۳

فرمایا: علی! اس کا ہاتھ پکڑو، انہوں نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا، جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو۔

(حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ) میں نے اس مسجد کی زیارت کی ہے۔ میں نے اپنے شیخ اور دمیاط کی سرحد کے کئی مشائخ کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے کہ یہ واقعہ صحیح ہے، اور انکے ہاں مشہور ہے، مسجد مذکور ''مسجد النبی'' صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ابی الفتح محمودی نے وہ روایت کرتے ہیں ابوطاہر احمد بن محمد الحافظ سے، انہیں خبر دی ابن بشرویہ نے، انہیں خبر دی ابونعیم الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوعلی صواف نے، انہیں خبر دی یوسف بن یعقوب بن اسماعیل نے، انہیں بیان کیا محمد بن ابوبکر نے، انہیں بیان کیا عمر بن علی نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جناب سے جن کا نام یحییٰ ابن ابی حیہ ہے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ ابن عیسیٰ سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابوعبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انہیں بیان کیا حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، ایک اَعرابی حاضر ہوکر عرض گزار ہوا، یا نبی اللہ! میرا ایک بھائی ہے جو دیوانگی اور تکلیف کا شکار ہے۔

آپ نے فرمایا: اسے کیا تکلیف ہے؟ کہنے لگا وہ دیوانگی کا مریض ہے۔ فرمایا: اسے ہمارے پاس لاؤ، اس نے اپنے بھائی کو لاکر آپ کے سامنے پیش کردیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے درج ذیل آیات کریمہ پڑھ کر دم کیا۔

۱۔ سورۂ فاتحہ۔

۲ سورۂ بقرہ کی چار آیات (اَلْمُفْلِحُوْنَ) تک۔

۳۔ (وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ) سے لے کر (اَلرَّحِیْمُ) تک۔

۴۔ آیۃ الکرسی (اَلْعَظِیْمُ) تک۔

۵۔ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں (لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ) سے لیکر آخر سورت

تک۔

۶۔سورۂ آل عمران کی ایک آیت (شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ) سے (الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) تک۔

۷۔سورۂ اعراف کی آیت (اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ) سے (مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ) تک۔

۸۔سورۂ مومنین کی آخری آیت (فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ) سے (الرَّاحِمِيْنَ) تک۔

۹۔سورۂ جن کی ایک آیت (وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا) سے (وَلَدًا) تک۔

۱۰۔سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں۔

۱۱۔سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں۔

۱۲۔سورۂ اخلاص۔

۱۳-۱۴۔معوذتین۔

وہ شخص اِس طرح اٹھ کر کھڑا ہوگیا، جیسے وہ بیمار رہوا ہی نہ تھا۔(۱)

ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن علی قرشی نے وہ روایت کرتے ہیں مبارک بن علی بغدادی سے، انہیں خبر دی ابوالحسین عبیداللہ بن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے، انہیں خبر دی ابوحامد احمد بن ابوالعباس زوزنی نے، انہیں بیان کیا ابوبکر محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ابوبکر یحیی بن ابی طالب نے، انہیں خبر دی عبدالوہاب نے، انہیں خبر دی ہشام بن حسان نے حفصہ بنت سیرین سے روایت کرتے ہوئے، وہ

(۱) اس حدیث کو امام حاکم نے ''المستدرک'' ۴/۴۵۸ میں حدیث نمبر (۸۲۶۹) اور امام ابن ماجہ نے ''السنن'' میں ۲/۱۱۷۵ حدیث نمبر (۳۵۴۹) روایت کیا، اور مذکورہ بالا الفاظ امام ابن ماجہ کے ہیں، حاکم کی نسبت لفظوں کا اختلاف بھی ہے۔ اور کچھ زیادتی بھی ہے۔

روایت کرتی ہیں حضرت ابوالعالیہ ریاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک فریبی جن مجھے فریب دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

اَعوذُ بِکلماتِ اللّٰہ التامّاتِ الّتِیْ لایُجَاوِزُھُنَّ برّ ولافَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَاذَرَاَ فِي الْاَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مایَخْرجُ مِنْھَا، وَمِنْ شَرِّ مَایَعْرُجُ فِي السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَایَنْزِلُ مِنْھَا، وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ إلَّاطَارِقاً یَطْرِقُ بِخَیْرٍ، یَارَحْمٰنُ۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں، جن سے نہ تو کوئی نیک تجاوز کرسکتا ہے اور نہ ہی بدکار۔ ہر اس چیز سے جو زمین میں پیدا فرمائی، ہر اس چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے، ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہے، ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور ہر رات کو آنے والے کے شر سے، سوائے اس کے جو رات خیر کے ساتھ آئے۔ اے رحمٰن جل جلالہ لک۔

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں میں نے یہ کلمات پڑھے، اللہ تعالیٰ نے اس جن کو مجھ سے دور کردیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا۔(۱)

امام بیہقی نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ مجھے قرآن پاک صحیح طرح یاد نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: یہ شیطان ہے جسے ''خِنْزِب'' کہا جاتا ہے، عثمان! ہمارے قریب آجاؤ، آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھ دیا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی اور آپ نے فرمایا: او شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے جو چیز بھی سنی مجھے یاد

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' ۵/۹۵

ہوگئی۔(۱)

حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو بھی جنون کا مریض لایا گیا، آپ نے اس کے سینے پر دست مبارک مارا تو اس کا جنون جاتا رہا۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میں جو کچھ سنتا ہوں بھول جاتا ہوں، آپ نے انہیں کپڑا اچھانے کا حکم دیا اور دونوں مبارک ہاتھوں سے اس میں کچھ ڈالا، پھر انہیں حکم دیا کہ اس کپڑے کو اکٹھا کر کے اپنے سینے کے ساتھ لگا لو، اس کے بعد انہیں کوئی چیز نہیں بھولی۔(۳)

ہمیں خبر دی ابو علی حسن بن ابراھیم بن ھبۃ اللہ مصری نے، انہیں خبر دی محمد بن احمد الحافظ نے، انہیں خبر دی ابو عبداللہ قاسم بن فضل نے، انہیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، انہیں خبر دی حمزہ ابن محمد نے، انہیں بیان کیا محمد بن یونس نے، انہیں بیان کیا عمرو بن حصین نے، انہیں بیان کیا محمد بن عبداللہ بن علاثہ نے، انہیں بیان کیا ثور بن یزید نے، وہ روایت کرتے ہیں خالد بن معدان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ عبداللہ ابن مروان آیندہ حدیث مروان بن حکم کو بحوالہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنا رہے تھے، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے خوابی کی شکایت کی آپ نے

(۱)''دلائل النبوۃ'' امام بیہقی ۵/ ۳۰۷

(۲) یہ قول امام صالحی نے ''سبل الھدیٰ والرشاد'' ۱۰/ ۲۹ میں بیان کیا اور فرمایا کہ اسے حافظ ابراہیم حربی نے اپنی کتاب ''غریب'' میں بیان کیا اور فرمایا کہ ''لَمَس'' کا معنی جنون ہے۔۱۲

نوٹ:۔حضرت علامہ شرف الدین بوصیری فرماتے ہیں:

كَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ وَاَطْلَقَتْ اَرَبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

(۳) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا (کتاب الاعتصام بالسنۃ) باب الحجۃ علی من قال: إن احکام النبی کانت ظاھرۃ ''۴/ ۳۷۳ حدیث نمبر ۷۳۵۴'' صحیح مسلم میں (کتاب فضائل الصحابہ) ۴/ ۱۹۳۹، حدیث نمبر (۱۵۹)

فرمایا: جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ، اَنِمْ عَیْنِیْ وَاَھْدِئْ لَیْلِیْ.

اے اللہ! ستارے ڈوب گئے ہیں، آنکھیں پرسکون ہوگئی ہیں اور تو حی وقیوم ہے، اے حی وقیوم! میری آنکھوں کو سلادے اور میری رات کو پُرسکون بنادے۔

حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات طیبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے بے خوابی کا عارضہ ختم فرمادیا۔(۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گھبراہٹ کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: یہ کلمات بکثرت پڑھا کرو:

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ، بِالْعِزَّةِ جَلَّلْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ۔(۲)

میں مقدس بادشاہ، فرشتوں اور روح کے رب کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، تو نے آسمانوں اور زمینوں کو عزت وغلبے کے ساتھ بزرگی عطا فرمائی ہے۔

اس صحابی نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی وحشت دور فرمادی (۳)

میں نے ابواسحاق اللوری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے چچا ابواسحاق اللوری کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے ابوالعباس ابن شیخ ابواسحاق ابراہیم بن طریف

---

(۱) اس حدیث کو امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۱۲۴/۵ میں حدیث نمبر (۴۸۱۷) اور امام ابن السُّنی نے "عمل الیوم واللیلة" ص ٦٧٦ میں روایت کیا۔ حدیث نمبر ۷۴۹

(۲) نسخہ قاہرہ میں اس کا حوالہ دیا ہے کہ رویانی نے اپنی مسند میں یہ حدیث بیان کی، اس نسخے میں آخری الفاظ "بالعزة والجبروت" نہیں ہیں۔

(۳) یہ حدیث امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۲۴/۲ میں حدیث نمبر (۱۷۱۱) اور امام ابن السنی نے "عمل الیوم واللیلة" ص ۵۹۵ میں بیان کی، حدیث نمبر (٦٣٩)

سے سنا کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میرے کندھے میں برص کا سفید نشان ظاہر ہوگیا، خواب میں مجھے سرکار عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ مجھ پر کیا افتاد نازل ہوئی ہے؟

آپ نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر پھیرا اور جب میں بیدار ہوا تو برص کا نشان غائب ہو چکا تھا۔

یہ لمبی حکایت ہے لیکن میں نے مختصر طور پر بیان کردی ہے۔

## باب (۱۷)

### جن حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بخار اور درد کی شکایت کی

ہمیں خبر دی ابوالمعالی ابن ابی الحسن شافعی نے، مبارک بن علی حرمی سے روایت کرتے ہوئے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا احمد بن حسین الحافظ نے، انہیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی احمد بن عبید صقار نے، انہیں بیان کیا عبداللہ ابن احمد بن حنبل نے، انہیں بیان کیا ان کے والد نے، انہیں بیان کیا ھشام بن لاحق مدائنی نے سن ۱۸۵ھ میں، انہیں بیان کیا عاصم احول نے، انہوں نے روایت کی ابوعثمان نہدی سے انہوں نے حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ بخار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، آپ نے اسے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں بخار ہوں، میں گوشت کو دبلا کر دیتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قُبا والوں کے پاس چلا جا، قبا والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے چہرے زرد ہو چکے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، وہ اسے تم سے دور فرما دے اور اگر تم چاہو تو اسے رہنے دو، تاکہ وہ تمہارے ایسے امور کو زائل کر دے جو تمہارے شایانِ شان نہیں ہیں۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا: ٹھیک ہے ہم اِسے رہنے دیتے ہیں۔(۱)

گزشتہ سند پہنچتی ہے علی بن احمد بن عبدان تک، انہیں خبر دی احمد بن عُبید نے، انہیں بیان کیا محمد بن یونس نے، انہیں بیان کیا قُرّہ ابن حبیب غنوی نے، انہیں بیان کیا

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' ۶/۱۵۹

ایاس بن ابی تمیمہ نے، انہوں نے روایت کی عطاء سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا: بخار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم کے محبوب ترین افراد یا اپنے صحابہ کے محبوب ترین افراد کی طرف بھیج دیں۔ یہ قُرَّہ راوی کو شک ہے۔

آپ نے فرمایا: انصار کے پاس چلا جا، راوی کہتے ہیں کہ بخار اُن کے پاس گیا اورانہیں پچھاڑ کررکھ دیا، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کرنے لگے یارسول اللہ! بخار ہمارے پاس آ گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی تو بخار دور ہو گیا۔

اس کے بعد ایک انصاریہ خاتون حاضر ہوئیں، کہنے لگیں: یارسول اللہ! میں بھی انصار میں سے ہوں، میرا باپ بھی انصار میں سے ہے۔ آپ نے جس طرح انصار کیلئے دعا کی ہے میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کونسی صورت زیادہ پسند ہے؟ یا تو ہم تمہارے لئے دعا کریں اور تمہارا بخار اتر جائے یا تم صبر کرو اور تمہارے لئے جنت ہو، اس خاتون نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبر کروں گی، یہ بات اس نے تین دفعہ کہی، اور میں اللہ تعالیٰ کی جنت کو کبھی خطرے میں نہیں ڈالوں گی۔ (۱)

امام مسلم اپنی ''صحیح'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "ام السائب" یا "ام المسیب" کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ام السائب یاام المسیّب ! تمہارا کیا حال ہے؟ تم کیوں کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا نہ فرمائے۔ آپ نے فرمایا: بخاری کو گالی نہ دو، اس لئے کہ وہ اولاد آدم کی خطاؤں کو اس طرح لے جاتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے ردّی حصے کو لے جاتی ہے۔ (۲)

---

(۱) ''دلائل النبوۃ'' ۶/۱۶۰۔

(۲) (کتاب البرو الصلۃ) ''باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض '' ۴/۱۹۹۳ حدیث نمبر (۵۳)

ہمارے شیخ امام ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام نے فرمایا: چونکہ بخار خطاؤں کا کفارہ بنتا ہے اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اسے گالی دینے سے منع فرمایا، کیونکہ اس میں فائدہ ہے۔انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اس بنا پر چاہئے کہ دنیاوی مصائب کو بھی گالی نہ دی جائے، کیونکہ وہ بھی گناہوں کا کفارہ ہیں۔وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے۔

اس سے پہلے ابو بکر الحافظ تک سند بیان کی جا چکی ہے، انہیں خبر دی ابو عبد الرحمٰن سُلَمی نے، انہیں خبر دی ابو الحسن بن صُبیح نے، انہیں بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن شیرویہ نے، انہیں بیان کیا اسحاق بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی ابو عاصم عبد اللہ بن عُبید المر آئی نے جو کہ عبادان کے رہنے والے تھے، انہیں خبر دی مُحبّر بن ہارون نے استاذ القرء ابو یزید سے روایت کرتے ہوئے، انہوں نے عبد الرحمٰن بن مرقع سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اسے اٹھارہ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ سو افراد کی ہر جماعت کے لئے ایک حصہ تھا، یہ علاقہ پھلوں (خاص طور پر کھجوروں) سے بھرا ہوا تھا، صحابۂ کرام نے خوب پھل کھائے اور بخار نے انہیں نڈھال کر دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: بخار موت کا جاسوس اور زمین میں اللہ تعالیٰ کا جیل ہے اور یہ آگ کا ٹکڑا ہے، جب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے تو اس کے لئے مشکیزوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور اسے دو نمازوں (مغرب اور عشاء) کے درمیان اپنے اوپر ڈالو، صحابۂ کرام نے اس ہدایت پر عمل کیا تو بخار جاتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بھرا ہوا برتن پیٹ سے زیادہ برا پیدا نہیں فرمایا، اگر ضرور دل کھول کر کھانا ہو تو ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی حصہ سانس کے لئے رکھو۔

یہ حدیث امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" (۱۶۰/۶) میں اسی طرح روایت کی ہے۔

میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد تجیبی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے باری کا بخار آیا کرتا تھا، جب اس کی باری کا دن آیا تو میں نے کتاب ''الشفاء فی شرف المصطفٰے'' ﷺ لے کر اپنے سینے اور کندھے پر رکھ لی اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا آپ پر بھروسہ ہے۔ اسی وقت تکلیف جاتی رہی جب کہ میں لیٹا ہوا تھا۔

مجھے ایک نیک آدمی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک کا چاند دکھائی دیا اور اس کے ساتھ ہی مجھے بخار ہو گیا، مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ نہیں رکھ سکوں گا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگی اور آپ کی بارگاہ میں بخار کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخار سے نجات عطا فرمادی اور میں نے نبی اکرم ﷺ کی برکت سے ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

امام بیہقی تک سند پہلے گزر چکی ہے، انہیں خبردی ابوعلی حسین بن محمد روزباری نے، انہیں خبردی ابوبکر بن داسہ نے، انہیں بیان کیا ابوداؤد نے، انہیں بیان کیا عبداللہ قعنبی نے، وہ روایت کرتے ہیں امام مالک سے وہ یزید بن خُصَیفہ سے، انہیں خبردی عمرو بن عبداللہ بن کعب سُلَمی نے، انہیں نافع بن جبیر نے خبردی، وہ روایت کرتے ہیں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ میں ایسی ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہو گیا کہ موت سامنے نظر آنے لگی، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: درد کی جگہ اپنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور یہ کلمات کہو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

میں جو کچھ محسوس کر رہا ہوں اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کی پناہ لیتا ہوں

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر عمل کیا تو میری تکلیف جاتی رہی، پھر میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو یہی طریقہ بتاتا رہا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ

ﷺ کی بارگاہ میں اُس درد کی شکایت کی جو اسلام لانے کے پہلے دن سے اپنے جسم میں محسوس کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں تمہارے جسم میں درد ہے اور بسم اللہ شریف تین بار پڑھو اس کے بعد سات بار یہ کلمات کہو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔(۱)

جس چیز کو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے ڈر رہا ہوں اس کے شر سے میں اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی درد میں مبتلا ہو گئے، وہ دعا کرنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! انہیں شفا اور عافیت عطا فرما، پھر انہیں اپنے پائے اقدس سے ٹھوکر ماری، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔

ایک دفعہ ابو طالب بیمار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، ابو طالب نے کہا: بھتیجے! جس رب کی تم عبادت کرتے ہو، اس سے دعا مانگو کہ مجھے صحت عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی: اے اللہ میرے چچا کو شفا عطا فرما، ابو طالب اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے وہ رسی میں بندھے ہوئے تھے اور اب وہ رسی کھل گئی ہو۔ ابو طالب کہنے لگے: بھتیجے! جس رب کی تم عبادت کرتے ہو وہ واقعی تمہاری بات مانتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا! اگر آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو وہ آپ کی بات بھی مانے گا۔(۲)

میں نے ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالملک قرطبی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ بیت المقدس میں میرے والد محمد بن عبدالملک رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک مرض لاحق ہو گیا، وہ تین مہینے

---

(۱) ''صحیح مسلم'' کتاب السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم ۴/ ۱۷۲۸(٦٧)

(۲) ''دلائل النبوۃ'' ۶/ ۱۷۹

صاحب فراش رہے، کسی طرح اٹھ نہیں سکتے تھے، وہ صحت سے مایوس ہو چکے تھے اور تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ نقدی بالکل ختم ہوگئی تھی۔ انہیں خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے اپنی خستہ حالی کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی، خیریت اور سلامتی کی دعا مانگتا ہوں۔

انہوں نے خواب ہی میں یہ کلمات پڑھے، جب وہ بیدار ہوئے تو اس طرح تندرست تھے جیسے انہیں بیماری لگی ہی نہ تھی، ان کے دوست حسب معمول ان کی بیمار پرسی کے لئے آئے تو دیکھا کہ وہ چنگے بھلے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ آپ کیسے تندرست ہو گئے؟ تو انہوں نے تفصیل سے واقعہ بیان کیا۔

سلطان ''الملک الاشرف'' مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے جا رہا تھا، اتفاقاً اس کا گزر ہمارے گھر کے پاس سے ہوا، اس نے دیکھا کہ لوگ بڑی تعداد میں ہمارے گھر آ جا رہے ہیں، اس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں آ جا رہے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور یہ لوگ اس کی عیادت کیلئے آ رہے ہیں۔ سلطان بھی ہمارے گھر گیا، اس نے دیکھا کہ میرے والد بالکل تندرست ہیں تو اسے تعجب ہوا۔ والد نے اسے بھی واقعہ سنایا، اس نے واپس جا کر اتنا مال ہمارے گھر بھجوا دیا کہ ہم طویل مدت تک خوشحال رہے۔

ایسا ہی واقعہ شیراز میں صوفیہ کے ایک شیخ ''فارس الحذّاء'' کے ساتھ پیش آیا۔

انہوں نے بیان کیا کہ ایک رات شدید سردی کے ساتھ بارش بھی ہو رہی تھی، ایسے موسم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچہ عطا فرمایا، لیکن میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی، نہ لکڑی، نہ تیل نہ چراغ اور نہ ہی کھانے کی کوئی چیز، قدرتی بات ہے کہ مجھے بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔

خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے سلام کیا اور

فرمایا: تمہیں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا حال ایسا ایسا ہے۔

فرمایا: جب صبح ہو تو ایک مجوسی کا نام لے کر فرمایا کہ اس کے پاس جاؤ، جسے میں جانتا تھا، اور اسے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھے بیس دراہم دو۔

فارس کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو سوچا کہ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے، شیطان رسول اللہ ﷺ کی صورت میں متشکل نہیں ہو سکتا، میں پھر سو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سستی نہ کرو اور اس کے پاس جاؤ، صبح ہوئی تو میں اس مجوسی کے پاس گیا، دیکھا کہ وہ اپنے دروازے پر کھڑا ہے، اور اس کے آستین میں کوئی چیز ہے، کہنے لگا: شیخ تم نے مجھے پہچانا نہیں؟ مجھے ہاں کہتے ہوئے شرم محسوس ہوئی، میں نے سوچا کہ وہ مجھے احمق قرار دے گا۔ اس نے خود مجھے غور سے دیکھا اور کہنے لگا: شیخ تمہیں کوئی کام ہے؟ میں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھے بیس درہم دے دو۔ اس نے اپنی آستین کا کنارہ کھولا اور کہنے لگا: یہ بیس درہم تمہارے لئے ہیں۔

میں نے وہ درہم لے لئے اور اسے پوچھا کہ مجھے تو علم ہوا، اور میں چل کر تمہارے پاس آ گیا، تمہیں کیسے پتا چلا اور تم نے مجھے کیسے پہچانا؟

کہنے لگا: گزشتہ رات میں نے اِس اِس صفت کی حامل ایک بزرگ شخصیت کو خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھے کہا کہ جب صبح تمہارے پاس اس حالت اور صفت والا شخص آئے تو اسے بیس درہم دے دینا، ان کی بیان کردہ علامت کی بنا پر میں نے تمہیں پہچان لیا۔ میں نے کہا: وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھے۔

وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا: مجھے اپنے گھر لے چلو، میں اسے اپنے گھر لے آیا تو وہ مشرف باسلام ہو گیا، اس کی بہن، بیوی اور اس کا بیٹا بھی اسلام لے آیا، اس گھر کے چار افراد اسلام لے آئے اور اس پر ثابت قدم رہے۔

ایک دوسرے شخص کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

اس نے آپ کی بارگاہ میں اپنے حال کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: علی بن عیسی (وزیر) کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ وہ تمہیں مالی امداد دے جس کے ساتھ تم اپنا حال درست کرلو۔

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہیں نشانی کیا بتاؤں؟ فرمایا: انہیں کہنا کہ تمہیں ہماری زیارت ایک پہاڑی درّے میں ہوئی تھی، ہم اونچی جگہ تھے، ہم وہاں سے اترے تو تم ہمارے پاس آئے، ہم نے تمہیں کہا تھا کہ تم اپنی جگہ چلے جاؤ۔

وہ شخص علی بن عیسٰی کے پاس گیا اور اسے نشانی بتائی تو اس نے کہا تم نے سچ کہا، اور اسے چار سو دینار قرض ادا کرنے کے لئے دیے، مزید چار سو دینار دے کر کہا کہ انہیں تم اپنا سرمایہ بنالو، جب یہ ختم ہو جائیں تو پھر میرے پاس آجانا۔

یہ واقعات جو ہم نے ذکر کیے ہیں اسی قسم کے حالات بہت سے دوسرے لوگوں کے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت سے مصائب و آلام سے نجات عطا فرمائی۔

ہمیں بیان کیا گیا ہے امام ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث بن اسد بن لیث سے، انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے والد کا ہاتھ بہت تنگ تھا، یہاں تک کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا، ادھر عید بھی قریب آگئی اور ہم بدستور تنگدستی کا شکار تھے، عید کی رات بھی آگئی جو ہم نے بڑی بری حالت میں گزاری، ہمارے پاس پہننے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی۔

جب رات کی دو گھڑیاں گزر گئیں تو اچانک دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور دروازے پر شور وشغب محسوس ہوا، ہم نے دروازہ کھولا تو کئی مرد دکھائی دیے جن کے ہاتھوں میں شمعیں پکڑی ہوئی تھیں، انہوں نے میرے والد سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، والد نے اجازت دے دی تو ابن عمصیر میرے والد کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں نے ابھی ابھی خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ نے مجھے فرمایا: کہ ابوالحسن

تمیمی اوران کے بچے فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں، تم اسی رات انہیں کپڑے پہنچاؤ جو وہ اپنے بچوں کو پہنائیں اور کچھ مال بھی پہنچاؤ جس سے وہ عید منا سکیں۔

میں یہ کپڑے لایا ہوں اور درزی بھی ساتھ لے کر آیا ہوں، ہمارے والد نے ہمیں باہر نکالا اور گھر کے ہر فرد کے لئے کپڑے کاٹے گئے اور درزی بیٹھ کر سینے لگے۔

میرے والد نے انہیں کہا کہ پہلے بچوں کے کپڑے تیار کرو، تاکہ کل عید کے دن پہن سکیں، بڑی عمر کے افراد پھر برداشت کر لیتے ہیں، بچے برداشت نہیں کرتے۔

ابن ابی عمیر اوران کے ساتھی صبح کی نماز تک میرے والد کے پاس بیٹھے رہے، پھر چلے گئے۔

## ایک مظلوم علوی کا واقعہ:

ایک رات خلیفہ مہدی سویا ہوا تھا، اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا، اس نے پولیس کے سربراہ کو بلایا اور اسے کہا کہ تہ خانے میں واقع جیل میں جاؤ اور علوی حسینی کو رہا کردو، نیز اسے یہ کہو کہ تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو عزت و کرامت کے ساتھ ہمارے پاس رہو اور چاہو تو اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، جیسے تمہارا دل خوش ہو۔

جب پولیس افسر جیل میں پہنچا تو اس کے سامنے ایک علوی نوجوان پیش کیا گیا جس کی حالت پرانے مشکیزے جیسی تھی، افسر نے اسے اختیار دیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتا ہوں، افسر نے اسے نقد رقم بھی پیش کی جو اسے دینے کے لئے مہدی نے دی تھی۔

جب وہ علوی نوجوان سوار ہونے لگا تو پولیس افسر نے اسے کہا کہ تمہیں قسم ہے اُس ذات اقدس کی جس نے تمہیں رہائی عطا فرمائی ہے، کیا آپ جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے آپ کو کیوں رہا کیا ہے؟

اس نوجوان نے کہا: اللہ کی قسم! میں آج رات سویا ہوا تھا، مجھے خواب میں

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا، اور فرمایا: بیٹے! کیا اِن لوگوں نے تم پر ظلم کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''اُٹھو اور دو رکعتیں ادا کر کے یہ دعا مانگو:

''یَاسَابِقَ الْفَوْتِ وَیَاسَامِعَ الصَّوْتِ وَیَاکَاسِیَ الْعِظَامِ بَعْدَالْمَوْتِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًاوَّمَخْرَجًا اِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَااَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

''اے گم ہوجانے سے سبقت کرنے والے (جس چیز کو تو باقی رکھنا چاہے وہ گم نہیں ہوسکتی) اے ہر پست سے پست آواز کے سننے والے، اور موت کے بعد ہڈیوں کو گوشت پہنانے والے! اپنے حبیب اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما، اور میرے معاملے کو فراخ اور کشادہ فرما، بے شک تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، تو ہر غیب اور پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

علوی نوجوان نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ دعا چند بار ہی پڑھی تھی کہ تم نے مجھے بلالیا۔

پولیس افسر نے کہا کہ جب میں لوٹ کر مہدی کے پاس گیا اور اسے واقعہ سنایا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! اس علوی نے سچ کہا، میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حبشی لوہے کی گرز لے کر میرے سر پر کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ فلاں علوی حسینی کو رہا کردے، ورنہ تجھے قتل کردوں گا، میں فوراً بیدار ہوگیا اور جب تک تم نے واپس آکر اس علوی کے رہا کرنے کی اطلاع نہیں دے دی، میں دوبارہ سونے کی جرأت نہیں کرسکا۔

## منصور جَمّال کا واقعہ

ایک رات خلیفہ ''معتمد علی اللہ'' سویا ہوا تھا، اچانک گھبرا کر بیدار ہو گیا اور کہنے لگا:
جیل سے منصور جمال (اونٹ والے) کو حاضر کرو۔ اسے فوراً حاضر کیا گیا۔
خلیفہ نے پوچھا: تم کتنے عرصے سے قید ہو؟ اس نے کہا: تین سال سے۔
خلیفہ نے کہا: سچ سچ اپنا واقعہ بیان کرو۔
اس شخص نے کہا کہ میں مُوصَل کا رہنے والا ہوں، میرے پاس ایک اونٹ تھا جسے
میں کرائے پر دیتا تھا، اس کرائے سے میرے اہل وعیال کا خرچ چلتا تھا، سوء اتفاق ک
موصَل میں میری آمدنی کم ہو گئی، میں نے سوچا کہ موصل سے باہر جاتا ہوں، ہو سکتا ہے
اللہ تعالیٰ کوئی اچھا سبب پیدا فرما دے۔
میں موصل سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فوجی دستے نے ڈاکوؤں کی ایک
جماعت کو گرفتار کر لیا ہے، انہوں نے ڈاک کے ذریعے اپنے مرکز کو اطلاع بھی دے دی ک
دس ڈاکو گرفتار ہوئے ہیں، اتنے میں ایک ڈاکو نے انہیں بڑی رقم کی پیشکش کی کہ یہ مجھ سے
لے لو اور مجھے رہا کر دو، فوجیوں نے اسے رہا کر دیا اور اس کی جگہ مجھے گرفتار کر لیا اور میر
اونٹ بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔
میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا، لیکن وہ نہ مانے اور مجھے ڈاکوؤں کے ساتھ قید
کر دیا، ان میں سے کچھ تو مر گئے اور کچھ آزاد کر دیے گئے، اس طرح میں تنہا قید میں رہ گیا۔
خلیفہ ''معتمد علی اللہ'' نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ پانچ سو دینار حاضر کرو، و
منصور کو دے دیے، نیز تیس دینار ماہوار دینے کا حکم دیا اور کہا کہ ہمارے اونٹوں کی دیکھ
بھال اس کے سپرد کر دو۔
پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: کہ ابھی ابھی خواب میں مجھے نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا: احمد! اسی وقت منصور جمال کی

طرف توجہ کرو، کیونکہ وہ مظلوم ہے اور اس پر احسان کرو۔

## ابوحسّان زیادی کا واقعہ

خراسان کے ایک باشندے نے ابوحسّان زیادی کے پاس ایک تھیلی امانت رکھی جس میں دس ہزار درہم تھے، وہ شخص حج کے لئے جانے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے اطلاع ملی کہ اس کے والد فوت ہو گئے ہیں اس لئے اس نے حج کے لئے جانے کا ارادہ ملتوی کردیا۔

اس شخص نے ابوحسّان کے پاس آکر مطالبہ کیا کہ وہ تھیلی میرے حوالے کردو جو میں نے کل تمہارے پاس امانت رکھی تھی، ابوحسّان کے ذمہ بہت سے قرضے تھے اس نے اس رقم میں سے کچھ اپنے قرضوں میں ادا کردی اب وہ حیران و پریشان ہو گیا کہ کیا کرے؟

یہ طویل واقعہ ہے۔ مختصر یہ کہ مامون الرشید نے پیغام بھیج کر اسے اپنے دربار میں طلب کیا، اور اسے کہا کہ بتاؤ تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے اپنا واقعہ بیان کر دیا، اور بڑی شدّت کے ساتھ رو دیا۔ مامون نے کہا: بندۂ خدا! تمہاری وجہ سے آج رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سونے نہیں دیا، آپ رات کے ابتدائی حصے میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

ابوحسّان زیادی کی امداد کرو، میں بیدار ہوا، لیکن میں تمہیں پہچانتا نہیں تھا، میں نے سوچا کہ میں تمہارے بارے میں لوگوں سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ میں نے تمہارا نام اور تمہاری نسبت لکھ لی اور سو گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور وہی بات فرمائی جو پہلے فرمائی تھی۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا، پھر سو گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری دفعہ پھر تشریف لائے اور کسی قدر ناراضگی سے فرمایا: خدا کے بندے! ابوحسّان کی امداد کر، اس کے بعد میں سونے کی جراٴت نہ کر سکا، اس وقت سے بیدار ہوں اور کئی افراد تیری تلاش میں بھیج رکھے ہیں۔

ابوحسان کہتے ہیں کہ مامون نے مجھے دس ہزار درہم دیئے اور کہا کہ یہ خراسانی کو دے دو، پھر دس ہزار مزید دیئے اور کہنے لگا کہ ان کے ساتھ کاروبار کرو اور اپنا معاملہ درست کرو اور اپنا گھر تعمیر کرو، پھر تیس ہزار درہم مزید دیئے اور کہنے لگا ان کے ساتھ اپنی بیٹیوں کو رخصت کرو اور ان کی شادی کر دو اور جب شاہی جلوس کا دن ہو تو میرے پاس آنا تاکہ کوئی عمدہ سا کام تمہارے ذمہ لگاؤں اور تم پر احسان کروں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں لوٹ کر اپنے گھر گیا تو خراسانی دروازے پر کھڑا ہوا تھا، میں اسے گھر کے اندر لے گیا اور اسے تھیلی پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ لیجئے! اس نے کہا یہ تو میری تھیلی نہیں ہے، میں نے اسے سارا واقعہ سنا دیا تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا: اگر تم پہلے ہی مجھے صاف صاف بتا دیتے تو میں تم سے مطالبہ ہی نہ کرتا۔ اللہ کی قسم! جو میرا مال نہیں ہے میں اسے اپنے مال میں داخل نہیں کروں گا اور یہ مال میری طرف سے آپ کے لئے حلال ہے،

جلوس کے دن صبح میں مامون کے محل کی طرف گیا، اس نے مجھے بلایا اور مصلّے کے نیچے سے حکم نامہ نکالا اور کہنے لگا: میں تمہیں مدینۃ السلام کی مغربی جانب سے مشرقی محلے کا قاضی مقرر کرتا ہوں اور یہ تمہارے نام کا حکمنامہ ہے اور تمہیں ہر ماہ اتنی اتنی تنخواہ ملے گی، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا تم پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت جاری رہے گی۔(۱)

## سید ابن طباطبا کا واقعہ

بیان کیا گیا ہے کہ ''العزیز باللہ'' نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا کہ مصر کے عاملوں کے پاس جو بقایا رقمیں ہیں وہ وصول کرو، تحقیق کے دوران یہ حقیقت سامنے آئی کہ سید ابن طباطبا کے ذمہ تین ہزار دینار ہیں، اس نے سید صاحب کے نام حکم جاری کر دیا اور انہیں

---

(۱) اس قصے کی روایات قاضی ابوعلی تنوخی نے ''الفرج بعد الشدۃ'' ۲/۲۲۳ اور اس کے مابعد میں بیان کی ہیں، اسی طرح خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' ۷/۳۵۸ میں بیان کی ہیں اور ان دونوں کتابوں میں اس شخص کا نام حسن بن سہل ہے جس سے امیر نے سوال کیا تھا۔

''مسجدِ مُھرہ'' میں نظر بند کر دیا اور ان کی نگرانی پر بعض افراد کو مامور کر دیا۔

اسی رات سیّد صاحب کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: کیا العزیز کے ولی عہد نے تم پر پہرہ مقرر کیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ!۔آپ نے فرمایا: تم اُن پانچ آیات سے کیوں بے خبر ہو جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بغیر روک ٹوک کے حاضر ہوتی ہیں؟ ان کے وسیلے سے تمہاری مشکل آسان کر دی جائے گی۔

سیّد ابن طباطبا فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ پانچ آیات کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ آیات یہ ہیں:

1. (وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ) سے (هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ) تک (۲/ ۱۵۷—۱۵۵)
2. (اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ) سے (عَظِيْم) تک (۳/ ۱۷۴۔۱۷۳)
3. (وَ اَيُّوْبَ اِذْنَادٰى رَبَّهٗ) سے (لِلْعَابِدِيْنَ) تک (۲۱/ ۸۴۔۸۳)
4. (وَ ذَاالنُّوْنِ) سے (نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ) تک (۲۱/ ۸۸۔۸۷)
5. (فَسَتَذْكُرُوْنَ) سے (سُوْءَ الْعَذَابِ) تک (۴۰/ ۴۵۔۴۴)

سیدابن طباطبا فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو یہ آیات مجھے یاد تھیں اور جب صبح ہوئی اور قید خانے کا دروازہ کھولا گیا تو میرے پاس ایسے لوگ آئے جنہیں میں پہچانتا نہیں تھا، انہوں نے مجھے پکڑا اور ''العزیز باللہ'' کے ولی عہد کے پاس لے گئے، اس نے مجھے پوچھا کہ آپ نے اپنے جدامجد کے پاس میری شکایت کی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے شکایت نہیں کی، اس نے کہا: نہیں، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے۔

پھر اس نے بقایاجات کا رجسٹر منگوایا اور میرا نام کاٹ دیا، نیز اپنے پاس سے مجھے ایک ہزار دینار بطورِ امداد دیئے اور مجھے رہا کر دیا، اس طرح مجھے آیاتِ کریمہ کی برکت کا

تجربہ ہو گیا۔

## عطّار اور وزیر کا واقعہ

بغداد میں کرخ کا رہنے والا ایک عطّار رہتا تھا، وہ امانت اور پردہ داری میں مشہور تھا، کارِ قضا وہ بھاری قرض کے زیر بار آ گیا، وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور ہمہ وقت دعا اور درود شریف میں وقت صرف کرنے لگا۔

جمعہ کی رات اس نے حسب معمول درود شریف پڑھا، دعا کی اور سو گیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا: علی بن عیسیٰ (اس وقت کے وزیر) کے پاس جاؤ، ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ تمہیں چار سو دینار عطا کرے، وہ لے لو اور ان کے ساتھ اپنے حالات درست کرو، ان کا بیان ہے کہ میرے ذمہ چھ سو دینار قرض تھے۔

میں وزیر کے دفتر گیا تو کسی نے مجھے اس کے پاس جانے ہی نہ دیا، میں ابھی اسی اُدھیڑ بُن میں تھا کہ وزیر صاحب کے مصاحب شافعی صاحب[1] باہر نکلے وہ مجھے تھوڑا بہت جانتے تھے، میں نے انہیں واقعہ بیان کر دیا۔

وہ کہنے لگے ارے بندۂ خدا! وزیر صاحب سحری سے اب تک تمہیں تلاش کر رہے ہیں، انہوں نے مجھ سے بھی تمہارے بارے میں پوچھا تھا، لیکن مجھے یاد نہیں رہا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو، اور وہ خود واپس چلا گیا، جاتے ہی فوراً اس نے مجھے بلایا میں ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے پاس حاضر ہوا تو اس نے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں ابن فلاں عطّار، اس نے پوچھا تم کرخ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا عطار صاحب! آپ میرے پاس تشریف لائے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو

---

(۱) یہ ابو بکر محمد بن عبداللہ شافعی تھے، اور وزیر علی بن عیسیٰ کے مصاحب تھے، اسی طرح کتاب (الفرج بعد الشدۃ ۲/۲۷۶) حاشیہ نمبر ۳ میں ہے۔

بہترین جزاعطا فرمائے، اللہ کی قسم! میں گزشتہ رات سے نہیں سویا، گزشتہ رات خواب میں مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: فلاں ابن فلاں عطّار کو چار سو دینار دے دو جن کے ساتھ وہ اپنا حال درست کر لے۔

میں نے انہیں بتایا کہ گزشتہ رات مجھے بھی خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرفِ زیارت سے نوازا ہے اور فلاں فلاں بات ارشاد فرمائی ہے علی بن عیسیٰ رو پڑے اور کہنے لگے: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت ہے۔

پھر وزیر صاحب نے حکم دیا کہ ایک ہزار دینار لاؤ، کارندوں نے لا کر پیش کر دیئے پھر عطّار کو مخاطب کر کے کہنے لگے: چار سو دینا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے طور پر پیش کر رہا ہوں اور چھ سو دینار میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہیں۔

میں نے کہا: وزیر صاحب! میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطیے سے زیادہ ایک دینار بھی نہیں لوں گا، مجھے امید ہے کہ اسی میں برکت ہوگی، اس کے ماسوا میں نہیں ہوگی۔ علی بن عیسیٰ وزیر پھر رو پڑے، کہنے لگے: یہ ہے یقین، آپ جتنے چاہتے ہیں لے لیں۔

میں نے چار سو دینار لے لئے اور ان کے ایک حصے کے ساتھ کچھ قرض ادا کر دیا اور باقی کے ساتھ دکان کھول لی۔

ایک سال نہیں گزرا تھا کہ میرے پاس ایک ہزار دینار تھے، ان سے میں نے باقی ماندہ قرض بھی ادا کر دیا، میرا مال بدستور بڑھتا رہا اور میرا حال بہتر ہوتا رہا اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا۔ (۱)

---

(۱) یہ واقعہ قاضی ابو علی تنوخی نے اپنی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں ۲/۷۶ میں بیان کیا ہے۔

## طاہر بن یحیی علوی کا واقعہ

خراسان کا رہنے والا ایک شخص ہر سال حج کرتا تھا، اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتا تو طاہر بن یحییٰ کو کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کرتا، اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ اپنا مال ضائع نہ کیا کرو، کیونکہ یہ شخص ایسے کام میں مال صرف کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

اُس سال خراسانی نے اسے کچھ بھی پیش نہ کیا۔

آئندہ سال وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو حسب توفیق اہل مدینہ کو تحفے پیش کیے، لیکن طاہر کو کچھ بھی نہیں دیا۔

خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تیسرے سال حج کی تیاری کی تو مجھے خواب میں سردار انس وجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، آپ نے فرمایا: اللہ کے بندے! تو نے طاہر بن یحییٰ کے بارے میں اس کے دشمنوں کی بات مان لی ہے، اور اس کی جو خاطر مدارات کرتے تھے وہ ختم کر دی ہے، ایسا نہ کرو، جو تحفے تحائف اسے پیش نہیں کیے وہ پیش کرو، اور حسب استطاعت اس کی خدمت کرنے سے ہاتھ نہ کھینچو۔

خراسانی کہتے ہیں کہ میں گھبرا کر بیدار ہوا اور میں نے نیت کی کہ جو کچھ کوتاہی ہو چکی ہے اس کی تلافی کروں گا، میں نے اسی نیت سے ایک تھیلی میں چھ سو دینار ڈال لئے۔

جب مدینہ طیبہ حاضری ہوئی تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا، میں جب ان کے پاس پہنچا تو ان کی مجلس گرم تھی، مجھے دیکھتے ہی انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہنے لگے اگر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بھیجتے تو آپ کبھی میرے پاس نہ آتے، آپ نے میرے بارے میں دشمنِ خدا کی بات قبول کر لی اور سال بسال جو خدمت کرتے تھے وہ ختم کر دی، یہاں تک کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ملامت فرمائی، اور آپ کو حکم دیا کہ مجھے چھ سو دینار پیش کرو، اس کے ساتھ انہوں نے اپنا

ہاتھ پھیلا دیا۔

یہ گفتگو سن کر مارے دہشت کے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں نے کہا کہ واقعہ یہی ہے، لیکن آپ کو کیسے پتا چلا؟

انہوں نے کہا کہ مجھے پہلے سال آپ کے آنے کی اطلاع تھی، جب آپ نے خدمت نہیں کی تو میرا حال اس سے متاثر ہوا، دوسرے سال بھی آپ کی آمد و رفت میرے علم میں تھی، اس وقت میری حالت مزید خستہ ہو گئی تھی۔

خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: غم نہ کرو، ہم نے فلاں خراسانی کو دیکھا ہے اور تمہارے بارے میں اسے تنبیہ کر دی اور اسے حکم دیا ہے کہ گزشتہ سالوں میں جو تحائف پیش نہیں کیے وہ پیش کریں اور حتی الامکان خدمت و امداد کا سلسلہ منقطع نہ کریں، میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔

جب میں نے آپ کو دیکھا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ خواب ہی آپ کو لایا ہے۔

خراسانی کہتے ہیں کہ میں نے تھیلی نکال کر انہیں پیش کر دی، ان کے ہاتھوں اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور گزارش کی کہ میں نے اس دشمن کی بات آپ کے بارے میں قبول کر لی تھی آپ میری خطا معاف کر دیں۔(۱)

میں نے شیخ صالح ابو محمد عبدالرحمٰن المیدانی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک رات اسکندریہ کے سمندر کے کنارے جزیرے میں واقع اپنے گھر میں تھا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں ''الملک الصالح'' کی رہائی کے لئے دعا کروں، وہ اس وقت ''کرک'' میں قید تھے، میں ''شیخ مغاوری'' کے گنبد کے پاس حاضر ہوا، وہاں دو رکعتیں ادا کیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے ''الملک الصالح'' کی رہائی کی دعا مانگی، اور سو گیا۔

---

(۱) یہ واقعہ قاضی ابو علی تنوخی نے اپنی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' میں ۲/۹ ۲۷ میں بیان کیا ہے۔

میں نے دیکھا کہ لشکر جمع ہیں اوران کے درمیان ایک شخص ہے اور جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے منع کر دیتے ہیں۔

میں اسی حال میں تھا کہ میری قسمت بیدار ہوگئی، میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، آپ نے سبز رنگ کا حُلّہ زیبِ تن کیا ہوا ہے اور آپ کے ساتھ نور کے دو ستون ہیں جو آسمان تک بلند ہورہے ہیں، آپ ان لوگوں کی طرف تشریف لے گئے تو وہ بکھر گئے، شیخ عبدالرحمٰن میدانی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیدار ہوگیا، چند دن گزرے تھے کہ ہمیں خبر مل گئی کہ ''الملک الصالح'' قید سے رہا ہو کر مصر آگئے ہیں۔

# باب (۱۹)

## نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ کی شکایت اور امداد کی درخواست کرنا

ہمیں خبر دی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی قُرشی نے، انہیں خبر دی دو بزرگوں (۱) ابوطاہر احمد بن محمد اصفہانی اور (۲) ابوالعلاء محمد بن جعفر بصری نے، ان دونوں کو خبر دی ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین اور ابو منصور محمد بن احمد بن علی نے (انہوں نے اجازت بھی دی) ان دونوں کو خبر دی ابوالقاسم عبیداللہ ابن عُمیر بن احمد نے، انہیں بیان کیا ان کے والد نے، انہیں بیان کیا عبداللہ ابن محمد نے، انہیں بیان کیا شیبان بن فروخ نے، انہیں بیان کیا مہدی ابن میمون نے، انہیں بیان کیا محمد بن عبداللہ ابن ابی یعقوب نے، انہوں نے روایت کی حضرت حسن مجتبیٰ ابن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام حسن بن کعب سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور سرگوشی میں ایک بات مجھ سے کی جو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو پردے کے طور پر آپ کو جو چیز بہت پسند تھی وہ یا تو کوئی اونچی چیز (چٹان یا ٹیلہ) یا پھر کھجوروں کا جھنڈ تھا، آپ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، اچانک ایک اونٹ سامنے آ گیا، جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی پشت اور سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پُرسکون ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری جوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے؟ اس نے ہمارے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس سے مسلسل کام لیتا ہے۔

یہ حدیث ابن شاہین نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، اس کا ایک حصہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابتداء سے ''حـائِـش نَخل'' (کھجوروں کے جھنڈ) تک عبداللہ بن محمد بن اسماء سے روایت کیا ہے۔(۱)

اس طویل حدیث کو ابوداؤد نے موسیٰ بن اسمٰعیل سے انہوں نے مہدی بن میمون سے روایت کیا۔(۲)

ہمیں خبر دی ابوالفضل احمد بن محمد نے، انہیں خبر دی احمد بن محمد الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسین بن عمر موصلی نے مصر میں اپنی کتابوں کے حوالے سے، انہیں خبر دی حافظ ابوزکریا عبدالرحمٰن بن احمد بن نصر بخاری نے، انہیں بیان کیا علی یعنی ابن محمد بن سامری نے، انہیں بیان کیا عمر یعنی ابن محمد بن عثمان بغراسی نے، انہیں بیان کیا ابوعمرو یعنی سلامہ ابن سعید بن زیاد نے، انہیں بیان کیا ان کے والد سعید نے، انہیں بیان کیا اُن کے والد زیاد نے، انہوں نے روایت کی اپنے والد فائد سے، انہوں نے زیاد کے دادا زیاد بن ابی ھند سے، انہیں بیان کیا تمیم بن اوس الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس پر منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کچھ آواز نکالی

---

(۱) (کتاب الحیض) ''باب ما یستتر بہ لقضاء الحاجۃ'' ۱/ ۲۶۸ حدیث نمبر ۷۹

(۲) ''سنن ابی داؤد'' (کتاب الجہاد) ''باب ما یؤمر بہ من القیام علی الدواب'' ۳/ ۲۳۷ حدیث نمبر (۲۵۴۲) لیکن سنن ابی داؤد کے مطبوعہ نسخہ میں حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے، جس طرح حضرت مصنف کی روایت میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اونٹ! پُرسکون ہو جا، اگر تو سچا ہوا تو تیرے لئے تیری سچائی فائدہ مند ثابت ہوگی اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا جھوٹ تیرے لئے نقصان دہ ہوگا۔ یہ بھی سن لے کہ ہماری پناہ لینے والے کو اللہ تعالیٰ نے امن دیا ہے اور جو ہماری پناہ میں آتا ہے وہ گھاٹے میں نہیں رہتا۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس اونٹ کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کا فیصلہ کیا ہے، یہ اُن سے بھاگ کر آیا ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد کا طلب گار ہوا ہے۔

ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے چند صحابۂ کرام دوڑتے ہوئے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا تو اس نے پھر آپ کے قریب ہو کر آپ کی پناہ لی، صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا یہ اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے اور آج آپ کے پاس ہی ملا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس نے ہمارے پاس تمہاری بڑی شکایت کی ہے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی سال تمہاری حفاظت میں گزارے ہیں، گرمیوں میں تم اس پر سوار ہو کر گھاس والی جگہ جاتے تھے اور سردیوں میں تم گرم جگہ پر آجاتے تھے، جب اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو تم نے اسے جُفتی کے لئے مختص کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے تمہیں چرنے والے اونٹ عطا فرمائے اور جب اسے یہ خشک سال لاحق ہوا تو تم نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کا فیصلہ کر لیا۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا یہی پروگرام تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آقاؤں کی طرف سے اچھے مملوک کی کیسی جزا ہے؟ صحابۂ کرام

نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم اسے نہ تو فروخت کریں گے اور نہ ہی ذبح کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست نہیں کہا، اس نے تم سے مدد مانگی تو تم نے اس کی امداد نہیں کی، اور ہم تمہاری نسبت رحمت کے زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال کر مومنوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ایک سو درہم میں ان سے خرید لیا اور فرمایا: اے اونٹ! جا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس نے آپ کے سر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر آواز نکالی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین، پھر وہ بڑبڑایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین، پھر وہ تیسری دفعہ بڑبڑایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: آمین، اونٹ چوتھی دفعہ بڑبڑایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو دیئے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے پہلی دفعہ کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، ہم نے کہا آمین، دوسری دفعہ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کی امت کا غم دور کرے جس طرح آپ نے میرا خوف دور کیا ہے، ہم نے پھر کہا آمین، تیسری دفعہ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے خون دشمنوں سے محفوظ فرمائے جس طرح آپ نے میرا خون محفوظ فرمایا ہے، ہم نے پھر کہا: آمین، چوتھی مرتبہ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر باہمی خوف مسلط نہ فرمائے، تو ہم رو دیئے اور ہم نے کہا کہ ان صفات کی ہم نے اپنے رب سے دعا کی تو اس کریم نے ہمیں یہ صفات دے دیں، لیکن آخری صفت سے ہمیں منع فرما دیا، اور جبرائیل امین نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی کہ آپ کی امت تلوار سے فنا ہوگی، قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے قلم اسے لکھ

چکا ہے۔(۱)

ہمیں حضرت صالح شافعی نے اس سلسلے میں یہ شعر سنایا:

وَجَاءَ بَعِيْرٌ يَشْتَكِي جَوْرَ اَهْلِهِ　　اِلَيْهِ فَاشْكَاهُ فَاعْفُوهُ مُجْهَدًا

اونٹ نے آ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے مالکوں کے ظلم کی شکایت کی تو آپ نے اس کی شکایت دور کر دی اور اس کے مالکوں نے اس کی مشقت ختم کر دی۔

---

(۱) ''الترغیب والترھیب'' از امام منذری ۳/۱۵۵ حدیث نمبر (۳۳۵۴) انہوں نے اس کی نسبت ابن ماجہ شریف کی طرف کی ہے، علامہ تاجی نے ''عجالۃ الاملاء'' ص ۴۰۸۔۴۰۶ میں اس پر گفتگو کی ہے، اور اس کی ابتداء میں اس کتاب کے کچھ کلمات نقل کئے ہیں۔

(نوٹ) اس اونٹ کے علاوہ کئی اونٹوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایتیں کی ہیں، حافظ ابو نعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں ۲/۳۸۰ اور امام ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' ۶/۱۴۱ میں ایسی روایات بیان کی ہیں۔ حافظ ابو نعیم نے ان شکایات کے واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ احادیث واضح آیات اور دلائل پر مشتمل ہیں یعنی اونٹوں نے سجدہ کیا اور آپ کی بارگاہ میں شکایتیں پیش کیں۔

اس جگہ دو احتمال ہیں:

❶ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان چار پایوں کی آوازوں اور ان کی شکایتوں کا علم دیا گیا تھا، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی تھی، اس صورت میں یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

❷ آپ کو وحی کے ذریعے اس گفتگو کا علم ہوا۔

جو بھی صورت ہو یہ عجائب میں سے ہے اور آپ کا معجزہ ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ اس جگہ ایک تیسرا احتمال بھی ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرینۂ حال کی بنا پر معلوم کر لیا تھا کہ ان حضرات کا معاملہ اونٹ کے ساتھ قابل تعریف نہ تھا۔

اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بے شک عقلی طور پر یہ احتمال ہے، لیکن قرینۂ حال سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس چار پائے کا مالک بنو فلاں میں سے ہے اور اس نے اسے اتنے سال استعمال کیا ہے اور اب اسے شادی وغیرہ کے موقع پر ذبح کرنا چاہتا ہے، کیونکہ قرینۂ حال سے یہ باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں، اس لئے یہ احتمال باطل ہے۔

## باب ۱۹

### ہرنی کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنا اور آپ کی پناہ لینا

ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن علی شافعی نے، انہوں نے روایت کی مبارک بن علی سے، انہیں خبر دی عبیداللہ ابن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا حافظ ابوبکر نے، انہیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، انہیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی ابن دُحیم شیبانی نے، انہیں بیان کیا احمد بن حازم بن ابی غرزہ غفاری نے، انہیں بیان کیا علی بن قادم نے، انہیں بیان کیا ابوالعلاء خالد بن طہمان نے، روایت کرتے ہوئے عطیہ سے، انہوں نے روایت کی حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو ایک خیمے کے پہلو میں باندھی ہوئی تھی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کھول دیں تاکہ میں اپنے دو بچوں کو دودھ پلاؤں، پھر واپس آجاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوچا کہ یہ کچھ لوگوں کی شکار کی ہوئی اور ان کی باندھی ہوئی ہے، تاہم آپ نے اس سے عہد لیا، اس نے قسم کھائی تو آپ نے اسے رہا کر دیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ آگئی، اس کے پستان دودھ سے خالی تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا، پھر ساتھ والے خیمے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ ہرنی ہمیں دے دو انہوں نے نذرانہ پیش کرنے کو سعادت جانا تو آپ نے اسے رہا کر دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چارپائے موت کے بارے

میں وہ کچھ جانتے جو تم جانتے ہو تو تمہیں کھانے کے لئے کبھی موٹا تازہ جانور نہ ملتا۔ یہ حدیث امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں اسی طرح روایت کی ہے۔(۱)

اس سے پہلے سند پہنچتی ہے ابوبکر احمد بن حسن قاضی تک، انہیں خبر دی ابوعلی حامد بن محمد ہروی نے، انہیں بیان کیا بشر بن موسیٰ نے، انہیں بیان کیا ابوحفص عمرو بن علی نے، انہیں بیان کیا یعلیٰ بن ابراہیم غزّال نے، انہیں بیان کیا ہیثم بن جماز نے، انہوں نے روایت کی ابوکثیر سے، انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تھا، ہمارا گزر ایک بدوی کے خیمے کے پاس ہوا، خیمے کے پاس ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی، اس نے عرض کیا یارسول اللہ! اس بدوی نے مجھے شکار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں، میرے تھنوں میں دودھ جمع ہو گیا ہے، یہ بدوی نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے تاکہ میری جان چھوٹ جائے اور نہ ہی مجھے رہا کرتا ہے تاکہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہم تمہیں چھوڑ دیں تو تم واپس آجاؤ گی؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشر وصول کرنے میں ظلم کرنے والے کا عذاب دے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے رہا کر دیا، تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ دوڑتی ہوئی حاضر ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے خیمے کے پہلو میں باندھ دیا، اتنے میں بدوی بھی مشکیزہ اٹھائے ہوئے آگیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم یہ ہرنی بیچو گے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ آپ کی نذر ہے، آپ نے اسے آزاد فرما دیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے اس ہرنی کو بھاگ کر جنگل میں جاتے ہوئے دیکھا اور وہ کہہ رہی تھی:

(۱) دلائل النبوۃ: ۶/۳۴

## لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (۱)

ہمیں مُعتمر بزرگ ابوالحسن علی بن ابی عبداللہ سلامی نے خبر دی، انہیں خبر دی محمد بن ناصر سلامی نے، انہیں خبر دی ناصر ابن نصر نے، انہیں خبر دی مکی ابن علی نے، انہوں نے روایت کی عبدالرزاق سے، انہیں خبر دی ابوسلیمان محمد ابن حسین بن علی حُدّانی نے، انہیں بیان کیا محمد بن عثمان بن حمدون، عبدان کے کاتب نے، انہیں بیان کیا شعیب ابن عمران نے، انہیں بیان کیا زکریا ابن یحییٰ ابن سعید باہری نے، انہیں بیان کیا حیان ابن اغلب سَعدی نے، انہوں نے روایت کی اپنے والد اغلب سعدی سے، انہوں نے ہشام بن حسّان سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے ضَبہ ابن محصن سے، انہوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگل میں تشریف فرما تھے، اچانک آواز آئی: یارسول اللہ! آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی انسان دکھائی نہ دیا، پھر آپ نے نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے، وہی پکار رہی تھی، اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے قریب تشریف لائیں، آپ اس کے قریب گئے اور اس سے پوچھا کہ کوئی کام ہے؟ کہنے لگی: جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے رہا فرمادیں تاکہ میں جاکر انہیں دودھ پلاؤں، پھر میں الٹے پاؤں حاضر ہوجاؤں گی۔

آپ نے فرمایا: کیا تو اپنا وعدہ پورا کرے گی؟ اس نے کہا: اگر میں اپنا وعدہ پورا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عُشر وصول کرنے والے ظالم کا عذاب دے۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا، وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا، اتنے میں بدوی بیدار ہوگیا، عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میرے لائق کوئی خدمت ہے؟ فرمایا: ہاں، اس ہرنی کو آزاد کردو، اس نے اُسے آزاد کردیا، وہ دوڑتی ہوئی جا

(۱) دلائل النبوۃ از امام بیہقی ۶/۳۵ نیز دلائل النبوۃ از ابونعیم ۲/۳۷۵۔ حدیث نمبر (۲۷۳)

رہی تھی اور کہتی جاتی تھی:

اَشْهَدُاَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّکَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۱)

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ نجّار نے، انہیں خبر دی فضل بن سہل نے، انہیں خبر دی ابو حافظ محمد عبدالعزیز بن احمد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث ابو محمد عبدالرحمٰن بن عثمان بن معروف کو پڑھ کر سنائی اور انہیں عرض کیا کہ آپ کو خبر دی ابو علی عبدالسلام ابن احمد دمشقی نے، انہیں بیان کیا ابوالحسین محمد بن اسماعیل تمیمی نے، انہیں بیان کیا محمد بن عبداللہ الزاہد خُراسانی نے، انہیں بیان کیا موسیٰ ابن ابراھیم مروزی نے، انہیں بیان کیا حکیم بن نافع زُرقی نے، انہوں نے روایت کی عُبیدہ سے، انہوں نے حسّان سے اور انہوں نے انصار کے ایک مرد سے انصاری صحابی نے فرمایا: کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ایک جگہ قیام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو دُور تشریف لے جاتے، آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ آپ کا گزر بدویوں کے خیموں کے پاس ہوا، وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔

ہرنی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگی: یارسول اللہ! میں پہلے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتی ہوں پھر آپ سے، ان لوگوں نے مجھے تین دنوں سے قید کر رکھا

(۱) اس حدیث کو امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۲۳/۳۳۱ میں روایت کیا، حدیث نمبر (۷۶۳) حافظ ابن کثیر نے اسے "البدایۃ والنہایۃ" ۶/۱۵۵ میں بیان کیا اور اس کی نسبت ابونعیم کی "دلائل النبوۃ" اور ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ کی "دلائل النبوۃ" کی طرف کی، اسی طرح امام زرکشی نے اپنی کتاب "المعتبر" ص ۱۱۸ میں اور امام صالحی نے "سبل الھدی والرشاد" ۹/۵۱۹ میں اس کا ذکر کیا، لیکن یہ روایت "الدلائل" کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے، کیونکہ اصل کتاب کا مکمل نسخہ دستیاب نہیں ہوسکا، جیسے کہ نسخہ "دارالنفائس" کے دو محققوں نے بیان کیا ہے۔

امام زرکشی کی کتاب "المعتبر" کے محقق نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی نسبت ابونُعیم کی "دلائل النبوۃ" کی طرف کی ہے اور ص ۱۱۸ کے حاشیہ میں ابونعیم کی سند بھی نقل کی ہے تو یہ سند ابن کثیر سے نقل کی ہے اور اس طرف اشارہ نہیں کیا، اس انداز سے یہ وہم ہوتا ہے کہ انہیں یہ حدیث "الدلائل" میں مل گئی ہے اور یہ تدلیس ہے۔

ہے، اس پہاڑ میں میرے دو بچے بھوکے ہیں، اگر آپ پسند فرمائیں تو مجھے آزاد فرما دیں، میں انہیں دودھ پلا کر واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں خوف ہے کہ تم واپس نہیں آؤ گی۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ضرور واپس آؤں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے رہا کر دیا، وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا، اور قضائے حاجت سے فارغ ہو کر پھر بدویوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہیں بیان کر دیں کہ اس ہرنی نے کیا کہا ہے؟ اور اگر چاہو تو تم بتا دو کہ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے؟ بدویوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں بیان فرمائیں، آپ نے فرمایا: اِس نے بیان کیا ہے کہ تم نے اسے تین دنوں سے باندھ رکھا ہے اور پہاڑ میں اس کے دو بچے ہیں، اس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ ہم اسے آزاد کر دیں تاکہ وہ بچوں کو دودھ پلا دے، ہم نے اسے آزاد کر دیا اور یہ پلٹ کر ہمارے پاس آ گئی ہے۔

بدویوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے واقعہ وہی ہے جو آپ نے بیان فرمایا ہے، حضور! یہ آپ پر فدا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا، وہ دوڑتی ہوئی پہاڑ پر چڑھ گئی اور کہتی جاتی تھی:

اَشْهَدُاَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّکَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس نے تین دفعہ یہ کلمات کہے۔

اسی سلسلے میں حضرت صالح شافعی اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں:

وَجَاءَ امْرَءً اقَدْصَادَ یَوْمًا غَزَالَةً　　لَهَاوَلَدٌ خِشْفٌ تَخَلَّفَ بِالْکُدَا

فَنَادَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْقَوْمُ حُضَّرٌ　　فَاطْلَقَهَاوَالْقَوْمُ قَدْسَمِعُوْاالنِّدَا

- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جس نے ایک دن ہرنی کا شکار کیا، اس ہرنی کا چھوٹا سا بچہ تھا جو مقام "کداء" میں پیچھے رہ گیا تھا۔
- اس ہرنی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا صحابۂ کرام حاضر تھے انہوں نے اس کی پکار کو سنا، آپ نے اسے رہا فرما دیا۔

میں نے شیخ صالح ابوزکریا اِسکندرانی کو بیان کرتے ہوئے سنا جو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے سردار شیخ رشیدی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم (مسجد نبوی) میں حاضر تھا، اچانک ایک ہرنی عین دوپہر کے وقت "باب الرحمۃ" سے مسجد شریف میں داخل ہوئی، یہاں تک روضۂ اقدس کے سامنے پہنچ گئی، دور ہی ٹھہر کر اس نے سر جھکایا جیسے سلامی دے رہی ہو اور اس کی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے چھلک پڑے۔

پھر وہ الٹے پاؤں واپس چلی گئی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے طور پر اس نے پشت نہیں پھیری، یہاں تک کہ حرم نبوی شریف سے نکل گئی اور یہ سب کچھ ہماری آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔

میں (حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتا ہوں کہ میرا گمان ہے کہ یہ ہرنی اس ہرنی کی نسل سے ہوگی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہا فرمایا تھا۔

# باب (۲۱)

**حُمَّرہ نامی پرندے کی مادہ کے بچے اُٹھالئے گئے تو اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی**

ہمیں خبردی استاذ القراء ابوالفضل جعفر بن ابوالحسن نے، انہیں خبردی حافظ احمد بن محمد بن احمد نے، انہیں خبردی ابوعبداللہ قاسم بن فضل نے، انہیں بیان کیا ابوسعید محمد بن موسیٰ ابن فضل بن شاذان نے، انہیں بیان کیا محمد بن یعقوب بن یوسف اصمّ نے، انہیں بیان کیا احمد بن عبدالجبار عُطاردی نے، انہیں بیان کیا ابومعاویہ نے، انہوں نے روایت کی ابواسحاق شیبانی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے اورانہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک جگہ ہم نے قیام کیا، وہاں چیونٹیوں کی بستی تھی، جسے ہم نے جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم آگ کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اس لئے کہ آگ کے ساتھ آگ کا رب ہی عذاب دیتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ ہمارا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس میں ''حُمَّرہ'' نامی پرندے کے دو بچے تھے، انہیں ہم نے اُٹھالیا، اُن کی ماں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ اشارہ کررہی تھی، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے اِس کے دو بچوں کے ذریعے کس نے تکلیف دی ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے، فرمایا: انہیں واپس کرو، چنانچہ ہم انہیں واپس ان کی جگہ رکھ آئے۔(۱)

ہمیں خبردی ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی قرشی نے، انہیں خبردی مبارک بن علی

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے ''السنن'' ۳/۲۹۰ حدیث نمبر (۲۶۶۸) نیز ۵/۳۵۵۔ حدیث نمبر (۵۲۲۶) میں روایت کیا البتہ اس میں بعض الفاظ آگے پیچھے ہیں۔

نے، انہیں خبر دی ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد نے، انہیں خبر دی ان کے دادا ابو بکر احمد بن حسین نے، انہیں بیان کیا ابو بکر محمد بن حسن بن فورک رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہیں خبر دی عبد اللہ ابن جعفر اصبہانی نے، انہیں بیان کیا یونس بن حبیب نے، انہیں بیان کیا ابوداوٗد نے، انہیں خبر دی مسعودی نے، انہوں نے روایت کی حسن بن سعید سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن مسعود سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ایک صحابی درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوئے اور ''حُمَّرَہ'' پرندے کے انڈے اٹھا لائے، اس پرندے کی مادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کے قریب اُڑنے لگی:

(فَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ تَرِفُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَعَلٰى اَصْحَابِهٖ)

آپ نے فرمایا: اس مادہ پرندے کو کس نے تکلیف دی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے اس کے انڈے اُٹھائے ہیں، آپ نے اس پرندے پر شفقت فرماتے ہوئے فرمایا: واپس کرو، واپس کرو۔

یہ حدیث امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' (۳۲/۶) میں اسی طرح روایت کی ہے۔

انہوں نے یہ حدیث اَصَم کی روایت سے بھی بیان کی ہے، اس میں ہے ''وَهِيَ تَعْرِضُ'' وہ اشارہ کر رہی تھی، امام بیہقی نے فرمایا: میری کتاب میں اسی طرح ہے۔ ایک دوسرے محدث نے ''تُفَرِّشُ'' کا لفظ روایت کیا، جس کا معنی ہے کہ وہ زمین کے قریب پرواز کر رہی تھی اور پھڑ پھڑا رہی تھی۔

اس لفظ کو محدثین نے اسی طرح ذکر کیا ہے اور صحیح ''تُقَوِّضُ'' قاف اور واؤ کے ساتھ ہے، اس کا معنی ہے کہ وہ آ جا رہی تھی اور کہیں ٹھہرتی نہیں تھی، امام ہروی نے اس کا ذکر اپنی کتاب ''غریب'' میں کیا ہے۔

---

# باب (۲۲)

## کھجور کے تنے کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فراق میں غمگین ہونا اور گریہ وزاری کرنا

ہمیں خبر دی عبداللہ ابن حسن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم یحییٰ ابن فضلان شافعی نے، انہیں خبر دی عمر بن احمد بن منصور نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی ابن احمد مؤذن نے، انہیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن حیری اور ابوزکریا مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی ربیع ابن سلیمان نے، انہیں خبر دی شافعی نے، انہیں خبر دی ابراہیم بن محمد نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن عقیل نے، انہوں نے روایت کی طفیل بن اُبی بن کعب سے اور انہوں نے اپنے والد اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد پر چھپّر کی چھت ہوا کرتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجور کے تنے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

ایک صحابی[1] نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے منبر تیار کریں؟ تا کہ جمعہ کے دن آپ اس پر کھڑے ہوں اور لوگ جمعہ کے دن آپ کا خطبہ سنا کریں، آپ نے فرمایا: ہاں، انہوں نے منبر کے تین درجے بنائے، یہی وہ تین زینے جو منبر پر ہوتے ہیں۔

جب منبر بنایا گیا اور اس جگہ رکھا گیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے رکھا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا ارادہ فرمایا، آپ منبر کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے اس تنے کے پاس سے گزرے جس کے

---

(۱) امام بخاری حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری خاتون نے اپنے غلام سے منبر بنوا کر پیش کیا (بخاری شریف ۱/۱۲۵) ۱۲ اشرف قادری

ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس تنے نے اتنی شدت سے گریہ وزاری کی کہ وہ پھٹ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنے کی آواز سنی تو آپ منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس تشریف لائے، اس پر دستِ شفقت پھیرا اور واپس منبر پر تشریف لے آئے۔ جب مسجد نبوی منہدم کی گئی تو وہ تنا حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا، ان کے پاس ان کے گھر میں رہا یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا، اسے دیمک نے کھالیا اور وہ ختم ہو گیا۔(۱)

کھجور کے تنے کی یہ حدیث اِس طرح ہے جیسے متواتر ہو، اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا، ان میں سے حضرت جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کے حوالے سے امام بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ ابن عباس، سہل بن سعد، ابو سعید خدری، بریدہ، ام سلمہ اور مُطَّلب بن ابی وداعہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی روایت کردہ حدیث میں فرماتے ہیں کہ کھجور کا تنا بچوں کی طرح چیخ اُٹھا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ لگالیا تو وہ ہچکیاں لینے لگا جیسے بچہ ہچکیاں لیتا ہے جب اسے چپ کرایا جائے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپ کے لئے منبر رکھا گیا تو ہم نے اس تنے کی ایسی آواز سنی جیسی دس مہینے کی حاملہ اونٹنی کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب منبر بنایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف منتقل ہوئے تو کھجور کا تنا بلند آواز

---

(۱) اس حدیث کو امام شافعی نے اپنی ''مسند'' میں ص ۶۵ اور امام ابن ماجہ نے ''السنن'' میں روایت کیا (کتاب اقامۃ الصلاۃ) ''باب ماجاء فی بدء شان المنبر'' ۱/۴۵۴ حدیث نمبر (۱۴۱۴)

سے رو پڑا [1]، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔

بعض روایات میں ہے کہ قسم ہے اُس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ہم اسے اپنے ساتھ نہ لپٹاتے تو وہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فراق کے صدمے میں قیامت تک روتا رہتا۔ (۲)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے تھے اور فرماتے تھے: اللہ کے بندو! لکڑی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب کے لئے روتی ہے تو تم زیادہ حق دار ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے سراپا اشتیاق بن جاؤ۔ (۳)

حضرت صالح شافعی نے یہ مطلب بیان کرنے کے لئے دو شعر نظم کئے ہیں:

---

(۱) مولانا رومی فرماتے ہیں:

اُستُنِ حنّانہ در ہجرِ رسول
نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول

اُستن حنانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی میں عقل مندوں کی طرح روتا تھا۔۱۲ قادری

(۲) اس سلسلے میں دیکھئے: "عرف العنبر فی وصف المنبر" از حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ القیسی المعروف بہ ابن ناصر الدین دمشقی (مجموعۂ رسائل حافظ ناصر الدین دمشقی) رسالہ نمبر ۹

(۳) امام بیہقی نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" ۶/۶۸ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو وہ معجزے عطا نہیں فرمائے جو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے، جب آپ کے لئے منبر تیار کیا گیا۔ تو آپ کھجور کے جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے وہ آپ کے فراق میں رو پڑا، یہاں تک کہ اس کی آواز سنی گئی تو یہ اس سے بڑا معجزہ ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ وسلم نے مردوں کو زندہ کیا، کھجور کے تنے کا زندہ ہو جانا اس سے بڑا معجزہ ہے۔۱۲ قادری)

(رزقنا اللّٰہ تعالیٰ لقاء حبیبه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یقظة ومنامًا، حیاو میتًا)

وَحَنَّ اِلَیْہِ الْجِذْعُ شَوْقًا وَّرِقَّۃً وَرَجَّعَ صَوْتًا کَالْعِشَارِ مُرَدَّدًا

فَبَادَرَہٗ ضَمًّا فَقَرَّ لِوَقْتِہٖ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْ دَھْرِہٖ مَاتَعَوَّدَا

○ کھجور کا تنا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشتیاق اور رقّت کے سبب رو پڑا اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح پلٹ پلٹ کر آوازیں نکالتا رہا۔

○ آپ نے جلد اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تو وہ اسی وقت پُرسکون ہو گیا، ہر شخص اپنی زندگی میں اس چیز پر مطمئن ہوتا ہے جس کا وہ عادی ہوتا ہے۔

○

# باب (۲۳)

## وہ حضرات جو حدیث شریف اور اتباعِ سنّت کی برکات سے مالا مال ہوئے

ہم اس سے پہلے امام ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن حیّان معروف بابی الشیخ الحافظ، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی اور استاذ القرّاء امام ابوبکر بن المقری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ اُن حضرات کے سلسلے میں بیان کر چکے ہیں جنہوں نے بھوک کے سبب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی، ایسے واقعات ائمۂ اسلام کی ایک جماعت کو پیش آ چکے ہیں۔

حافظ ابن سَمعانی فرماتے ہیں کہ سفر نے امام محمد بن جریر طبری، امام محمد بن اسحاق بن خُزیمہ، امام محمد بن نصر مَرْوَزِی اور امام محمد بن ہارون رویانی کو مصر میں جمع کر دیا، ان کے پاس جو رقم تھی وہ ختم ہوگئی، کھانے کے لئے کوئی چیز باقی نہ رہی اور بُرا حال ہوگیا۔ یہ حضرات جہاں قیام پذیر تھے وہاں ایک رات جمع ہوئے اور بالاتفاق فیصلہ کیا کہ وہ قرعہ اندازی کریں اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ جا کر لوگوں سے اپنے دوستوں کے لئے کھانا مانگ کر لائے۔ قرعہ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے نام نکلا، انہوں نے اپنے دوستوں کو کہا کہ مجھے تھوڑی سے مہلت دیں تاکہ میں وضو کر کے نماز استخارہ ادا کرلوں۔

انہوں نے جا کر نماز شروع کر دی باقی ساتھی دیے کی روشنی میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں والی مصر کے غلام نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا، اِن حضرات نے دروازہ کھولا، اس نے اپنی سواری سے اتر کر پوچھا کہ تم میں سے محمد بن نصر کون ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ ہیں، اس نے ایک تھیلی نکال کر انہیں پیش کی جس میں پچاس دینار تھے، پھر اس نے پوچھا: تم میں سے محمد بن جریر کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ہیں، اس نے انہیں بھی پچاس دینار پیش کیے، پھر کہنے لگا: محمد بن ہارون کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ ہیں، اس نے انہیں بھی پچاس دینار پیش کیے، پھر اس نے پوچھا: تم میں سے محمد بن خزیمہ کون ہیں؟ تو اسے بتایا گیا کہ یہ

نماز پڑھ رہے ہیں۔اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے توانہیں بھی پچاس دینار پیش کیے۔
پھر کہنے لگا: امیرِ مصر سو رہے تھے،انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کسی شخصیت نے انہیں کہا کہ ''محمد'' نام والے متعدد علماء بھوکے ہیں،ان کی خبر گیری کرو،چنانچہ امیر نے یہ تھیلیاں بھیجی ہیں،اورانہوں نے آپ کوقسم دے کر پیغام دیا ہے کہ جب یہ رقم ختم ہو جائے تو مجھے پیغام بھیج دیں،میں آپ کو مزید رقم پیش کردوں گا۔(۱)

حافظ ابن سمعانی نے یہ بھی بیان کیا کہ علم حدیث کے طلباء کی ایک جماعت امام زاہد حسن بن سفیان نسوی کی خدمت میں حاضر ہوئی،توانہوں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ اصحابِ فضیلت اورارباب ثروت کی اولاد ہو،تم نے طلبِ علم اور حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے اپنے وطن چھوڑے ہیں اپنے علاقوں اور دوستوں کوالوداع کیا ہے،لیکن تمہارے دل میں اس تصور کا گزر بھی نہیں ہونا چاہیے کہ تم نے یہ تکلیف اٹھا کر علم کا حق ادا کردیا ہےاور جو مشقت تم نے اٹھائی ہے اس کے ذریعے تم نے علم کے فرائض میں سے ایک فرض ادا کردیا ہے،میں تمہیں اس مشقت اور جِدّ وجُہد کا تھوڑا سا حصہ بیان کرتا ہوں جو میں نے طلبِ علم کے راستے میں برداشت کی ہے،اس کے ساتھ ہی میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے تنگی اور تنگدلی دور فرمائی۔

سنو! میں نے جوانی کی ابتدا ہی میں علم اور حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے اپنے وطن سے سفر کیا تھا،ہم علم کے طلبہ اور حدیث کا شوق رکھنے والے نو افراد تھے،چلتے چلتے ہم مغرب کے آخری حصے میں جا پہنچے،مصر میں داخل ہوئے۔ہم ایک استاذ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جو مرتبے کے اعتبار سے اپنے زمانے کے تمام علماء سے زیادہ بلند،

---

(۱) یہ واقعہ امام خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' ۲/۱۶۴ میں،امام تاج الدین سبکی نے اپنی سند کے ساتھ ''طبقات'' ۲/۲۵۱ میں،یاقوت حموی نے ''معجم الادباء'' ۵/۲۴۶ میں اور امام ابن کثیر نے ''البدایۃ والنہایۃ'' ۱۱/۱۰۹ میں اور امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' ۱۴/ ۲۷۰۔ ۵۰۸ میں بیان کیا ہے۔

وہ حدیث کے سب سے زیادہ روایت کرنے والے تھے، نیز ان کی سند بہت بلند اور روایت بہت صحیح تھی۔

وہ ہمیں ہر دن چند حدیثیں لکھواتے تھے، پڑھتے پڑھتے ہمیں طویل مدت گزر گئی، جو رقم پاس تھی وہ ختم ہوگئی، بامر مجبوری جو کچھ سامان ہمارے پاس تھا بیچ ڈالا، یہاں تک کہ تین دن اور تین راتیں کچھ کھائے بغیر گزر گئیں اور بھوک سے بری حالت ہوگئی۔ چوتھے دن صبح ہم میں سے ہر ایک کی حالت یہ تھی کہ بھوک اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے ملنے جلنے سے عاجز تھے، ضرورت نے ہمیں اس حد تک پہنچا دیا کہ ہم اپنی آبرو داؤ پر لگا دیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔

باہمی مشورے سے طے ہوا کہ پرچیوں پر سب کے نام لکھے جائیں اور قرعہ اندازی کی جائے، جس کے نام قرعہ نکلے وہی اپنے ساتھیوں کے لئے کھانے کی کوئی چیز مانگ کر لائے، سوءِ اتفاق کہ قرعہ میرے نام نکلا، میں حیران رہ گیا، میرا دل نہیں مانتا تھا کہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کروں اور بھیک مانگنے کی ذلت اٹھاؤں۔ میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر دو طویل رکعتیں ادا کیں، میں پورے عقیدے اور اخلاص کے ساتھ یہ نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کے عظیم اسماء اور بلند و بالا کلمات کے وسیلے سے دعا مانگ رہا تھا کہ مالک کریم! اس پریشانی کو دور فرما اور پردۂ غیب سے امداد عطا فرما۔

میں ابھی نماز مکمل نہیں کر پایا تھا کہ ایک خوبصورت جوان، شاندار لباس اور عمدہ خوشبو والا مسجد میں داخل ہوا، اس کا خادم پیچھے آ رہا تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا، اس نے آتے ہی پوچھا کہ تم میں سے حسن بن سفیان کون ہے؟ میں نے سجدے سے سر اُٹھایا اور کہا کہ میں حسن بن سفیان ہوں، آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا امیر ابن طولون آپ کو سلام کہتے ہیں اور معذرت کرتے ہیں کہ وہ آپ کی خبر گیری نہ کر سکے اور آپ کے حقوق کی رعایت میں ان سے کوتاہی ہوئی، انہوں نے اس وقت نان و نفقہ کے لئے کچھ رقم بھجوائی

ہے، وہ کل خود آپ کے پاس آئیں گے اور معذرت پیش کریں گے۔ اس نے ہم میں سے ہر ایک کے سامنے ایک تھیلی رکھی جس میں سو سو دینار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے، ہم نے تعجب کرتے ہوئے اس نوجوان سے پوچھا کہ واقعہ کیا ہے؟

کہنے لگا کہ میں امیر کے خصوصی خُدّام میں سے ہوں، آج صبح میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ آج کا دن میں تنہائی میں گزارنا چاہتا ہوں، اس لئے تم اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے جاؤ، چنانچہ ہم واپس چلے آئے، ابھی میں اطمینان سے بیٹھا بھی نہیں تھا کہ میرے پاس امیر کا بھیجا ہوا خادم آیا اور کہنے لگا: امیر تمہیں فوراً طلب کر رہے ہیں، میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ گھر میں تنہا بیٹھے ہوئے ہیں اور درد کی وجہ سے ہاتھ پہلو پر رکھا ہوا ہے، انہوں نے مجھے پوچھا کہ تم حسن بن زیاد اور ان کے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، کہنے لگے: ابھی فلاں محلے کی فلاں مسجد میں جاؤ اور یہ تھیلیاں لے جا کر ان کے سپرد کر دو، کیونکہ وہ تین دنوں سے بھوکے ہیں اور نڈھال ہو چکے ہیں، میری طرف سے اُن کے سامنے عذر بھی پیش کرنا اور انہیں بتانا کہ میں کل صبح ان سے ملاقات کروں گا اور خود ان سے معذرت بھی کروں گا۔

میں نے اُن سے اِس عنایت کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں تنہا اس کمرے میں داخل ہوا تاکہ کچھ دیر آرام کرلوں، ابھی میری آنکھ لگی ہی تھی کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار دیکھا جو ہوا میں اس طرح اطمینان سے چل رہا تھا جیسے وہ سطح زمین پر چل رہا ہو، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، میں اسے دیکھ کر تعجب کر ہی رہا تھا کہ وہ اس کمرے کے دروازے پر اُتر آیا اور اس نے نیزے کی نوک میرے پہلو پر رکھی اور کہنے لگا: حسن بن سفیان اور اس کے ساتھیوں کی خبر لو، اُٹھو اور ان کی خبر گیری کرو، وہ تین دن سے بھوکے ہیں اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جنت کا دربان رضوان

ہوں، اور جب سے اس کے نیزے کی نوک میرے پہلو میں لگی ہے میرے پہلو میں اتنی شدید درد ہو رہی ہے کہ میں حرکت نہیں کر سکتا۔ تم یہ مال فوراً انہیں پہنچاؤ تاکہ یہ درد ختم ہو۔

حضرت حسن بن سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ پر تعجب کیا، اللہ رب العزت جلّ شانہٗ کا شکریہ ادا کیا اور اپنی ضروریات پوری کیں، وہاں مزید ٹھہرنے پر ہمارا دل راضی نہیں ہوا، تاکہ امیر ہماری ملاقات نہ کرے، ورنہ لوگ ہمارے پوشیدہ حالات سے واقف ہو جائیں گے، اس طرح لوگوں کی نظروں میں ہماری قدرومنزلت بڑھے گی اور ایک طرح سے نام ونمود کا سلسلہ چل نکلے گا۔ چنانچہ ہم اُسی رات مصر سے روانہ ہو گئے اور ہم میں سے ہر ایک (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے) علم اور فضل میں یگانۂ روزگار اور نادرِ زمانہ بنا۔

صبح ہوئی تو امیر ابن طولون ہماری ملاقات کے لئے مسجد میں آیا، لیکن ہمارے ساتھ اس کی ملاقات نہ ہو سکی، اس نے حکم دیا کہ وہ پورا محلہ خرید کر اِس مسجد اور اِس میں قیام کرنے والے مسافروں، اصحاب فضیلت اور طلبہ پر وقف کر دیا جائے، تاکہ اُن کے معاملات میں خلل واقع نہ ہو اور انہیں اُس پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے جس سے ہم دوچار ہوئے تھے، یہ سب دین کی قوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارے میں صاف ستھرے عقیدے کا نتیجہ ہے۔ (۱)

امام شافعی سفر کر کے امام اہل مدینہ امام مالک بن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ ان کے پاس علمی اور حدیثی ذخیرہ تھا اس میں اُن کے شریک ہوئے، اِس واقعے پر غور کیا جائے تو ہمارے مقصد کا سمجھنا آپ کے لئے آسان ہو جائے گا، یہ سب کیا تھا؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی برکت تھی۔

---

(۱) یہ واقعہ امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" ۱۴/۱۶۱ میں بیان کیا اس میں امیر کا نام طولون لکھا ہوا ہے، حافظ نے اسے محلِ نظر قرار دیا۔ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام ابن طولون ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ اس مقدس جماعت سے راضی ہو جنہوں نے حدیث شریف حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر کیا، اپنے وطنوں کو چھوڑا، اپنے بھائیوں اور دوستوں کو خیر باد کہا، حدیث شریف کے لئے غربت اور مسافری کا راستہ اختیار کیا، اپنے ماں باپ اور بیٹوں کو وحشت میں ڈالا، گھر کی خوشحالی پر جنگلوں اور بیابانوں کے طے کرنے کو ترجیح دی، حوصلہ شکن فقر کو نعمت جانا، روکھی سوکھی روٹی اور پھٹے پرانے کپڑوں پر قناعت کی، بستروں اور تکیوں کی جگہ کچی اینٹوں اور پتھروں پر گزارا کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اطاعت وفرماں برداری کے کام پر لگا دیا، جیسے کہ روایات میں آیا ہے(۱)

ہمیں بیان کیا امام شیخ زاھد ابو العباس احمد بن محمد اللواتی معروف بابن تامتیت نے انہوں نے مجھے اپنی کتاب سے پڑھ کر یہ روایت لفظ بلفظ لکھوائی، انہیں بیان کیا شیخ زاہد ابو الحسین یحییٰ بن محمد نے، شیخ ابو العباس نے کئی دفعہ انہیں یہ روایت پڑھ کر سنائی، انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث شیخ زاہد ابو بکر یحییٰ بن محمد بن رزق اور قاضی ابو القاسم خلف بن عبد الملک اور قاضی ابو الحسن علی بن احمد بن عبد الرحمٰن زُھری کے سامنے پڑھی، اُن سب نے فرمایا کہ ہمیں بیان کیا ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن عتاب نے، ان کو بیان کیا ابو عمر نمری نے

(ح) (دوسری سند) ہمیں بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی شیخ اجل ابو الحسین کو، انہوں نے بڑی عمر والے بزرگ ابو مروان عبد الرحمٰن بن محمد بن قزمان کو، انہوں نے ابو علی حسین بن محمد بن علی غسانی کو، انہوں نے ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البرّ نمری کو، انہیں یہ حدیث بیان کی خلف بن قاسم نے، انہیں ابو القاسم بُکیر بن حسن رازی نے مصر میں، انہیں اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے، انہیں عبد اللہ ابن عبد الصمد بن ابی خِداش موصلی نے، انہیں جراح بن ملیح نے، انہوں نے روایت کی بکر بن زرعہ خولانی سے

(۱) مزید معلومات کے لئے دیکھئے: شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل'' علماء نے علم حاصل کرنے کے راستے میں کس طرح مشکلات برداشت کیں۔

اورانہوں نے حضرت ابو عِنَبَہ خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اس دین میں پودے لگاتا رہے گا، اُن کو اپنی اطاعت کے کام پر لگائے گا۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ محدثین ہیں۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' (۱) میں ہشام بن عمار سے انہوں نے جراح ابن ملیح سے روایت کیا۔

یہ حضرت ابو عنبہ خولانی وہ صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہیں ہوسکا صرف کنیت سے معروف ہیں، دور جاہلیت میں ان لوگوں میں سے شمار ہوتے تھے جنہوں نے خون کی قیمت لے کر کھائی، اسلام کے بعد دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، بعض علماء نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ تھا، یہ بات مجھے حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتائی۔

ان حضرات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہماری امت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب وکامران رہے گا جو اُن کو نیچا دکھانا چاہے گا وہ انہیں نقصان نہیں دے سکے گا۔ (۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک گروہ حق پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی، (۳) یہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے اوتاد ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلفاء ہیں آپ کی امت میں جیسے کہ ہمیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی گئی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور دعا کی: اے اللہ! میرے خلیفوں پر رحم فرما، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ!

---

(۱) مقدمہ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (۸۰)

(۲) اس حدیث کو امام ترمذی نے ''الجامع الصحیح'' (کتاب الفتن) ''باب ماجاء فی الشام'' ۴/۴۲۰ میں روایت کیا حدیث نمبر (۲۱۹۲)

(۳) یہ حدیث امام خطیب بغدادی نے ''شرف اصحاب الحدیث'' ص ۲۵ میں بیان کی، حدیث نمبر (۴۵)

آپ کے خلفاء کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہماری احادیث اور سنتوں کی روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ (۱)

ہمیں خبر دی دو بزرگوں نے (۱) ابو محمد عبدالوہاب بن ظافر الثغری اور (۲) استاذ القراء ابوالفضل جعفر بن ابی الحسن، یہ روایت ان ہی کے بیان کردہ لفظوں پر مشتمل ہے، ان دونوں کو خبر دی حافظ ابوطاہر احمد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار نے، انہیں کہا گیا کہ آپ کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن علی نے، انہیں خبر دی قاضی ابوعبداللہ احمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن نے، انہیں یہ حدیث بیان کی ابوحصین محمد بن حسین الوادعی نے، انہیں بیان کی احمد بن عیسٰی ابن عبداللہ نے، انہیں بیان کی ابن ابی فُدَیک نے، انہیں بیان کی ہشام بن سعد نے، انہوں نے روایت کی زید بن اسلم سے، انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے............ اس کے بعد حدیث بیان کی۔ (۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طلبۂ حدیث کو دیکھتے تو کہتے: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت کو مرحبا (خوش آمدید) کہتے ہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے بعد تمہارے پاس کچھ لوگ آئیں گے وہ تم سے ہماری حدیث کے بارے میں دریافت کریں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو اُن پر

---

(۱) یہ حدیث امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" ۶/ ۳۹۵ میں روایت کی حدیث نمبر (۵۸۴۲) بروایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لفظ "خلفاء نا" کے ساتھ۔

(۲) اس حدیث کو امام رامہرمزی نے "المحدث الفاصل" میں بیان کیا ص ۱۶۳ اور خطیب بغدادی نے "شرف اھل الحدیث" میں بیان کیا ص ۳۰ حدیث نمبر (۵۸)

مہربانی کرنا اور اُن کو حدیث سنانا۔(۱)

ہمارے بعض علماء اسلاف جب طلبۂ حدیث کو دیکھتے تھے تو کہا کرتے تھے:

اَهْلًا وَسَهْلًا بِالَّذِيْنَ اُحِبُّهُمْ وَاَوَدُّهُمْ فِي اللّٰهِ ذِي الْاٰلَاءِ

اَهْلًا بِقَوْمٍ صَالِحِيْنَ ذَوِي تُقًى عِزِّ الْوُجُوْهِ وَزَيْنِ كُلِّ مَلَاءٍ

يَا طَالِبِي عِلْمِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ مَا اَنْتُمْ وَسِوَاكُمْ بِسَوَاءٍ

- میں ان لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جن سے میں محبت رکھتا ہوں اور میں ان سے تمام نعمتوں کے دینے والے اللہ کریم کی رضا کے لئے محبت رکھتا ہوں۔
- میں اصحابِ تقویٰ وصلاح لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو چہروں کی عزت اور ہر مجلس کی زینت ہیں۔
- اے نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے طلبہ تم اور دوسرے لوگ برابر نہیں ہو (تم افضل ہو)

ان ہی کے بارے میں بعض بزرگوں نے کہا ہے:

يَا سَادَةً لَّهُمْ بِالْمُصْطَفٰى نَسَبٌ رِفْقًا بِقَوْمٍ لَّهُمْ بِالْمُصْطَفٰى حَسَبٌ

اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمْ اَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ لَمْ يَصْحَبُوْا نَفْسَهٗ اَنْفَاسَهٗ صَحِبُوْا

- حضرات سادات کرام! آپ کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبی رشتہ ہے ان لوگوں پر شفقت فرمائیں جن کا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حسبی (علمی اور روحانی) رشتہ ہے۔
- محدثین ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اھل ہیں، اگر چہ اُن کو آپ کی ذات اقدس کی صحبت حاصل نہیں ہوئی، لیکن آپ کے ارشادات کی صحبت تو نصیب ہوئی ہے۔

---

(۱) یہ حدیث امام ترمذی نے "السنن" میں (کتاب العلم) کے باب "ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم" ۵/۳۰ میں بیان کی حدیث نمبر (۲۶۵۱/۲۶۵۰) امام ابن ماجہ نے "السنن" کے مقدمہ میں "باب الوصاۃ بطلبۃ العلم" ۱/۹۰ میں روایت کی حدیث نمبر (۲۴۹/۲۴۷) نیز امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں بیان کی ۶/۵۴۰

ہارون الرشید نے یحییٰ ابن اکثم سے پوچھا کہ سب سے بلند مرتبہ کس کا ہے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کا مرتبہ سب سے بلند ہے، ہارون نے کہا: کیا اس شخص کو جانتے ہو جو مجھ سے بھی بلند ہو؟ کہنے لگے: نہیں، ہارون نے کہا: لیکن میں اسے پہچانتا ہوں، جو ایک حلقے میں بیٹھ کر کہتا ہے: مجھے فلاں نے حدیث بیان کی فلاں سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی۔

یحییٰ نے کہا: امیر المؤمنین! کیا یہ شخص آپ سے بہتر ہے؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد میں سے ہیں اور مسلمانوں کے حکمران ہیں۔ ہارون نے کہا: تیرا برا ہو، ہاں وہ مجھ سے بہتر ہے، کیونکہ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ وابستہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا، جب کہ ہم مرکھپ جائیں گے اور علماء رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔(۱)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی محدث کو دیکھتے تو فرماتے گویا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی شخص کو دیکھا ہے۔(۲)

ھبۃ اللہ ابن حسین شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

عَلَیْکَ بِاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّھُمْ — عَلٰی مَنْھَجٍ لِلدِّیْنِ مَازَالَ مَعْلَمَا

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَھْلِهٖ — اِذَامَادَجَی اللَّیْلُ الْبَھِیْمُ وَاَظْلَمَا

وَاَعْلَی الْبَرَایَامَنْ اِلَی السُّنَنِ اعْتَزٰی — وَاَغْوَی الْبَرَایَامَنْ اِلَی الْبِدَعِ انْتَمٰی

وَمَنْ تَرَکَ الْآثَارَ ضُلِّلَ سَعْیُهٗ — وَھَلْ یَتْرُکُ الْآثَارَ مَنْ کَانَ مُسْلِمَا

○ تم محدثین کو لازم پکڑو کیونکہ وہ دین کے ایسے راستے پر ہیں جو ہمیشہ سے جانا پہچانا ہے

○ نور حدیث شریف میں ہے اور محدثین میں، جب رات سیاہ، گہری تاریک اور اندھیری ہو جائے۔

---

(۱) یہ واقعہ خطیب بغدادی نے ''شرف اھل الحدیث'' میں بیان کیا ص ۹۹ نمبر (۲۱۹)

(۲) ایضاً: ص ۴۶ نمبر (۹۰)

- مخلوق میں سب سے زیادہ بلند وہ ہے جو سنتوں سے وابستہ ہوا اور سب سے زیادہ گمراہ وہ ہے جو بدعتوں کی طرف منسوب ہو۔
- جس نے آثار کو چھوڑ دیا اس کی کوشش رائگاں گئی اور کیا کوئی مسلمان آثار کو چھوڑ سکتا ہے؟

ابوالفضل ہمدانی اور ابوالحسن حارثی کا بیان ہے کہ ابوطاھر سلفی نے ہمیں اپنے یہ اشعار سنائے:

دِیْنُ الرَّسُوْلِ وَشَرْعُهٗ اَخْبَارُهٗ ۔۔۔ وَاَجَلُّ عِلْمٍ یُقْتَفٰی آثَارُهٗ

مَنْ کَانَ مُشْتَغِلاً بِھَا وَبِنَشْرِھَا ۔۔۔ بَیْنَ الْبَرِیَّةِ لَاعَفَتْ آثَارُهٗ

- رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کا دین ہیں اور آپ کی شریعت ہیں، اور آپ کے آثار وہ عظیم ترین علم ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔
- جو شخص انہیں حاصل کرنے اور ان کے پھیلانے میں مصروف ہو، اللہ تعالٰی کرے کہ اس کے آثار مخلوق کے درمیان محو نہ ہوں۔

ہمیں علی بن خضر مالکی نے بیان کیا کہ ہمیں ابومنصور فتح بن محمد نے اپنا کلام سنایا:

حَدِیْثُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُنْسِیْ وَرَوْضَتِیْ ۔۔۔ وَمَعْدِنُ لَذَّاتِیْ وَرَاحِیْ وَرَاحَتِیْ

وَحِصْنِیْ الَّذِیْ آوِیْ اِلَیْہِ وَجُنَّتِیْ ۔۔۔ وَحِرْزِیْ مِنْ کُلِّ الْخُطُوْبِ وَعُدَّتِیْ

وَعَوْنِیْ عَلٰی مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَارْتَضٰی ۔۔۔ ضَلَالَاتِ اَھْوَاءٍ لَّھَا الْخَلْقُ زَلَّتِ

بِہٖ وَبِآیَاتِ الْکِتَابِ تَمَسُّکِیْ ۔۔۔ وَمُعْتَمَدِیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَّعِصْمَتِیْ

- رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میرے لئے باغ، جائے اطمینان اور میری لذتوں اور راحت وسکون کا مرکز ہے۔
- حدیث شریف میرا قلعہ ہے جس کی میں پناہ لیتا ہوں، میری ڈھال ہے، تمام مصیبتوں سے امان ہے اور میرا ہتھیار ہے۔
- نیز حدیث اس شخص کے مقابل میری مددگار ہے جو حق کی مخالفت کرے اور خواہشات کی گمراہیوں کو پسند کرے جن کے سبب مخلوق گمراہ ہوئی ہے۔

○ میں حدیث شریف اور قرآنی آیات کو پکڑتا ہوں، یہ ہر حال میں میرے اعتماد کی جگہ ہیں اور مجھے بچانے والی ہیں۔

ہمیں حافظ ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری نے بتایا کہ ہمیں حافظ ابوالحسن علی بن المفضل المقدسی نے اپنے درج ذیل اشعار سنائے:

لِكُلِّ امْرِئٍ مَّافِيْهِ رَاحَةُ قَلْبِهٖ　　فَيَأْنَسُ اِنْسَانٌ لِّصُحْبَةِ اِنْسَانٖ

وَمَارَاحَتِيْ اِلَّاحَدِيْثُ مُحَمَّدٍ　　وَّاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ بِاِحْسَانٖ

○ ہر شخص کے دل کی راحت کسی نہ کسی چیز میں ہوتی ہے، چنانچہ ایک انسان دوسرے انسان کی صحبت سے مانوس ہوتا ہے۔

○ میری راحت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، اور احسان کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کی حدیث ہے۔

حضرت حافظ منذری کے تقاضے پر میں نے دمیاط کی سرحد پر درج ذیل اشعار کہے:

جَلِيْسِيْ وَمَحْبُوْبِيْ حَدِيْثُ مُحَمَّدٍ　　وَكُلُّ امْرِئٍ يَصْبُوْاِلٰى مَنْ يُّجَالِسُ

وَصَحْبُ النَّبِيِّ اَكْرِمْ بِهٖ وَبِحِزْبِهٖ　　عَلٰى مِثْلِ ذَااَغْنِيُ اللَّبِيْبَ يُنَافِسُ

مُحَمَّدٌ وَّاظَبَ دَرْسَ فِقْهٍ وَّسُنَّةٍ　　فَكُلُّ عَلُوْمٍ بَعْدَهٰذَاوَسَاوِسُ

○ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میری ہم نشین اور محبوب ہے اور ہر شخص اپنے ہم نشین سے محبت رکھتا ہے۔

○ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا گروہ کتنا معزز ہے؟ عقل مند آدمی کو ایسی ہستیوں کے ساتھ دلچسپی رکھنی چاہیے۔

○ حضور پر نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ فقہ اور سنت کا درس دیا، اس کے بعد تمام علوم وسوسے ہیں۔

ہمیں خبر دی عمر رسیدہ شیخ ابوالحسن علی بن ابوعبداللہ نے، انہیں بیان کیا شیخ حافظ مَعمر بن عبدالواحد اصبہانی نے، انہیں خبر دی ابوالمحاسن نے، انہیں خبر دی ابومحمد جبازی نے ساتھ ہی اجازت بھی دی، نیز انہیں خبر دی احمد زاہد نے امام جبازی سے سُن کر۔ انہیں بیان کیا عبداللہ ابن حسنین جوھری نے، انہیں بیان کیا محمد بن عبداللہ ابن عبیداللہ ابن بشر فَسوی نے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے فسا کی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے دیکھا کہ آپ مسجد کی محراب میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے ہاتھ میں دوات ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی امت کے تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے محدثین! تم ہو۔

گزشتہ سند وہی ہے ابومحمد جبازی تک وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا احمد الزاہد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں مصر میں بیان کیا ابوالحسین عبدالکریم بن احمد الخولانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن احمد الفقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن عمر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبدالحمید بن حمید نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤد طیالسی کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے: اگر یہ گروہ نہ ہوتو ہم اسلام کا مطالعہ نہیں کر سکتے یعنی محدثین جو احادیث و آثار لکھتے ہیں۔

گزشتہ سند احمد زاہد تک پہنچتی ہے انہوں نے موصل میں ابویعلیٰ عبدالواحد ابن قسیم زاہد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبیداللہ ابن محمد بن وہب کو اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا، وہ ابوبکر مرادی سے اور وہ امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: قابل ذکر لوگ صرف محدثین ہیں، جب تم دیکھو کہ ایک شخص حدیث لکھا کرتا تھا، پھر اس نے حدیث لکھنا چھوڑ دیا تو اس پر تہمت لگاؤ (کہ وہ غلط آدمی ہے)۔

---

(۱) خطیب بغدادی نے یہ واقعہ "شرف اصحاب الحدیث" میں بیان کیا ص ۲۵ نمبر (۴۳)

ہمیں خبر دی ابو یوسف بن محمود صوفی نے، انہیں خبر دی احمد بن محمد صوفی نے، انہیں خبر دی احمد بن محمد حافظ نے، انہیں خبر دی ابو طاہر محمد بن احمد بن ابو الصقر لخمی نے، انہیں خبر دی ابوالحسن محمد بن مغلس نے، انہیں خبر دی احمد بن رشیق نے، انہیں بیان کیا ابو عبداللہ محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ماہان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن احمد بن زہیر بن حرب کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس جگہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا جس کی کنیت ابونصر زاہد تھی، وہ شخص صاحب فضیلت وعبادت تھا اور ہر طرف سے لوگ اس کے پاس آتے تھے، مشہور محدث یحییٰ بن معین بھی اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے جس میں وہ زاہد نماز پڑھتا تھا، یحییٰ بن معین نماز پڑھنے کے بعد بیٹھ جاتے، لوگ بھی اُن کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے، محدثین بھی حاضر ہوتے اور ان سے مختلف شخصیات کے بارے میں سوال کرتے۔

یحییٰ بن معین فرماتے کہ فلاں شخص جھوٹا ہے، فلاں کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، فلاں اُن شیطانوں میں سے ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں شیاطین سمندر سے نکلیں گے اور لوگوں کو حدیث بیان کریں گے۔(۱)

ابونصر زاہد اُن کی گفتگو سنتا تھا اور یحییٰ بن معین پر اعتراض کرتا تھا اور ان کے خلاف دعا کرتا تھا اور کہتا تھا: لوگو! یہ حضرات جن پر یحییٰ بن معین طعن کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کا ذکر کر کے ہم بارش کی دعا مانگتے ہیں اور یہ لوگ اُن پر زبان طعن دراز کرتے ہیں پھر یحیٰی بن معین پر خوب زبان درازی کرتا اور طعن وتشنیع سے کام لیتا۔ شیخ احمد بن زہیر کہتے ہیں کہ ابونصر زاہد باب خراسان سے نکل کر جنگل میں جاتا تھا اور وہاں عبادت کرتا تھا، ایک دن یحیٰی بن معین بھی اُسی جنگل کی طرف نکل گئے، ان کے ساتھ محدثین کی ایک جماعت تھی اور

(۱) یہ حدیث امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کی ۶/۵۵۰ بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما، فرمایا: سمندر میں شیاطین قید ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بند کیا تھا، قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عقبہ نے کہا کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو سے مرفوعا مروی ہے۔

ان کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی تھا، وہ ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس سے ایک شخص گزرا جس کے سر پر تربوز رکھا ہوا تھا، ان میں سے کسی شخص نے پوچھا تربوز کتنے کا دو گے؟ اس نے بتایا اتنے کا دوں گا، اس شخص نے تربوز خرید لیا اور سب نے مل کر کھایا، اس کے بعد وہ کھیل کود میں مشغول ہو گئے، یحییٰ بن معین بیٹھے انہیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔

ابونصر زاہد نے بھی انہیں کھیل کود میں دیکھ لیا، جب کہ انہوں نے ابونصر کو نہیں دیکھا، اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا: دیکھو یہ ان کا بازاری لوگوں والا کردار ہے اور یہ صالحین اور اہل خیر پر اعتراض کرتے ہیں، وہ جب اپنے ساتھیوں کی مجلس میں گیا تو اس نے یحییٰ بن معین اور ان کے ساتھیوں کے طرز عمل کا تذکرہ کیا، یہ بات یحییٰ بن معین کو پہنچی تو وہ غمگین ہوئے۔

پھر ایک دن ابونصر میرے دادا ابوخیثمہ کے پاس آئے، میرے دادا نے ان کا استقبال کیا اور عاجزی کے ساتھ پیش آئے، پھر پوچھا ابونصر! کیسے تشریف لائے؟ کہنے لگے: مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، آپ میرے ساتھ چلیں، دونوں خلف بن ہشام بزار کے پاس گئے، اس نے اِن دونوں کو خوش آمدید کہا، ابونصر نے اسے بھی کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، چنانچہ دونوں کو لے کر یحییٰ بن معین کے پاس پہنچے، ابونصر نے اپنے دونوں ساتھیوں کو کہا کہ تم دونوں یحییٰ کے دوستوں میں سے ہو، ان سے درخواست کرو کہ مجھے معاف کر دیں، میں انہیں اذیت دیا کرتا تھا، یحییٰ نے فرمایا: میں نے تمہیں سب کچھ معاف کر دیا۔

ابونصر کہنے لگا: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے کل رات کیا دیکھا؟ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں مسجد میں داخل ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محراب میں تشریف فرما ہیں اور آپ (یحییٰ بن

معین) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہیں، آپ کے ہاتھ میں پنکھا ہے جسے آپ ہلا رہے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ شخص مجھے اذیت دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی سے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تجھے یحییٰ سے کیا کام ہے؟ تم یحییٰ سے دور رہو، اتنے میں گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی، میں نے بعض تعبیر بیان کرنے والوں سے پوچھا انہوں نے کہا: بندۂ خدا! جس شخص کو تم نے خواب میں دیکھا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دفاع کر رہا ہے۔

اکابر محدثین میں سے ایک محدث صنعاء (یمن) گئے تاکہ امام عبدالرزاق کی کتاب (مصنّف) ان سے سنیں، لیکن وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے، اس محدث کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک مدت سے محدث عبدالرزاق کے دروازے پر بیٹھا ہوں، لیکن وہ مجھے حدیث سنانے سے گریز کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاؤ اور قعنبی سے مالک بن انس کی مؤطا سنو، تم شام جاؤ اور محمد بن یوسف فریابی سے سفیان ثوری کی کتاب سنو، بصرہ جاؤ اور ابن نعمان عارم سے حماد بن زید کی کتاب سنو۔ وہ محدث کہتے ہیں کہ میں صبح امام عبدالرزاق کے پاس گیا اور انہیں خواب کا واقعہ سنایا، کہنے لگے: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی ہے؟ آپ صبر و سکون کے ساتھ میرے پاس ٹھہریں۔ یہاں تک کہ میں آپ کو کتاب پڑھ کر سنا دوں۔

میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں گا اور آپ کے پاس ایک دن بھی نہیں ٹھہروں گا۔

احادیث مبارکہ کی روایت کرنے والوں کی فضیلت سے متعلق یہ چند روایات

اس لئے بیان کی ہیں کہ قدیم وجدید محدثین کے طریقے پر حدیث شریف طلب کرنے والے طلبہ کو رغبت دلاؤں، اگرچہ حدیث شریف کی روایت کرنے والوں میں میرا سرمایہ بہت معمولی ہے۔ اس جماعت کے لئے یہ شرفِ عظیم ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ترین ہوں گے۔

جیسے کہ ہمیں خبر دی امام حافظ ابوالحسین یحییٰ ابن علی مصری نے، انہیں خبر دی دو بزرگوں نے جو دونوں بھائی ہیں دونوں شافعی اور دمشقی ہیں اور امام محمد بن حسن بن ھبۃ اللہ کے بیٹے ہیں، میری مراد ہے (۱) الامین ابوالبرکات الحسن اور (۲) فقیہ ابومنصور عبدالرحمٰن، شیخ ابوالحسین نے دمشق میں یہ حدیث انہیں پڑھ کر سنائی، اُن دونوں کو خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوالحسن بن محمد دارانی نے اور وہ اس طرح کہ سن ۵۵۶ھ میں اُن کے سامنے یہ حدیث پڑھی گئی اور یہ دونوں بھائی اسے سُن رہے تھے، انہیں خبر دی ابوالفرج سہل بن بشر بن احمد اسفرائینی نے، انہیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین نیشاپوری نے اور وہ اس طرح کہ ان کے سامنے یہ حدیث مصر میں پڑھی گئی اور شیخ ابوالفرج سن رہے تھے، انہیں بیان کی قاضی ابوالطاہر محمد بن احمد بن عبداللہ ذُھلی نے، انہیں بیان کی موسیٰ ابن ہارون، انہیں بیان کی ابوکریب نے، انہیں بیان کی خالد بن مخلد نے، انہیں بیان کی موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، انہیں خبر دی عبداللہ ابن کیسان نے، انہوں نے یہ حدیث روایت کی عبداللہ بن شداد بن الھاد سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت والے دن سب لوگوں سے ہمارے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو ہماری بارگاہ میں سب سے زیادہ ھدیۂ صلوٰۃ پیش کرنے والے ہوں گے۔

حافظ ابوالحسین نے فرمایا: اس حدیث کو ابوالہیثم خالد بن مخلد قطوانی کوفی نے اسی طرح موسیٰ بن یعقوب زمعی سے روایت کیا ہے۔

لیکن محمد بن خالد بن عثمہ بصری نے یحییٰ بن علی مصری کی مخالفت کی ہے اور اس حدیث کو موسیٰ بن یعقوب سے روایت کیا، انہوں نے عبداللہ بن کیسان سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، اس طرح انہوں نے سند میں سے ''شدّاد بن الهادْ'' کو ساقط کر دیا ہے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے بروایت ابو محمد موسیٰ بن یعقوب ابن عبداللہ بن وھب بن زمعہ الزمعی لأسدی المدنی، انہوں نے ابو عمر عبداللہ بن کیسان القرشی المکی سے روایت کی۔

اسے امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی ''جامع'' میں روایت کیا ہے[1]، انہوں نے اسے ابو بکر محمد بن بشار البندار سے انہوں نے محمد بن خالد بن عثمہ البصری سے انہوں نے موسیٰ بن یعقوب سے روایت کیا جیسے کہ ہم نے اس سے پہلے بیان کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث میں محدثین کے لئے حسین بشارت اور ظاہر فضیلت ہے، کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث پڑھتے وقت ہمیشہ قول و فعل سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں، لہذا وہ بارگاہِ رسالت میں سب سے زیادہ ہدیۂ درود شریف بھیجنے والے ہوئے، ان کی طرح کسی دوسرے علم سے مشغولیت رکھنے والوں کے لئے درود شریف بکثرت پیش کرنا معلوم نہیں ہے۔

یہ حافظ ابوالحسین کے الفاظ ہیں، حافظ ابو نعیم نے اس کا معنیٰ ذکر کیا ہے۔

---

---

(۱) ۲/۳۵۴ حدیث نمبر (۴۸۴) اسی طرح اسے ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا، ۳/۱۹۲ حدیث نمبر (۹۱۱) اور امام بزار نے ''البحر الذخار'' ۴/۲۷۸ حدیث نمبر (۱۴۴۶)۔

# باب ۲۴

## نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف بھیجنے کی فضیلت

صحیح مسلم میں ہے اور امام مسلم اس کی روایت میں منفرد ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہم پر ایک دفعہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جس طرح وہ کہے اُسی طرح تم بھی کہو، پھر ہماری بارگاہ میں درود شریف پیش کرو، کیونکہ جس نے ایک دفعہ ہم پر درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے، پھر ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے ''وسیلہ'' طلب کرو، کیونکہ یہ جنت میں ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہم ہی وہ بندے ہوں گے، پس جس شخص نے ہمارے لئے ''وسیلے'' کی دعا مانگی اس کے لئے ہماری شفاعت ثابت ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد نے سنن میں روایت کی۔(۲)

ہمارے شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن عبدالسلام نے فرمایا: ہماری طرف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم آپ کے لئے سفارش

(۱) ''مسلم شریف'' (کتاب الصلاۃ) ''باب الصلاۃ علی النبی'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱/۳۰۶ حدیث نمبر (۷۰)

(۲) مسلم شریف (کتاب الصلاۃ) ''باب استحباب القول مثل قول المؤذن'' ۱/۲۸۸ حدیث نمبر (۳۸۴)

ابوداؤد (کتاب الصلاۃ) ''باب مایقول اذا سمع المؤذن'' ۱/۲۰۰ حدیث نمبر (۵۲۳)

کرتے ہیں، کیونکہ ہم جیسا آدمی آپ جیسی عظیم ترین ہستی کی سفارش نہیں کیا کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جس نے ہم پر احسان کیا ہے ہم اسے بدلہ دینے کی کوشش کریں، اور اگر ہم بدلہ نہ دے سکیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری طرف سے اس ہستی کو بدلہ عطا فرما، چونکہ ہم حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدلہ دینے سے عاجز ہیں، اس لئے رب العالمین نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بارگاہِ الٰہی میں درخواست کریں کہ اے اللہ! اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما، تاکہ آپ پر نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ان احسانات اور نوازشوں کا بدلہ بن جائیں جو آپ نے ہم پر فرمائی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم پر جو احسان فرمایا ہے کسی مخلوق کا احسان اس سے افضل نہیں ہے۔

امام نسائی اپنی ''سنن''[1] میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ہم پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

امام نسائی حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا، عرض کیا گیا یارسول اللہ! آج ہم آپ کے چہرۂ انور میں خوشی کے غیر معمولی آثار دیکھ رہے ہیں، جو عام طور پر دیکھنے میں نہیں آتے۔

فرمایا: ہاں، ایک فرشتہ ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا جو امتی بھی آپ پر درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور جو آپ پر سلام بھیجے میں اس پر دس مرتبہ سلام

---

(۱) ''السنن الکبریٰ'' امام نسائی ۱/۳۸۵۔ حدیث نمبر (۳/۱۲۲۰)

بھیجوں۔ میں نے کہا: ہاں میں راضی ہوں۔(۱)

پس اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ جزا عطا فرمائے جو آپ کے شایانِ شان ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سبب ہیں، اور آپ پر صلاۃ وسلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر سلامتی اور رحمت کے نازل ہونے اور احسان کا سبب ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ٹھنڈا پانی آگ کو اتنا نہیں بجھاتا جس قدر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا گناہوں کو مٹاتا ہے اور آپ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔(۲)

بعض روایات میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ ہمارے پاس آئیں گے جنہیں ہم صرف اس لئے پہچانیں گے کہ وہ ہم پر بکثرت درود شریف بھیجتے رہے ہیں۔(۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم میں سے قیامت کے دن اس کے ہولناک احوال اور مقامات سے سب سے زیادہ نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جو ہماری بارگاہ میں سب سے زیادہ درود شریف پیش کرنے والا ہوگا۔(۴)

امام حافظ ابو الحسین یحییٰ بن علی مصری نے اپنی کتاب "وسیلة الراغبین وتحفة الطالبین فی الاحادیث الاربعین الواردة فی الصلاة علی سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (درود شریف کے بارے میں چالیس احادیث) میں

(۱) "السنن الکبریٰ" امام نسائی ۱/۳۸۰۔ حدیث نمبر (۱۲۰۵)

(۲) اس حدیث کو اصبہانی نے "الترغیب والترہیب" میں روایت کیا ۲/۶۸۸، حدیث نمبر (۱۶۵۶) خطیب بغدادی نے اسے "تاریخ بغداد" میں ۷/۱۶۱ روایت کیا، دونوں حضرات نے اسے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دلوں کے خونوں سے افضل ہے یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

(۳) یہ روایت قاضی عیاض نے "الشفاء" میں بیان کی ہے ۲/۷۶

(۴) الفردوس از امام دیلمی ۵/۲۷۷ "الترغیب والترہیب" للاصبہانی ۲/۶۸۹ حدیث نمبر (۱۶۶۰)

امام ابوسعید محمد بن الہیثم السلمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل اشعار نقل کئے ہیں:

اَمَّاالصَّلَاۃُ عَلَی النَّبِیِّ فَیَسِیْرَۃٌ  مَرْضِیَّۃٌ تُمْحٰی بِھَاالْاٰثَامُ

○ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا آسان اور پسندیدہ ہے اس کی بدولت گناہ مٹائے جاتے ہیں۔

وَبِھَایَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَۃٍ  یُبْنٰی بِھَاالْاِعْزَازُ وَالْاِکْرَامُ

○ـــــ اور اس کی برکت سے انسان شفاعت کی عزت حاصل کر لیتا ہے، اس کی بدولت انسان عزت و تکریم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

کُنْ لِلصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا  فَصَلَاتُہٗ لَنَاجُنَّۃٌ وَّسَلَامُ

○ـــــ تم ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کرتے رہو، آپ کی بارگاہ میں درود شریف پیش کرنا ہمارے لئے ڈھال اور سلامتی ہے۔

نیز ہمیں حافظ ابوالحسین نے درج ذیل اشعار سنائے، انہوں نے کہا مجھے ابوحفص عمر بن عبداللہ بن بزان نے مکہ معظمہ میں اپنے اشعار سنائے:

اَیَامَنْ اَتٰی ذَنْبًاوَّقَارَفَ زَلَّۃً  وَمَنْ یَّرْتَجِیْ مِنْ رَّبِّہِ الْفَضْلَ وَالْقُرْبَا

○ـــــ اے وہ شخص جس نے گناہ اور لغزش کا ارتکاب کیا اور اے وہ شخص جو اپنے ربِ کریم سے فضل اور قرب کا امیدوار ہے۔

تَعَاھَدْصَلَاۃَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ  عَلٰی خَیْرِ مَبْعُوْثٍ وَّاَکْرَمِ مَنْ نَّبَا

○ـــــ تو ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر کہ وہ کریم افضل رسول اور مکرم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرمائے۔

فَیَکْفِیْکَ ھَمًّااَیَّ ھَمٍّ تَخَافُہٗ  وَیَکْفِیْکَ ذَنْبًاجِئْتَ اَعْظَمَ بِہٖ ذَنْبَا

جس بھی غم سے تو خوف زدہ ہے اس کے لئے درود شریف کافی ہوگا اور تو نے جتنا بڑا گناہ بھی کیا ہے اس کے لئے بھی کافی ہوگا۔

وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ یَفْعَلْ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ  یَجِدْقَبْلَ اَنْ یَّرْقٰی اِلٰی رَبِّہٖ حَجَبَا

○ ——— اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود شریف نہیں بھیجتا اس کی دعا کے آگے بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے سے پہلے پردہ حائل ہو جائے گا۔

حافظ ابوالحسین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا کلام سنایا:

اَلَا اَیُّهَا الرَّاجِی الْمَثُوْبَةَ وَالْاَجْرَا ﴿﴾ وَتَكْفِیْرِ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَضَ الظَّهْرَا

○ ——— اے جرو ثواب کے امیدوار اور کمر توڑ دینے والے ماضی کے گناہ کی معافی کے طلب گار!

عَلَیْکَ بِاِکْثَارِ الصَّلٰوةِ مُوَاظِبًا ﴿﴾ عَلٰی اَحْمَدَ الْهَادِیْ شَفِیْعِ الْوَرٰی طُرًّا

○ ——— تو تمام مخلوق کی شفاعت فرمانے والے، سراپا ہدایت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہمیشہ بکثرت درود شریف بھیجا کر۔

وَاَفْضَلِ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ نَسْلِ آدَمٍ ﴿﴾ وَاَزْكَاهُمْ فَرْعًا وَاَشْرَفِهِمْ نَجْرًا

○ ——— اس ہستی پر جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل، فرع کے اعتبار سے پاکیزہ ترین اور اصل کے لحاظ سے افضل ترین ہیں۔

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهٗ ﴿﴾ یُصَلِّیْ عَلٰی مَنْ قَالَهَا مَرَّةً عَشْرًا

○ ——— حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

فَصَلّٰی عَلَیْهِ اللّٰهُ مَا جَنَّتِ الدُّجٰی ﴿﴾ وَاَطْلَعَتِ الْاَفْلَاکُ فِیْ اُفْقِهَا فَجْرًا

○ ——— جب تک اندھیرے مخلوق خدا کو ڈھانپتے رہیں اور آسمان اپنے افق پر فجر کو ظاہر کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرماتا رہے۔

بندۂ فقیر محمد بن یوسف قرشی سکری نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پیش کرنے کے بارے میں ارشادات سنے تو برجستہ یہ شعر کہا:

صَلَاةُ الْمُصَلِّیْ نَفْعُهَا عَائِدٌ لَّهٗ ﴿﴾ وَیَكْفِیْهِ اَنْ یُّجْزٰی بِوَاحِدَةٍ عَشْرًا

○ ——— درود شریف پڑھنے والے کے درود شریف کا فائدہ خود اسے حاصل ہوتا ہے اور اس کے لئے کافی ہے کہ ایک کے بدلے اس پر دس درود شریف بھیجے جائیں۔

# باب ۲۵

**وہ حضرات جن کے گناہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پیش کرنے کی وجہ سے معاف کئے گئے**

بے شمار علماء کو خواب میں بڑی اچھی حالت میں دیکھا گیا، انہیں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف پیش کرنے کی برکت سے ہے۔

ان میں امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (امام مجتہد) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں، تواتر سے ثابت ہے کہ انہیں خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا، مجھے دلہن کی طرح سجا کر جنت کے دروازے تک لے جایا گیا اور دلہن کی طرح مجھ پر مال نچھاور کیا گیا، خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ آپ اس مقام کو کس سبب سے پہنچے؟ تو کسی کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''الرسالۃ'' میں لکھا تھا:

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ
الذّٰكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان لوگوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے آپ کو یاد کیا اور ان لوگوں کی تعداد میں جو آپ کی یاد سے محروم رہے۔

خواب دیکھنے والے کا بیان ہے کہ صبح کے وقت میں نے ''الرسالۃ'' دیکھا تو اس

میں یہی درود شریف لکھا ہوا تھا۔(۱)

حافظ ابوالعباس احمد بن منصور کو خواب میں اس حال میں دیکھا گیا کہ انہوں نے خلّہ (دو چادروں کا سیٹ) پہنا ہوا تھا اور سر پر تاج پہنا ہوا تھا، جس میں جواہر جڑے ہوئے تھے، انہیں پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا، مجھے عزت عطا فرمائی، تاج پہنایا اور جنت میں داخل کر دیا۔ پوچھا گیا: کس سبب سے؟ کہنے لگے: میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بکثرت درود شریف پیش کیا کرتا تھا۔(۲)

حضرت خلف (صاحب الخُلقان) کا بیان ہے کہ میرا ایک دوست میرے ساتھ حدیثیں تلاش کیا کرتا تھا، وہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس نے نئے سبز کپڑے پہن رکھے ہیں اور ٹہل رہا ہے، میں نے اسے پوچھا کہ کیا تو میرے ساتھ احادیث تلاش نہیں کیا کرتا تھا، یہ کیا حال ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگا: میں تمہارے ساتھ حدیث شریف لکھا کرتا تھا، میرے سامنے جو حدیث شریف بھی آتی جس میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو میں اس کے نیچے لکھ دیتا تھا: ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا اجر یہ دیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔(۳)

---

(۱) یہ واقعہ امام بیہقی نے ''مناقب الشافعی'' ۲/۳۰۴ میں امام ابوالقاسم اصبہانی نے ''کتاب الترغیب والترھیب'' ۲/۹۶۷ نمبر (۱۶۸۲) میں اور امام ابوالعباس اقلیشی نے ''انوار الآثار'' ص ۴۴ میں اور امام شرف الدین الانباری نے ''شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام'' ص ۳۶ میں اور امام سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۴۶۷۔۴۶۶ میں بیان کیا۔

(۲) یہ واقعہ امام نمیری نے ''الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام'' میں ورق [۹۸/أ] امام بشکوال نے ''القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم'' میں ورق [۷/أ] بیان کیا اسی طرح ''الصلاۃ'' میں اس کا تذکرہ ہے ۱/۱۳۳، حافظ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں بیان کیا ص ۲۵۴۔

(۳) یہ واقعہ امام نمیری نے ''الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام'' میں ورق [۹۶/ب] میں، امام بشکوال نے ''القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں ورق [۷/أ]۔ امام خطیب بغدادی نے ''شرف اہل الحدیث'' میں ص ۱۱۰ نمبر (۲۴۷) اسی طرح حافظ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں بیان کیا ص ۴۶۲

عبداللہ قواریری کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی فوت ہوگیا جو کہ کاتب تھا میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہنے لگا: مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ کہنے لگا: میں جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی لکھا کرتا تھا تو ساتھ لکھتا تھا: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (۱)

حسن بن رشیق کو ان کی وفات کے بعد خواب میں بڑی اچھی حالت میں دیکھا گیا، انہیں پوچھا گیا کہ تمہیں یہ مقام کس سبب سے عطا کیا گیا؟ کہنے لگے: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجنے کی وجہ سے۔ (۲)

مروی ہے کہ شیخ ابوبکر شبلی استاذ القراء ابوبکر بن مجاہد کے پاس ان کی مسجد میں آئے، شیخ ابوبکر نے کھڑے ہوکر ان کا استقبال کیا، ان کے شاگردوں نے اس سلسلے میں چہ میگوئیاں کیں، اور استاد کو کہا کہ آپ علی بن عیسیٰ (وزیر) کے لئے تو اُٹھ کر کھڑے نہیں ہوئے، شبلی کے لئے کیوں کھڑے ہوئے؟ (شبلی درویش صفت آدمی تھے، انہیں عام طور پر وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا) شیخ ابوبکر نے فرمایا: کیا میں اس شخص کے لئے اٹھ کر کھڑا نہ ہوں جس کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس کرتے ہیں؟ مجھے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا: ابوبکر! کل ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا، جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرنا۔

شیخ ابوبکر بن مجاہد کہتے ہیں کہ دو راتوں کے بعد پھر خواب میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں عزت عطا فرمائے جس طرح تم نے ایک جنتی شخص کی تعظیم و تکریم کی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

---

(۱) یہ واقعہ امام ابن بشکوال نے بیان کیا (حوالہ سابقہ) [ورق ۷/أ] امام زین الدین الآثاری نے اس کا تذکرہ "شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام" ص ۴۱ میں اور حافظ سخاوی نے "القول البدیع" ص ۲۶۵ میں کیا۔

(۲) یہ واقعہ امام نمیری نے "الاعلام" میں [ورق ۹۸/ب] امام ابن بشکوال نے "القربۃ" میں [ورق ۸/أ] امام زین الدین الآثاری نے "شفاء السقام" ص ۳۶ میں اور حافظ سخاوی نے "القول البدیع" ص ۲۶۸ میں بیان کیا۔

شبلی کو آپ کی بارگاہ میں یہ مقام کس لئے ملا ہے؟ فرمایا: یہ اسّی سال سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور ہر نماز کے بعد ہمیں یاد کرتا ہے اور یہ آیۂ کریمہ پڑھتا ہے:

''لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ''

کیا جو شخص یہ کام کرتا ہے ہم اس کی عزت نہ کریں؟ (۱)

مشطاح (۲) نامی صوفی اپنی زندگی میں لوگوں سے ہنسی مزاح کیا کرتا تھا، وفات کے بعد اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہنے لگا: مجھے بخش دیا، پوچھا کس سبب سے؟ کہنے لگا: میں نے ایک محدث سے درخواست کی کہ مجھے حدیث مسند لکھائیں، شیخ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا، میں نے بھی بآواز بلند درود شریف پڑھا، مجلس میں جتنے لوگ موجود تھے انہوں نے بھی درود شریف پڑھا، اسی دن ہماری بخشش ہوگئی۔ (۳)

ہمیں عبدالاحد بن زید کے حوالے سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے کہا کہ میں حج کرنے کے لیے گیا تو ایک شخص میرا ساتھی بن گیا، وہ اٹھتے، بیٹھتے، آتے جاتے، ہر وقت درود شریف پڑھتا رہتا، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: چند سال پہلے میں اپنے والد کے ساتھ حج کرنے کے لئے گیا، واپسی پر ہم نے ایک منزل میں آرام کیا، میں سو رہا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو موت کی نیند سلا دیا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے، میں ہڑبڑا کر اٹھا اور اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو واقعی وہ فوت ہو چکا تھا اور اسکا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا، یہ صورت حال دیکھ کر میں خوف زدہ ہوگیا۔

---

(۱) یہ واقعہ امام ابوالعباس اقلیشی نے ''انوار الآثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ص ۵۲ میں امام زین الدین الآثاری نے ''شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام'' ص ۳۰ میں امام اقلیشی سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا۔

(۲) قلمی نسخوں میں اسی طرح ''مشطاح'' ہے امام نمیری اور ابن بشکوال وغیرہما کے نزدیک ''مسطح'' ہے۔

(۳) یہ واقعہ امام نمیری نے ''الاعلام'' میں [ورق ۹۸/ب] امام ابن بشکوال نے ''القربۃ'' میں [ورق ۸/ب] اور امام سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۲۵۴ میں بیان کیا۔

میں اسی پریشانی میں مبتلا تھا کہ پھر نیند مجھ پر غالب آگئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ چار سیاہ فام کھڑے ہیں اور ان کے پاس لوہے کی گرزیں ہیں، ایک میرے باپ کے سر کے پاس، ایک پاؤں کے پاس ایک دائیں جانب اور ایک بائیں جانب، اتنے میں ایک انتہائی حسین و جمیل شخص دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور اُن سیاہ فاموں کو کہا کہ تم ایک طرف ہٹ جاؤ، پھر میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اُن کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کا چہرہ سفید کر دیا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں محمد مصطفےٰ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو ان کا چہرہ سفید تھا، میں نے ان کے غسل اور کفن کا انتظام کیا اور دفن کر دیا۔(۱)

امام ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حُجاج میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ کثرت سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتا تھا، میں نے اسے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا مقام ہے اور آپ ہیں کہ درود شریف ہی پڑھتے رہتے ہیں۔ اس نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں، میں اپنے گھر میں تھا، میرے بھائی کا زندگی کے آخری لمحے میں چہرہ سیاہ ہو گیا، اس وقت گھر تاریک تھا، اتنے میں ایک شخص داخل ہوا اس کا چہرہ اس طرح روشن تھا جیسے چراغ ہو، اس نے میرے بھائی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں فرشتہ ہوں اور میری ڈیوٹی یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے والوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرتا ہوں تو وہ چمکنے لگتے ہیں۔(۲)

---

(۱) یہ واقعہ امام ابن ابی الدنیا نے ''المنامات'' میں بیان کیا ص ۸۴ نمبر (۱۱۸) امام ابن بشکوال نے ''القربۃ'' میں [ورق ۱۱۱/ب] اور حافظ سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۲۲۵ میں بیان کیا۔

(۲) حافظ سخاوی نے یہ واقعہ ''القول البدیع'' میں بیان کیا ص ۲۲۶

میں کہتا ہوں کہ جس شخص کا ابھی ذکر ہوا ہے کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا وہ کثرت سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا کرتا تھا۔

مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے بارے میں حکم دیا جائے گا، کہ اسے دوزخ کی طرف لے جاؤ، اس کے اعمال تو لے جائیں گے تو اس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے بھاری ثابت ہوں گی۔ پھر ایک پورے کے برابر پرچیاں نکالی جائیں گی جن پہ درود شریف لکھا ہوگا جو وہ بارگاہِ رسالت میں بھیجتا رہا تھا، وہ اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھی جائیں گی تو اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

امام طبرانی ''معجم کبیر''[1] میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے گزشتہ رات عجیب واقعہ دیکھا، ہم نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو پل صراط پر کبھی گھسٹ کر چل رہا تھا اور کبھی گھٹنوں کے بل چل رہا تھا، اتنے میں وہ درود شریف آیا جو اس نے ہم پر بھیجا تھا اس نے اُسے اس کے پاؤں پر کھڑا کر دیا اور وہ شخص پُل صراط پر روانہ ہو گیا ـــــ یہ ایک لمبی حدیث ہے۔

حضرت شبلی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرا ایک پڑوسی فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کا حال پوچھا، اس نے کہا: شبلی! مجھ پر عظیم اور خوفناک حالات گزرے ہیں، جب مجھ سے فرشتوں نے سوال کیا، تو گھبراہٹ کے مارے میری زبان گنگ ہو گئی، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ مصیبت کہاں سے آ گئی؟ کیا میں اسلام پر فوت نہیں ہوا؟ مجھے ندا دی گئی کہ تو نے دنیا میں اپنی زبان کو بے کار رکھا یہ اس کی سزا ہے۔

جب دو فرشتے میری طرف بڑھنے لگے تو ایک خوبصورت اور عمدہ خوشبو والا شخص درمیان میں حائل ہو گیا اس نے مجھے جواب یاد دلایا، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ کہنے لگا: کہ تم جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کثرت

---

(۱) معجم کبیر امام طبرانی ۲۵/۲۸۱ حدیث نمبر (۳۹)

سے درود شریف پیش کرتے رہے ہو، میں اس کے نتیجے میں پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت کے وقت تمہاری امداد کروں۔(۱)

روایت ہے کہ صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کے بارے میں گواہی دی کہ اس نے اونٹ کی چوری کی ہے، اونٹ چلا اُٹھا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹو۔

اس صحابی سے پوچھا گیا کہ تم نے کس سبب سے نجات پائی ہے؟ کہنے لگے یارسول اللہ! میں ہر دن آپ پر سو مرتبہ درود شریف بھیجتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پا گئے ہو۔(۲)

ابو حفص کاغذی وفات کے بعد دیکھے گئے، وہ بڑے سردار تھے، ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہنے لگے: مجھ پر رحم کیا، مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا۔ ان سے پوچھا گیا: کس سبب سے؟ کہنے لگے: جب مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کیا گیا تو فرشتوں کو حکم دیا، انہوں نے میرے گناہوں کی گنتی کی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے درود شریف کی بھی گنتی کی، درود شریف کی تعداد زیادہ نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا: اے میرے فرشتو! تمہارے لئے یہی کافی ہے اس کا محاسبہ نہ کرو اور اسے جنت میں لے جاؤ۔(۳)

ہمیں یہ روایت خلّاد بن کثیر بن مسلم کے بارے میں پہنچی ہے کہ ان پر حالتِ نزع طاری تھی اس وقت ان کے سر کے پاس ایک پرچہ ملا جس پر لکھا تھا:

”یہ خلّاد بن کثیر کے لئے آگ سے رہائی کا پروانہ ہے۔“

ان کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کام کیا کرتے تھے جس کی بنا پر انہیں پروانہ

---

(۱) یہ واقعہ حافظ سخاوی نے ”القول البدیع“ میں ص ۲۶۰ پر ابن بشکوال کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

(۲) ”القول البدیع“ ص ۲۴۸ بحوالہ ابن بشکوال

(۳) یہ واقعہ امام زین الدین آثاری نے ”شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام“ میں بیان کیا ص ۴۱

نجات ملا ہے؟ ان کے گھر والوں نے کہا: یہ ہر جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ (۱)

اے اللہ! نبی امی محمد مصطفےٰ پر رحمت وسلامتی نازل فرما۔

اس سلسلے میں ایک حدیث بھی روایت کی گئی ہے: جس نے جمعہ کے دن ہم پر ہزار مرتبہ درود بھیجا وہ دنیا سے اُس وقت تک رخصت نہیں ہوگا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہیں دیکھ لیتا۔ (۲)

حضرت محمد بن سعید بن مُطَرِّف فرماتے تھے کہ میں جب سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا تو میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا کہ ایک معین تعداد میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجوں گا۔ ایک رات میں نے وہ تعداد پوری کر لی تو مجھ پر نیند غالب آ گئی، میں بالاخانے میں مقیم تھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاخانے کے دروازے میں داخل ہو کر میرے پاس تشریف لائے ہیں، بالاخانہ جگمگا اُٹھا، پھر آپ اُٹھ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ہماری بارگاہ میں کثرت سے درود شریف پیش کرنے والے اس منہ کو ہمارے قریب لاؤ تاکہ ہم اسے بوسہ دیں، مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں آپ کے رُخِ انور کو بوسہ دوں، میں نے اپنا چہرہ پھیر لیا تو آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔

میں گھبرا کر بیدار ہو گیا، میری اہلیہ جو میرے قریب ہی سوئی ہوئی تھی وہ بھی اُٹھ بیٹھی، کمرے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت کستوری کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، آپ نے جو میرے رخسار کا بوسہ لیا تھا، اس کی وجہ سے آٹھ دن تک کستوری کی خوشبو آتی

(۱) یہ واقعہ امام زین الدین آثاری نے ''شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام'' میں بیان کیا ص ۴۱

(۲) اس حدیث کو ابن بشکوال نے ''القربۃ بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں بیان کیا [ورق ۵/۱] امام متقی ہندی نے ''کنز العمال'' ۱/۵۰۵ حدیث نمبر (۲۲۳۳) میں ابو الشیخ کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کئے ''حتی یبشر بالجنۃ'' حافظ سخاوی نے اس کا تذکرہ ''القول البدیع'' میں کیا ص ۲۲۷

رہی۔ میری بیوی ہر دن میرے رخسار سے خوشبو محسوس کرتی تھی۔(۱)

میں نے شیخ صالح عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن احمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک دفعہ حمام میں گر گیا، میرے ہاتھ پر چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے وہ سوج گیا، ایک رات ہاتھ دکھ رہا تھا، اس کے باوجود میں سو گیا، خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: بیٹے! تمہارے درود شریف نے ہمیں پریشان کر دیا۔'' صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے سوجن بھی ختم ہو گئی اور درد بھی جاتا رہا۔

---

(۱) یہ واقعہ امام زین الدین آثاری نے ''شفاء السقام فی نوادر الصلاۃ والسلام'' میں بیان کیا ص ۳۶

# باب ۲٦

## اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کے آداب

توسل کے آداب میں سے یہ ہے کہ خضوع وخشوع کا پیکر بن جائے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں حکم دیا ہے، اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرے اور اپنے دل میں یہ تصور کرے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں، جیسے قسمت یاوری کرتی تو میں آپ کی ظاہری حیات میں حاضر ہوتا، پیکر تقویٰ وطہارت ائمۂ اسلاف کے طریقے پر سکون اور وقار کو لازم پکڑے۔

امام مالک بن انس (امام مجتہد) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ تبدیل ہوجاتا اور اتنا جھک جاتے کہ ان کے ہم نشینوں کو گراں محسوس ہونے لگتا۔ اِس سلسلے میں اُن سے بات کی گئی تو فرمایا: اگر تم وہ کچھ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو تم میری حالت دیکھ کر اس پر انکار نہ کرتے۔ میں سید القراء حضرت محمد ابن المنکدر کے پاس حاضر ہوتا، ہم ان سے جب بھی حدیث شریف کے بارے میں پوچھتے تو وہ اس شدت سے روتے کہ ہمیں ان پر ترس آنے لگتا۔

میں حضرت جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوتا وہ بڑے خوش طبع تھے اور عموماً تبسم فرما رہتے، لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ پیلا پڑ جاتا، میں نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے کبھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بغیر وضو کے گفتگو کی ہو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن القاسم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا کرتے تھے، ہم ان کے رنگ کو غور سے دیکھتے تھے، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ان کا خون نچوڑ لیا گیا ہو اور ان

کی زبان منہ میں گنگ ہوگئی ہو، یہ سب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے ہوتا تھا۔

میں حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر کی خدمت میں حاضر ہوتا، جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ رو پڑتے اور اتنا روتے کہ ان کی آنکھ میں آنسو ختم ہو جاتے۔

میں حضرت صفوان بن سُلیم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، وہ بڑے عبادت گزار تھے، جب ان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ رو پڑتے اور اتنا روتے کہ لوگ اُٹھ کر چلے جاتے اور انہیں تنہا چھوڑ جاتے۔(۱)

میں نے درج ذیل دو شعر ظن و تخمین کی بنا پر نہیں بلکہ عقیدت و عرفان کی بنا پر دل سے کہے ہیں اور زبان سے ادا کیے ہیں:

فَمَا لِابْنِ نُعْمَانَ وَلَا لِجُدُوْدِهٖ لِعُدَّةِ یَوْمِ الْحَشْرِ اِلَّا الْمُوَحَّدُ

وَحُبُّ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰے اَکْرَمِ الْوَرٰی حَبِیْبٌ خَلِیْلٌ لِلْاِلٰہِ مُحَمَّدُ

ابن نعمان (حضرت مصنف) اور اس کے آباء و اجداد کے لئے قیامت کے دن صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کام آئے گا۔

اور تمام مخلوق سے افضل ہستی نبی مکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کام آئے گی، آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں، خلیل بھی ہیں اور مخلوق میں سب سے زیادہ آپ ہی کی تعریف کی گئی ہے۔(۲)

اے اللہ! تو نے جس طرح نبی اکرم ﷺ کو مقام محمود کے لئے مختص فرمایا ہے اور حاضری کے دن آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت اور سبقت عطا فرمائی ہے، ہمیں اس حال میں

---

(۱) یہ واقعات قاضی عیاض نے ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں بیان کئے ہیں۔

(۲) آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا (امام احمد رضا)

موت کی گھاٹی سے گزار دے کہ ہم آپ کی سنت پر عمل پیرا ہوں اور جب لوگ آپ کے حوض کوثر پر حاضر ہوں تو ہمیں وہاں سے دور نہ کر دیا جائے۔اور ہمیں اپنے عزت اور دوام والے قرب میں آپ کا دائمی قرب عطا فرما۔

اور اپنے حبیب مکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جب تک آپ کو یاد کرنے والے یاد کرتے رہیں اور آپ کی یاد سے غافل رہنے والے غفلت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں اور بہت بہت سلامتی نازل فرما جو تیرے دوام کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہے۔ (الحمدللہ! کتاب مکمل ہوگئی)

---

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء واشرف المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین "مصباح الظلام" کا ترجمہ ۱۳ر جمادی الاولی مطابق ۲ر جولائی ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک شروع کیا اور آج ۱۳ر رمضان المبارک مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء بروز جمعرات بعد از نماز فجر مکمل ہوگیا۔اللّٰھم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی حبیبہ وصفیہ وخلیلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلماء امتہ ومنھم مصنف ھذا الکتاب المحدث الفقیہ القدوۃ ابوعبداللّٰہ محمد بن موسی بن النعمان المزالی المراکشی واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

# قلمی نسخوں کے آخری کلمات

(ا) والحمدللہ وحدہ۔

(ب) یہ وہ ہے جو ہم تک کتاب ''مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ أفضل الصلاۃ وأزکی السلام'' سے پہنچا ہے، اس کی کتابت سے فراغت بروز ہفتہ ۲۳/ذیقعدہ ۱۱۰۲ھ میں ہوئی۔

(ج) اللہ تعالیٰ کی امداد سے فقیر احقر گناہوں کی کثرت کی بنا پر شرم وحیا میں ڈوبے ہوئے اور مشکلات اور تکالیف میں غرق درویش عبدالحفیظ بن محمد بن ملک محمد بن عبدالجلیل بن عبدالحمید بن عبدالفتاح بدخشانی کے ہاتھ سے یہ کتاب ماہ ذوالحجہ ۱۲۴۲ھ میں مکمل ہوئی۔

# صُفّہ فاؤنڈیشن

صفہ فاؤنڈیشن خدمت دین اور خدمت انسانیت کا عالمگیر مشن ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے دعوتی و تبلیغی، تعلیمی و تحقیقی اور فلاحی و رفاحی میدانوں میں سرگرمِ عمل ہے۔

فاؤنڈیشن کا قیام چند مخلصین کے تعاون سے اس بنیاد پر عمل میں لایا گیا کہ اس کے ذریعے خدمت دین اور خدمت انسانیت کے کام کو منظم، مؤثر اور نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔ تاکہ افرادِ امت مسلمہ کے ذوق دین فہمی کی تسکین ہوسکے اور ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا سامان ہوسکے اور نتیجتاً ان میں دین پر عمل پیرا ہونے کی تحریک پیدا ہوسکے۔

بحمداللہ تعالیٰ فاؤنڈیشن ہذا کے زیر اہتمام مختلف اہم موضوعات پر متعدد کتابیں لاکھوں کی تعداد میں ملک اور بیرون ملک ہزاروں افراد میں مفت تقسیم ہوچکے ہیں۔

فاؤنڈیشن کے پیش نظر اہداف حسب ذیل ہیں:

☆ ...... عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے مفید اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔

☆ ...... نسلِ نو کو بنیادی دینی تعلیمات سے آشنا کرنے کے لیے سادہ، آسان فہم اور دلکش کتب کی اشاعت۔

☆ ...... کتاب و سنت پر مبنی ان خالص تعلیماتِ تصوف کی اشاعت و ترویج جو اب بھی اپنے اندر روحانی اقدار کے احیاء کی ضمانت رکھتی ہیں۔

☆ ...... دین فہمی اور روحانی و اخلاقی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر علمی و روحانی مجالس اور خصوصی کلاسز کا اہتمام کرنا۔

☆ ...... دُکھی انسانیت کی خدمت کے لیے شعبہ سماجی بہبود کا قیام تاکہ رفاہی و فلاحی سرگرمیوں کا آغاز کیا جاسکے۔

آپ بھی اس عظیم مشن کے معاون بن سکتے ہیں:

فاؤنڈیشن کے منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار درد مند اور مخیّر حضرات کے تعاون پر ہے۔ دین متین کی تبلیغ و اشاعت اور دُکھی انسانیت کی خدمت کے اس عظیم مشن کی رکنیت اختیار کرکے آپ بھی فاؤنڈیشن کے منصوبہ جات کی تکمیل میں ہاتھ بٹا سکتے ہیں علاوہ ازیں آپ اپنا قیمتی وقت اور خداداد صلاحیتیں بھی بروئے کار لاکر اس مشن کے معاونین میں شامل ہوسکتے ہیں۔